گردن نہ جھکی جن کی
ظلم کے آگے

www.KitaboSunnat.com

ان الذین قالو ربنا اللہ ثمّ استقاموا

تفضیل احمد ضیغم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

گردن نہ جھکی جن کی ظلم کے آگے

تفضیل احمد ضیغم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق طیبہ قرآن محل محفوظ ہیں

نام کتاب

گردن نہ جھکی

جن کی علم کے آگے

مؤلف

ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

باہتمام ______ حافظ محمد ابوبکر

طبع اول ______ دسمبر 2018ء

تعداد ______ 1100

قیمت ______

طیبہ قرآن محل

مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007, 0300-6628021

اسٹاکسٹ

مکتبہ قدوسیہ

غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور ⊙ پاکستان

Tel: 042-37230585

مکتبہ محمدیہ

الفضل مارکیٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور ⊙ پاکستان

Tel: 0300-4826023

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
05	مقدمہ	❁
07	تقریظ	❁
08	وجۂ تاخیر	❁
10	حرف چند	❁
14	اشک مؤلف	❁
19	نوجوان مسلم ماضی حال اور مستقبل کے آئینے میں	❁
35	سیّدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ	
47	سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ	
55	سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	
63	خاندانِ یاسر رضی اللہ عنہ	
69	سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ	
81	حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ	
89	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	
113	امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	
139	حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	
155	مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ	
175	فاتح قادیانیت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	
195	غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ	

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

	غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ	219
	بطل حریت سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	229
	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	243
	مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ	271
	سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ	281
	علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ	292
❁	حق گوئی	309
	حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ	313
	حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	316
	امام نووی رحمۃ اللہ علیہ	317
	مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	318
	سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	320
	امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ	324
	محدث ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ	328
	امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ	327
	محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ	332
	مصادر و مراجع	334

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اسلام ایک مکمل دین ہے اس میں انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے تمام اصول موجود ہیں جس پر عمل پیرا ہو کر انسان امر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی کوکھ سے جنم لینے والی نابغہ روزگار ہستیوں نے اسلامی تعلیمات پر کار بند رہ کر وہ ناقابل فراموش واقعات رقم کئے ہیں جو ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں۔ انہوں نے دین کی حمیت اس کی عظمت اور شوکت اسلام کیلئے اپنا تن من دھن اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے وقف کر دیا اور خود کبھی سیف اللہ، کبھی اسد اللہ، کبھی الطیار اور کبھی سید الشہداء کے القاب سے موسوم ہوئے۔

بلاشبہ اپنے اسلاف کی تابناک زندگیوں کا ایک ایک لمحہ آب زریں سے لکھنے کا حق رکھتا ہے کہیں جرأت و شجاعت کے پیکر، کہیں ایقان و استقامت کے پہاڑ، کہیں مردمجاہد، کہیں مردمومن، کہیں راہِ حق کے مسافر اور کہیں زہد و تقویٰ اور علم و عمل کا حسین امتزاج نظر آتے ہیں۔ ان چودہ صدیوں پر پھیلی ہوئی اسلامی تاریخ میں ایسی لاتعداد سچی داستانیں ہیں۔ جو ہمارا سرمایہ افتخار ہیں۔

یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اس نے دین کی سرفرازی کیلئے ہی تو یہ امانت ہمارے سپرد کی ہے۔ کتنے خوش نصیب اور با مراد ہیں وہ لوگ جو امانت کا حق ادا کرتے ہوئے اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ ایسے مردانِ حق جن کے پختہ ایمان کو دیوار زنداں بھی متزلزل نہ کر سکی۔ سلاطین کا رعب اور دبدبہ جنہیں نہ جھکا سکا۔ جن کے فولادی عزائم کے سامنے ہر چیز پانی کی طرح بہہ گئی۔

یوں تو دنیا میں بڑے بڑے لوگ حکمران، سیاستدان، جابر و ظالم سلاطین کی شکل میں ہوئے۔ لیکن آج ان کے نام سے کون واقف ہے محض لعنت و ملامت کیلئے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے لیکن دوسری طرف دعوت و عزیمت کے پیکر اور اولوالعزم علماء اور مجاہدین کی ایسی فہرست ہے جو حق کی خاطر باطل قوتوں سے ٹکرا گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آج پوری دنیا ان کے ناموں سے نہ صرف واقف ہے بلکہ نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ ان کا نام لیا جاتا ہے اور رہتی دنیا تک ان کا تذکرہ خیر ہوتا رہے گا۔ ان شخصیات کے کارناموں اور زندگی کے ہر گوشے پر ہر دور میں کچھ نہ کچھ ان کے ارادتمند لکھتے آئے ہیں اور اپنی بساط کے مطابق خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں۔ سب کے جداگانہ اسلوب تحریر سے ان کے روشن چہرے لوگوں کے سامنے آتے رہتے ہیں۔

ہمارے فاضل نوجوان قلم کار اور روشن خیال نثر نگار تفضیل احمد ضیغم بھی تاریخ اسلام کی مایہ ناز اور قابل قدر شخصیات سے بے حد متاثر ہیں اور وہ ان کی طرز حیات کو اپنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ خطابت ہو کہ علمی موشگافیاں، علمی لیاقت ہو کہ عملی وجاہت، فنون حرب ہو کہ صلح جوئی کی مہم غرضیکہ وہ اپنے اسلاف کے صحیح جانثار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی بعض پسندیدہ شخصیات پر کمال محبت اور پوری لگن اور محنت سے ان کے خاکے احاطہ تحریر میں لائے ہیں اور ان کی سوانح حیات کو ایک نئی جہت سے متعارف کروایا ہے اور حسین طرز اسلوب سے انہیں نمایاں کیا ہے۔

مسلمانوں کو بیدار کرنے اور ان میں نئی روح پھونکنے کیلئے فاضل موصوف کی یہ گراں قدر کوشش ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کیلئے اس میں نہایت اہم درس ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ اس کے مطالعہ سے قارئین میں وہ ولولہ اور جذبہ پیدا ہو گا جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے بے حد ضروری ہے۔

ہم فاضل مؤلف کو ان کی بے مثال سعی پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کو اسلامی و روحانی انقلاب کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

محمد یٰسین ظفر
پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۹۹-۱۰-۲۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

اپنے اسلاف کو نذرانہ عقیدت پیش کرنا...... ہاں ہر کوئی اپنے اپنے انداز سے پیش کرتا ہے۔کوئی ان کے نام کا وظیفہ کرتا ہے،کوئی ان کے نام پہ اپنے گروہ بنا کر انکی یادکو تازہ کرتا ہے،کوئی ان کی مورتیاں بنا کر ان کی یادتازہ کرتا ہے،کوئی ان کی قبروں پر بیٹھ کر اظہار عقیدت کرتا ہے......مگر...... کچھ جانشین اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر حقیقی جانشینی کا حق ادا کرتے ہیں۔قرآن نے بھی گزرے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کرتے وقت ان کی شجاعت دلبرانہ کو کچھ اس انداز سے پیش کیا ہے کہ آنے والا اس راستے کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے۔

اصحاب کہف کا قصہ ہو یا اصحاب اخدود کا واقعہ، نمرود کے خلاف ابراہیم علیہ السلام کا اعلان جنگ ہو یا آتش نمرود میں کود جانے کا قصہ، یہ واقعات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ان کو خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

ہماری تاریخ میں ایسے ایسے نامور مجاہدین ہو گزرے ہیں کہ ان کی شجاعت کے تذکرے دل کو گرما دیتے ہیں مگر یہ تمام نقوش بکھرے ہوئے تھے ایک ایک نقش کو اکٹھا کرنا اور پھر ان کو ترتیب دے کر ایک جانثاری اور وفاداری کی مکمل تصویر بنانا یقیناً ایک مشکل کام تھا۔عزیز القدر تفضیل احمد ضیغم نے عرق ریزی سے وہ نقوش تلاش کر کے پھر نقش نقش ترتیب دے کر ایک حسین تمثیل پیش کر دی ہے اللہ مستقبل کے قیمتی سرمائے کو جزائے خیر عطا فرمائے اور میں اس کتاب کو نئی صدی کا تحفہ سمجھتا ہوں جو گزشتہ صدی کے جوانمردوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ایک گلدستہ ہے۔

نجیب اللہ طارق

۴-۲-۲۰۰۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجہ تاخیر

زیر نظر کتاب میرے دور طالب علمی کی ایک یادگار ہے میں ان دنوں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں پڑھا کرتا تھا ۱۹۹۹ء میں یہ کتاب میں نے مکمل کی تھی آج جون ۲۰۱۷ء میں قلم پکڑے ماضی کے دریچوں سے جلتے بجھتے یادوں کے چراغ دیکھ رہا ہوں اٹھارہ سال کا طویل عرصہ بیت گیا اس دوران میری کئی ایک کتابیں چھپیں، پڑھاتے ہوئے ایک عرصہ بیت گیا۔ چند دن قبل میں اپنی لائبریری میں پرانے اوراق سے کچھ ڈھونڈ رہا تھا اچانک ایک ٹیپ لگے بند لفافے پر نظر پڑی ذہن پر ایک دستک سی ہوئی، میں نے اسے کھول کر دیکھا تو پرانے انداز میں کمپوز کی ہوئی یہ کتاب میرے سامنے تھی ہر چیز کا اللہ نے ایک وقت متعین کیا ہے درحقیقت اس کے چھپنے کا وقت آ گیا تھا میں اس کتاب کے اوراق پلٹ رہا تھا اور جامعہ سلفیہ کے ادبی مباحثہ جات اور تقریری مقابلوں کے مناظر اپنے تصور میں گھومتے دیکھ رہا تھا کتنے حسین تھے وہ دن، دوستوں کی ایک علمی و ادبی مجلس ہوتی تھی۔

ہر انسان کیلئے ماضی تلخ و شیریں یادوں کا ایک گلدستہ ہوتا ہے۔ تلخ یادیں کبھی کانٹا بن کر ڈستی ہیں تو کبھی وہ یادوں کے خوشگوار راستے میں بہار کی تازگی محسوس کرتا ہے مجھے یاد ہے جب میں نے یہ کتاب مکمل کی تو اس کے چھپوانے کیلئے بہت تگ و دو کی لیکن میں اس کو صرف کمپوزنگ کے مرحلہ تک لے جا سکا اس کے بعد یہ کتاب ایک لفافے میں بند ہو کے لائبریری کے ایک تاریک گوشے کا حصہ بن گئی اور میں بھی اپنے مشاغل میں کچھ ایسا کھویا کہ اسے بھول ہی گیا۔ مکتبہ اہلحدیث میں حافظ عمر فاروق میرے بڑے پیارے دوست ہیں انہیں اس کتاب کے بارے میں پتہ چلا تو انہوں نے یہ کتاب مجھ سے مانگی لیکن میں چھپوانا نہیں چاہتا تھا اس

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لئے کہ طالب علمی دور میں بعض دفعہ جذبات جنون کی حد کو پہنچے ہوتے ہیں لیکن وقت کا سیل رواں جوش کو ہوش میں بدل دیتا ہے میں نے یہ کتاب ایک جذباتی قلم سے تحریر کی ہے اور جذباتی قلم عموماً بغاوت کا عادی ہوتا ہے اور بسااوقات وہ مرہم کی بجائے نشتر کا کام کرتا ہے قارئین کرام کی خدمت میں التماس ہے اگر آپ اس میں کمی وکوتاہی محسوس کریں تو ایک طالب علم سمجھ کے معاف فرما دیجئے گا اگرچہ میں نے نظر ثانی میں بہت سی عبارات کو حذف کر دیا ہے۔

تفضیل احمد ضیغم

۱۳ جون ۲۰۱۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

سیدی ابوالکلام آزاد نے ایک بار کہا تھا جو بے غرض ہو جاتا ہے وہ بے پناہ ہو جاتا ہے۔اس کتاب میں ان نفوس قدسیہ کے تذکرے ہیں جو واقعی بے پناہ ہو چکے تھے۔ انسان اس مقام تک تب پہنچتا ہے جب اس کی زندگی کا مقصد، اس کے جینے کی آرزو پر غالب آ جاتا ہے۔ جب نظریات ہی اصل زندگی ہو جاتے ہیں، اور جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تب زندگی اور موت یکساں سی شے بن جاتی ہے۔ زندگی سے کس کو پیار نہیں ہوتا لیکن اپنے نظریات کے لیے زندگی کی پروانہ کرنا اور مرنے کے لیے تیار رہنا ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔

اس کی مثال اس واقعہ سے سمجھیے: ہمارے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی شیخ محبوب الٰہی کہتے ہیں کہ حادثہ لاہور سے چند ماہ قبل وہ کراچی میں تھے۔ کسی مجلس میں بیرسٹر ثمین خان سے ملاقات ہوئی۔ تعارف ہوا کہ یہ علامہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ بیرسٹر ثمین خان علامہ کے تحریک استقلال کے دنوں کے ساتھی تھے۔ کہنے لگے:

''علامہ کو سمجھائیں کہ کچھ اپنی حفاظت کا بھی خیال کریں۔ انہوں نے دشمنیاں بہت بڑھالی ہیں اور ان کی جان بہت خطرے میں ہے۔''

شیخ محبوب الٰہی یہ خبر سن کر پریشانی کے عالم میں لاہور آئے۔ سیدھے علامہ کے گھر گئے۔ علامہ لائبریری میں تھے مگر شیخ محبوب الٰہی سیدھے گھر کے اندر چلے گئے اور لابی میں بیٹھ کر زار و قطار رونے لگے۔ اندر سے علامہ کی اہلیہ محترمہ ان کی آہ و بکا سن کر باہر آئیں اور پوچھا: ''کیا ہوا'' اب جواب ندارد، جب کہ آہیں کراہوں میں بدل گئیں۔ انہوں نے لائبریری کی طرف منہ کر کے آواز دی: ''علامہ صاحب دیکھیں محبوب الٰہی کیوں روئے جا رہا ہے اور بات کچھ نہیں بتاتا۔''

علامہ صاحب اندر آئے اور شفقت آمیز ڈانٹ میں پوچھا ''اوئے کی گل اِی۔'' شیخ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محبوب الٰہی نے بتایا کہ بیرسٹر ثمین خان یوں کہتا ہے۔ آپ ہنسنے لگ گئے۔ ذرا بھی پریشان نہ ہوئے اور کہا "بندے ٹرک کے نیچے بھی تو آ کر مر جاتے ہیں، اگر میری موت اللہ کے راستے میں آ جائے تو اس سے بڑی سعادت کی بات کیا ہوگی۔" اور جب بندہ موت کی اس حقیقت کو پا جاتا ہے تو اس کے لیے دنیا کی یہ رونق، زندگی کے یہ میلے، زمانے کی رنگینیاں حتی کہ اپنی جان، مال اور اولاد بھی ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔ بہت مشکل سا لگتا ہے نا کہ بندے کی اولاد بھی کبھی اس کے لیے غیر اہم ہو جاتی ہے یا کم از کم ثانوی حیثیت اختیار کر جائے لیکن کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔ ہم نے ایسا ہوتے دیکھا ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی ہی مثال دوں گا کہ ایک بار اپنی والدہ محترمہ کو ملنے گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ ماں آخر ماں تھیں کہ دل نازک ہوتا ہے۔ اِدھر اُدھر سے خبر بھی ملتی ہی رہتی ہوگی کہ علامہ کس تندی سے اڑتی ہواؤں کے مقابل محوِ پرواز ہیں اور مختلف باطنی گروہوں کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کے لیے بھی ان کی خطابت کی تیغ آب دار ہمہ وقت بے نیام رہتی ہے۔

اس روز ماں کا دل بھر آیا اور کہنے لگیں: "احسان الٰہی ذرا دھیرج چلو، تم بیٹیوں والے ہو، لوگ بہت فتنہ پرور ہیں، تم کو کچھ ہو گیا تو بھرے پرے گھر کو کون سنبھالے گا؟ بے اختیار اس "بے پناہ انسان" نے کہا: "ماں جی اگر ایسا تھا تو مجھے پڑھایا کیوں تھا" جی ہاں سوال تو اس شعور کا تھا جو ماں باپ نے تعلیم کے ذریعے دے دیا تھا۔ مجھے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت یاد آ گیا۔ انسان کے لیے کیسا مشکل ہوتا ہے اپنا وطن چھوڑنا۔ جن گلیوں میں، چوباروں کے بیچ اس کا بچپن گذرا ہو، لڑکپن بتایا ہو، جہاں دوستوں کے ساتھ بے فکری کے دن بیتے ہوں، وہاں کی گلیوں کی خاک بھی آنکھوں کا سرمہ ہو جاتی ہے۔ اور جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے واسطے مکہ کو چھوڑ کے نکلے تو اپنے شہر کو مڑ مڑ دیکھا اور کہا کہ میں ایک بار پھر آؤں گا ضرور آؤں گا۔ جب آپ پر پہلی وحی آئی اور آپ پریشان ہو گئے ایسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ایک بزرگ کے پاس لے گئیں کہ جو اگلی کتابوں کا علم جانتے تھے۔ انہوں نے جب سارا ماجرا سنا اور بتایا کہ: ''یہ وہی بزرگ فرشتہ ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر آتا تھا اور ساتھ ایک حسرت سے کہا کہ کاش میری اتنی عمر ہوتی کہ میں اس روز آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا، ساتھ ہوتا، رفیق ہوتا کہ جب آپ کی قوم آپ کو مکے سے نکال دے گی۔ آقا کیسے تڑپ تڑپ نہ اٹھے ہوں گے کہ اسی تڑپ سے بے اختیار سوال اٹھا اور لبوں تک آ گیا کہ: ''مجھے میری قوم نکال دے گی؟''

ہاں ہمیشہ سے ایسا ہوتا آیا ہے بزرگ نے کہا، اور پھر آقا کو ہجرت کرنا پڑی۔

بہت مشکل ہوتا ہے وطن کو چھوڑنا لیکن راہ حق کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے

اے راہ یار ہم نے قدم قدم، تجھے یادگار بنا دیا

آپ کو اس کتاب میں ایک عجیب ہجرت کی کہانی بھی ملے گی۔ جی یہ سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کہانی ہے کہ جن کو اسی رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی پاداش میں اسی طرح اپنے شہر سے نکال دیا گیا۔ ان کو سنت سے محبت کے ''جرم'' میں اپنے آقا و مولا کی راہ پر چلتے ہوئے جلاوطنی اختیار کرنا پڑی۔ ان کو بھی بار بار کہا گیا کہ پلٹ آئیں، واپسی کے دروازے کھلے ہیں، اپنے موقف کو ترک کر دیجیے اور ''عزت'' حاصل کیجیے، لیکن ان کے پائے استقلال میں لرزش نہ آئی۔

مدت گزری برادر تفضیل احمد ضیغم کی یہ کتاب میرے پاس طباعت کے لیے آئی اور میری مشغولیت کی نذر ہو گئی۔ اللہ کے فیصلے اللہ ہی جانے کہ مقرر شدہ ہوتے ہیں اور سعادتیں اپنے اپنے مقدروں میں رقم ہوتی ہیں۔ اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت برادر عمر فاروق مدیر مکتبہ اہل حدیث فیصل آباد کے مقدر میں تھی سو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں کتاب کا مسودہ پڑھ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ اس ''تاخیر'' کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فاضل مصنف نے کتاب میں قابل قدر اضافے کر دیے ہیں اور کتاب پہلے کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نسبت خاصی ضخیم ہوگئی ہے۔ بسا اوقات تاخیر بھی باعث رحمت ہو جاتی ہے، سو اس تاخیر کے سبب ہمیں اپنے بزرگوں کے بارے میں، مزید پڑھنے کا موقع مل گیا۔ برادر معظم نے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پر قاتلانہ حملے کا ایک واقعہ درج کیا ہے جس میں آپ پر مخالف مسلک کے ایک نوجوان نے کلہاڑی سے حملہ کر دیا۔ آپ اچھے خاصے زخمی ہو گئے۔ جان لبوں پر آ گئی لیکن اللہ کو زندگی منظور تھی، ہوش آیا اور خبر لی کہ کس نے حملہ کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ قاتل گرفتار ہو گیا ہے تو آپ کا ردعمل عجیب تھا آپ کا موقف تھا کہ اس قاتل کا کیا قصور ہے اس کو تو جنت اور حور کا لالچ دے کر اس کام کے لیے آمادہ کیا گیا اور اگر اس کا قصور گردان بھی لیا جائے تو اس کے بیوی بچوں کا کیا قصور؟ سو آپ نے اپنے ایک واقف اور چاہنے والے صاحب کی ذمے داری لگائی کہ اس "قاتل" کے گھر ماہ بماہ ایک معقول رقم پہنچائی جائے اور تاکید کی کہ کسی صورت خبر نہ ہو روپیہ کون بھجواتا ہے۔ ایسا ہی اہتمام رہا حتیٰ کہ وہ مجرم سزا کاٹ کے واپس آ گیا۔ جب گھر کی عمدہ حالت دیکھی تو تجسس ہوا کہ ایسا کون تھا جو اس درجہ خیال رکھتا رہا۔ مجھے یقین ہے اس مجرم "مرزا قمر بیگ" کو لامحالہ پہلا خیال اپنے "پیروں" کا ہی آیا ہوگا۔ لیکن پیروں کے گھر مریدوں کے دیے تیل سے روشن ضرور ہوتے ہیں لیکن وہاں الٹی گنگا نہیں بہتی کہ پیر صاحبان مریدوں کا گھر بھرنا شروع کر دیں۔ ٹوٹے دل سے قمر بیگ نے کھوج لگانا شروع کیا۔ ہوتے ہوتے اس بندے تک آن پہنچا کہ جو پیسا پہنچاتا تھا۔ بہ ہزار دقت اور بے حد اصرار کے سبب اس نے یہ راز فاش کیا کہ یہ رقم مولانا ثناء اللہ امرتسری کی طرف سے ہی آتی تھی۔ مرزا قمر بیگ کے پاس اب کیا راستہ تھا سو وہاں سے نکلا اور سیدھا مولانا کے پاس آ گیا۔

اپنا بنا کے مجھے چھوڑ دیا کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

مولانا کے قدموں میں بیٹھا قمر بیگ اس کے سوا کیا کہہ سکتا تھا؟ جی ہاں یہ تھے ہمارے اسلاف کہ جن کا تذکرہ آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔

ابوبکر قدوسی

۲۰۱۸-۱۰-۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشک مؤلف

زمانے کے مد وجزر نے انسان کو تبدیل کر کے رکھ دیا کبھی اس کے دل میں خشیت الٰہی کا دریا موجزن رہتا تھا ہر کام میں اس کے پیش نظر صرف ایک ہی ہستی اور ذات کی رضا ہوتی تھی۔

ہاں......اس رضا جوئی کی طلب کا ہی تو احساس تھا کہ اس نے سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کیا، صرصر کو......صبا کہنے سے انکار کیا اور ظلمت کو ضیا کہنے سے انکار کیا جو بات اسے حق نظر آئی اس کا اعلان برملا کیا اس حق گوئی کے اظہار میں اسے کوئی چیز نہ روک سکی نہ خشونت بھری نگاہیں......نہ تنی ہوئی پیشانیاں......نہ اکڑی ہوئی گردنیں......نہ فرمان خسروی......نہ جلادوں کی چمکتی ہوئی تلواریں......نہ کسی کی آمریت......نہ کسی کی ڈکٹیٹر شپ......نہ کسی حکمران کا ڈر......نہ کانٹوں بھری راہیں......نہ پاؤں کے آبلے......نہ سینوں کے زخم......نہ دشت نوردی......نہ پردرد راستے اس لئے کہ ''فرعون کے سامنے جھکنا اور سجدہ ریز ہونا مسلمان کی فطرت سے ہی خارج ہے۔''

اس راستے کا سالک بھی کتنا عجیب ہوتا تھا کہ کبھی اس کے ارادے میں لچک پیدا نہ ہوئی کسی ماہ رخ کی ہوشربا اداؤں سے، نہ کسی ماہ لقا کی زلف پریشاں سے، نہ کسی کے رخ پھیرنے سے، نہ کسی کے لب لعلیں کے کناروں پہ کھیلنے والی مسکراہٹ سے، نہ زرو جواہرات کی چمک سے، اور نہ حکومتی ایوانوں میں جاہ و مرتبہ اور عزت و وقار کے حصول کی کشش سے، وہ ان تمام باتوں کے پاس سے آنکھیں بند کر کے گزرتا چلا گیا اس لئے کہ اس نے اللہ پہ ایمان لا کر، رسول صحرائی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کے......دل کی خوابیدہ بستیوں میں ان کی محبت کا جوت جگا کر خود کو دین کی سربلندی کیلئے وقف کر دیا تھا۔ پھر ایسے شخص کو سرفروش کہتے ہیں، اے سرفروش تیری عظمت کو سلام۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے یاد پڑتا ہے ہمارا رشتہ انہی سرفروشوں سے تھا۔ ہماری رگوں میں بہنے والا خون وہی غیرت مند خون تھا شاید آج ہم اس رشتہ کو بھلا کر اپنی منزل بھی کھو بیٹھے شاید حرارت ایمانی سے تڑپنے والا خون سرد ہو چکا، تبھی تو ہم نے زبان کو مصلحت کی لگام پہنا کے فرمان خسروی کو ہی اپنا دین و ایمان سمجھنا شروع کر دیا۔ اے گم گشتہ راہ ہدایت! اگر ان چیزوں میں وقار ہوتا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں کود جانے کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی، دو جہاں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی، بلال رضی اللہ عنہ تپتے صحرا میں نہ لٹائے جاتے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کبھی سولی پر نہ لٹکتے۔ وہ خاموشی سے باطل کے ساتھ سمجھوتہ کر لیتے آخر ان کو کون سی چیز روکتی تھی ایسا کرنے سے، یہی ایمانی غیرت تھی اگر آج ہم باطل سے سمجھوتہ کر کے اسلام کی اہانت برداشت کر لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ایمانی غیرت سے محروم ہو چکے، ؎

ابھی تو زنجیر پا کے حلقے، شکست زنداں کے منتظر ہیں
ابھی تو لیل و نہار کو ہے ضرورتِ ضربِ غازیانہ

اپنے روشن ماضی کو آواز دینے کیلئے یہ چند صفحات قارئین کے پیش خدمت ہیں جن میں تاریخ کے سینے پہ بکھرے چند روشن ستاروں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے اپنی علمی بے بضاعتی اور کم علمی کا بھی شدید احساس ہے اسی احساس نے عرصہ تک قلم کو زنجیر پہنائے رکھی دوستوں کے اصرار پر یہ چند اوراق لکھے تو ہیں لیکن اس طرح کہ رکی رکی طبیعت سے یہی خیال ستاتا رہا بغیر علم کے سلاطین علم و ادب کی قدم گاہ میں داخل ہو رہا ہوں، شاید قدرت نے میرے قلم کو ادیبانہ ادائیں نہیں بخشیں لیکن دل کو سوز ضرور بخش دیا ہے یہی سوز و درد اس کتاب کے جھروکوں سے آپ کو جھانکتا ہوا ملے گا۔

میرا مخاطب زیادہ تر نوجوان طبقہ ہے ان کے سامنے ان اشخاص کو پیش

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کی ہے جو محض ایک فرد نہ تھے بلکہ ایک تحریک تھے ہاں وہ ہستیاں جن سے جو شخص بھی اٹھا تحریک بن کر پھیل گیا معاشرے کی تاریک فضاؤں میں مانند شمع فروزاں گزر گیا پھیلے ہوئے سناٹوں میں حق کی پہلی آواز ثابت ہوا قوم کے رِستے زخموں پہ مرہم کا پھایہ ثابت ہوا آج ہم سے ایسے افراد چھن گئے۔

دوستو! آؤ آج عزم کرتے ہوئے اٹھو کہ فرد محض فرد نہیں ہوتا بلکہ وہ تو ایک قوت ہوتا ہے، ایک تحریک ہوتا ہے، ایک طوفان ہوتا ہے یاد رکھئے مسلمان کی کوئی منزل نہیں راہ زندگی میں رک جانے کیلئے کوئی مقام نہیں، بلکہ مسلمان تو ساری عمر برائی کے خلاف جہاد کرتا رہتا ہے وہ اسی عمل میں رہتا ہے یہاں تک کہ عمر بیت جائے، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر اسی جہاد میں لگے رہے نہ کبھی ان کا قلم رکا اور نہ تحریکی مشن یہاں تک کہ اجل نے ان کی شمع حیات کو گل کر دیا۔ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ راہ پر خار پر چلتے رہے ہجرت کرتے رہے پھر ہندوستان کے غم کدے میں چراغ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم جلا کے چل دیئے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ سرفروشان اسلام کے سینوں میں چراغ حق روشن کرنے کیلئے چلتے رہے۔ اگرچہ انہیں خار مغیلاں پر بھی دشت نوردی کرنا پڑی لیکن نہ ڈگمگائے، نہ تھرتھرائے، آخر دلوں کو اک ولولہ تازہ دے کر چل دیئے۔

آہ اے میر سپہ دیکھ ترے قافلے والے
چھوڑ چکے ہیں تیرا نقش کف پا دیکھ

کیا ہم اسی قافلہ سے تعلق رکھنے والے نہیں ہیں؟ بلندیوں کی جانب پرواز کرنے والے شاہین! تجھے صحبت زاغ نے زنگ آلودہ کر دیا تو پرواز کو کھو چکا اس قدر جھک کر پرواز کرنا کہ تیرا سر، کسی شاہ کے جوتوں سے ٹکرائے تیری خُو نہ تھی۔ نوکر شاہی اور شاہوں کے چہروں کو دیکھ کر موقف بیان کرنا تیری عادت نہ تھی تو زلف بن کے کُلاہوں کے تاجوں پہ لہرانے والا تو نہیں تھا تو کسی شاہ و وزیر کے گریبان کا تار تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا تو جس دین پہ عمل پیرا ہے اس کے مسائل کا رشتہ وتعلق یا ماخذ کسی دنیاوی شاہ و وزیر کے وجود وشخصیت یا اس کے اشاروں سے منسلک نہیں تھا تو...... غلام تھا اس کا...... جس کے غلام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، تو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا اس کے اشاروں کا پابند تھا، تیری زندگی کی سعادت وخوش بختی اسی یتیم مکہ کے فرامین پر عمل کرنے میں مضمر تھی پھر ذرا تاریخ کے سینے پر بکھری امام کائنات کی روشن اور تسنیم وکوثر سے دھلی زندگی پہ نظر ڈال تو سہی...... چمنستان تاریخ میں تاجدار مدینہ کی زبان سے بکھرے ہوئے آبدار موتیوں کی چمک کو نظر بھر کے دیکھ تو سہی......

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی باطل سے سمجھوتہ نہیں کیا حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کو برداشت نہیں کیا...... کہ حق تو...... ہے ہی ثابت و قائم رہنے کیلئے اور باطل...... باطل تو ہے ہی نیست و نابود ہونے کیلئے، مٹ جانے کیلئے۔ تو پھر اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند کا وارث ہو کر کوئی جلال وقدر والا یا اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کے نعرے لگانے والا باطل کیلئے حق کو فروخت کرے شاہ و خدم والے درباروں میں حق کے دام وصول کرنے کیلئے نکلے تو اس شخص نے...... یقیناً ...... اس وفاداری کو جو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھی بیچ دیا...... ہاں اس درویش نے اپنے مصلے کو بیچ دیا یا پھر شورش کاشمیری کی زبان میں...... اس نے نام رسالت پہ کمائی کی اس نے چادر زہرا کا سہارا لے کر دعوت وارشاد کی مسند اور اس کی امانت کو بیچ دیا۔ میں نے...... اگرچہ اس قابل تو نہیں لیکن...... ذرا عمر رفتہ کو آواز دینے کیلئے بے ربط خیالات کو جوڑنے کی کوشش کی ہے جبکہ عرصہ سے اک رسم چلی آتی ہے کہ:۔

قصرو دربار کی عظمت کے قصیدے لکھو
بادشاہوں کی جلالت کے قصیدے لکھو
آستانوں پہ عقیدت کے لٹاؤ موتی
پیر زادوں کی سیادت کے قصیدے لکھو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زخم کھائے ہوئے چہروں کا اتارو نقشہ
چوٹ کھائی ہوئی عصمت کے قصیدے لکھو
ہم نشینان زلیخا کی بکھیر و زلفیں
چشم و عارض کی نفاست کے قصیدے لکھو
بھوک کو اپنے بزرگوں کی وراثت سمجھو
اہل دولت کی شقاوت کے قصیدے لکھو
اس چمن زار میں رہنا ہے تو اک کام کرو
اپنے انمول خیالات کو نیلام کرو

مگر مجھے اس بات کی پروانہیں کہ میرے الفاظ کسی کے سینہ میں آتشیں تیر بن کر پیوست ہوتے ہیں یا کسی کے رِستے زخم پر مرہم کا کام کرتے ہیں میں تو اظہار صداقت میں اس بات کا قائل ہوں۔

نکل جاتی ہو جس کے منہ سے سچی بات مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

تفضیل احمد ضیغم
۱۲ رمضان المبارک ۲۵ ستمبر ۱۹۹۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نوجوان مسلم ماضی، حال اور مستقبل کے آئینے میں

تعمیر اور تخریب دو ایسے پہلو ہیں جن کا تصادم ازل سے جاری ہے اگر تخریب کو بھی تعمیر میں بدل دیا جائے تو تصادم ختم ہو جاتا ہے اور تعمیری جذبہ روشنیوں کے سفر کا ہمرکاب بنا دیتا ہے اگرچہ مسلم کی تاریخ کا پھیلاؤ بڑا وسیع ہے لیکن اصل تاریخ وہاں سے شروع ہوتی ہے جب شہر سود وزیاں میں حق کا ایک نقیب، ظلمت شب کا پردہ چاک کرتے ہوئے کوہ صفا پہ جا کھڑا ہوا تھا اس نے ایک ایسی قوم کے قلب و ذہن کو تبدیل کرنا تھا جس کی رگ رگ میں تخریب رچ بس گئی تھی جن کا ضمیر سو چکا تھا اس ہادی نے ان کے تخریبی جذبات کو تعمیری جذبات میں بدل دیا۔ ہاں! یہ سچ ہے کہ جب پانی ایک مدت مدید تک ٹھہرا رہے تو تعفن زدہ ہو جاتا ہے اور جب پانی کو راہ مل جائے تو خس خاشاک کو بہاتا ہوا لے جاتا ہے اس نے نوجوان مسلم کو ایک راہ فراہم کی تو پھر روم و ایران جیسی متمدن سلطنتوں کے پاؤں تلے روندے جانے کی داستانوں نے جنم لیا۔ انہوں نے نہ صرف قوم بلکہ انسانیت کی تعمیر شروع کی وہ نظام قائم کیا جس کے اصول وضوابط انسانیت کو معراج بخشنے والے تھے وہ اگر فتوحات کی طرف نکلے تو جوانیاں گھوڑوں کی پشتوں پر بیت گئیں تحصیل علم میں نکلے تو شباب کو علم کے موتی چننے اور سفر کی مشقتوں میں گھلا دیا جن کا مقصد انسانیت کی خدمت تھا جن کی تلواریں قوموں کے فیصلے کیا کرتی تھیں جنہوں نے دریاؤں کی طغیانیوں کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند دیا مؤرخ جب بھی تاریخ کی بوسیدہ کتاب کا مطالعہ کرے گا تو دور صحابہ رضی اللہ عنہم و دور تابعین رحمہم اللہ، تاریخ کے چہرے پر روشنی بن کر چمکتا ہوا نظر آئے گا یہ سلسلہ چلتا رہا بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں علم و ادب نے ترقی کی، فن تعمیر عروج پہ پہنچا اشہب زمانہ دوڑتا رہا۔ اس عرصہ میں نوجوانوں کے کردار کا جائزہ لیا جائے تو ردائے ماضی پر کچھ ایسے ستارے بکھرے ہوئے نظر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں جو تاریخ کو درخشندہ و روشن بنا دیتے ہیں وہ ایک نوجوان...... جو محمد بن قاسم کے نام سے معروف ہے بلندیوں کی جانب لپکا تو قوم کو بھی بلندیوں کی جانب لے جاتا چلا گیا وہ نوجوان بھی بڑا با وقار تھا جسے طارق بن زیاد کہتے ہیں اتنے بلند عزائم رکھتا تھا کہ تاریخ کو کہنا پڑا۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

قتیبہ بن مسلم کہ جس کی تلوار کفر کے سینے پر جمتی رہی، یوسف بن تاشفین کہ جس نے اندلس کو حیاتِ نو بخشی، صلاح الدین ایوبی کہ جس نے عیسائیت کے ایوانوں میں لرزہ بپا کر دیا۔ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ غداری اور تخریب کاری، طلب جاہ اور ہوس مال نے مسلمانوں کو گھیر لیا تو پھر تاتاریوں کا سیلاب اٹھا قدرت کی لاٹھی حرکت میں آئی کہ جو شمع اپنی ضیا بار روشنی کو قائم نہ رکھ سکتی ہو تو بے رحم ہاتھ اسے بجھا دیا کرتے ہیں۔ عباسیہ سلطنت جب بغداد تک محدود ہو کر رہ گئی اور چنگیز خان بغداد کو روندنے کیلئے اپنے گھوڑے کو تیار کر رہا تھا اس کے ہاتھ گھوڑے کی باگوں پر تھے اور مسلمانوں کے ہاتھ اپنے ہی گریبانوں کے تار بکھیرنے میں لگے ہوئے ہوس اقتدار کی جنگ لڑ رہے تھے ایسے نازک وقت میں بھی نوجوان مسلم کا خون غیرت ایمانی کے جذبات رکھتا تھا۔ شیر فرغانہ جلال الدین مختصر سپاہ کے ساتھ تاتاریوں کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے میں مصروف تھا ایک وقت ایسا نرغے میں آیا کہ اکیلا رہ گیا، چنگیز خان اور اس کے بیٹوں نے گھوڑے اس کے پیچھے ڈال دیئے گھوڑا اس شیر کو لے کر نرغے سے نکل بھاگا لیکن آگے دریا ہے۔ جلال الدین نے طوفانی موجوں کو دیکھا اور گھوڑا دریا میں ڈال دیا چنگیز کے بیٹے نے تیر کھینچا تو چنگیز نے فوراً روک دیا تھا اور کہا کہ مجھے اپنے دشمن کی بہادری کا بھی اعتراف ہے تیر روک لو ایسے بیٹے مائیں روز روز جنم نہیں دیا کرتیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی مسلمان مجاہد تھا جھرے پر مندر [illegible]
کے نام سے یاد کرتی ہے ہاں وہی تو...... محمود غزنوی تھا [illegible]
کدہ میں اسلام کی روشنیوں کے بیج بوئے وہ بت شکن [illegible]
میں پھینک دیا اور فوج کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑوں سے [illegible]
تاکہ معلوم ہو جائے کہ معبودانِ باطل غزنوی کا [illegible]
راجپوتوں کا اقتدار یوں ختم کیا کہ پھر قنوج [illegible]
راجوں کو صدیوں تک مسلمانوں کے سامنے [illegible]
کے زوال کے بعد جب مرہٹے ہر ہر مہادیو کا نعرہ [illegible]
پانی پت کے میدان میں غازیانِ اسلام کے آہنی ہاتھوں [illegible]

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو ہے جس کا اک ٹوٹا ہوا تارا

تاریخ کے جھروکوں سے اوراق ماضی پہ نگاہ [illegible]
ایسا وقت بھی آیا تھا جب ہندوستان کے عوام اپنے حال اور مستقبل سے مایوس ہو چکے تھے تو میسور میں حوصلوں اور ولولوں کی اک نئی دنیا آباد ہو رہی تھی جب مشرقی ہندوستان کے قلعوں پر (East India) کے جھنڈے نصب ہو رہے تھے تو سلطنت خدا داد کے یہ معمار سرنگاپٹم، منگلور اور چتل میں قوم کی آزادی کے نئے حصار تعمیر کر رہے تھے شیر میسور فتح علی ٹیپو نے جب دیکھا کہ دشمن کے لشکر اس کی کچھار کا محاصرہ کر رہے ہیں تو دستہ شمشیر پہ اس کا ہاتھ اس وقت تک جما رہا جب تک اس کی رگوں کا سارا خون میسور کی خاک میں جذب نہ ہو گیا اور آج جب بھی قلم نگار ماضی کے کھنڈرات میں اپنی متاع گم گشتہ کی تلاش میں نکلیں گے تو سرنگاپٹم ان کے راستے کی ایک اہم ترین منزل ہو گی۔

آں شہیدان محبت را امام　　آبروئے ہند و چین و روم و شام
نامش از خورشید و مہ تابندہ تر　　خاک قبرش از من و تو زندہ تر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ تھا تاریخ کا روشن پہلو آیئے ذرا تاریک پہلو سے بھی پردہ اٹھائیں تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ قدرت بلا وجہ کسی قوم کو اپنے انعامات سے سرفراز نہیں کرتی اور نہ بلا وجہ اس سے اپنے عطا کئے ہوئے انعامات چھینتی ہے مسلمانوں کی تاریخ زندہ اور متحرک قوم کے جذبہ تسخیر کی داستان ہے اور بلاشبہ ان کے ماضی کی تاریخ شکست، پسپائی، مایوسی اور ناکامی کے الفاظ سے نا آشنا تھی لیکن جس جہاز کا کوئی مسافر اس کے پیندے میں سوراخ کر رہا ہو اسے دنیا کے بہترین ملاح بھی ڈوبنے سے نہیں بچا سکتے۔ ملت کے عظیم ترین راہنماؤں کے خون پسینے اور آنسوؤں سے صرف اس خاک پر آزادی کے نخلستان سیراب ہوتے ہیں جو غداروں کے وجود سے پاک ہو۔ مسلم قوم کو اگر عظیم جرنیلوں نے بام عروج پر پہنچایا ہے تو اس قوم کی ناؤ کو دوسری جانب گھر کے غداروں نے ڈبویا ہے اس کو گھر کے چراغوں نے آگ لگائی سقوط بغداد میں ان ہی کا ہاتھ تھا آسمان نے روئے زمین پر کسی خطے میں شاید اتنی صدیاں کسی جماعت کا یا قوم کا وہ اقتدار نہ دیکھا ہوگا جو اندلس میں مسلمانوں کو نصیب ہوا لیکن آٹھ سو سال بعد یہی قوم بے بسی کے آنسوؤں سے اپنی تاریخ کا آخری باب لکھ رہی تھی اندلس، قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور دوسرے مقامات ایک ایک کر کے ہاتھوں سے نکلتے چلے گئے یہ بات جس قدر دردناک ہے اس قدر سبق آموز بھی ہے ان جانبازوں کیلئے باہر کے دشمن کی نسبت گھر کے غدار کہیں زیادہ ناقابل تسخیر ثابت ہوئے ابوعبداللہ کی غداری کی سزا پوری قوم کو بھگتنا پڑی۔

اسی طرح جب ٹیپو سلطان کے دل و دماغ میں اسلامیان ہند کے ماضی کی عظمتیں، حال کے ولولے اور مستقبل کی آرزوئیں سما گئیں تو میر نظام علی نے ہندوستان کے مسلمانوں کی عزت و آزادی کی ذلیل سودابازی شروع کر دی۔ سرنگاپٹم کے شہیدوں کی بے مثال قربانیاں ایک بدنصیب قوم کی تقدیر نہ بدل سکیں کاش ہمیں اپنے ماضی کی تاریخ کے روشن ترین صفحات میں میر صادق، قمر الدین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پورنیا، میر نظام علی اور میر عالم جیسے لوگوں کے نام دکھائی نہ دیتے۔

قارئین کرام! طوالت کے پیش نظر اس تاریک باب کو یہیں چھوڑتے ہوئے آیئے ماضی قریب کے ویرانوں کا متجسس نگاہوں سے سفر کرتے ہوئے نوجوانوں کا ایک اور پہلو سے مطالعہ کریں کہ اس نوجوان کا اسلام اور پیغمبر کائنات ﷺ سے محبت کا کیا انداز ہے.........؟

یہ ۱۶ اپریل ۱۹۲۹ء کا تاریخی دن تھا جب غازی علم دین ناشر راجپال کی دوکان پر پہنچا اور اس کے سینے میں چھرا گھونپ کر اس بات کا اعلان کیا۔

جس کے پہلو میں ہو دل اور دل میں ہو پیغمبر کی لگن
اس کا ہر بول صداقت کی زباں ہوتا ہے

ستمبر ۱۹۳۴ء کا دن تھا کہ گستاخ رسول، (History of Islam) کے مصنف نھورام کو جب عدالت نے بری کیا تو بھری عدالت میں اس گستاخ رسول کو ہزارہ کے رہنے والے غازی عبدالقیوم نے قتل کر دیا۔ جج نے ڈائس سے اتر کر پوچھا تم نے اس شخص کو قتل کیوں کیا؟ تو اس نے کہا تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کرتے تو عبدالقیوم کائنات کے امام کی توہین کیسے برداشت کر سکتا ہے؟

۱۸۶۳ء کے ایام تھے کہ جب جعفر تھانیسری کے ہاتھوں میں مجاہدین کی مدد کرنے کے جرم میں ہتھکڑیاں ڈالی جا رہی تھیں کہیں فضل الٰہی وزیر آبادی جالندھر جیل میں ہتھکڑیوں کو چوم رہے ہیں۔ ذرا اور پیچھے چلے جائیں تو وہ بھی اس وقت شباب کے دنوں میں تھے تاریخ جنہیں عبداللہ غزنوی کے نام سے پکارتی ہے سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کے جرم میں حاکم شہر کے سامنے پیش کیا گیا تو گورنر کے ایک خوشامدی نے کہا ''بدست من بدہید تا بتوپ پرانم'' (اسے میرے حوالے کرو اسے توپ سے اڑا دوں) لیکن عدالت میں وہ کھڑا تھا جو بڑھاپے میں بھی ظلم کے سامنے نہ جھکنے والا...... تو اب عالم شباب میں کیوں جھک جاتا فرمایا: گردن کٹ سکتی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے جھک نہیں سکتی۔

ہم غلامانِ مصطفیٰ ﷺ جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے پرواہ نہیں کرتے

ذرا اور قدم پیچھے کی جانب بڑھائیں تو خلیفہ معتصم کے دربار میں احمد بن حنبل باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہا ہے حسن ایمان بڑھتا ہے کہ سزا بڑھنے دو خلیفہ معتصم، ابن ابی داؤد اور اس کے حواری ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کمر پہ برستے کوڑوں سے خون مسلم کی حرارت کا ایمانی نظارہ کر رہے تھے نوجوان مسلم کی تاریخ ہر لحاظ سے اس قدر درخشندہ ہے کہ ہر پہلو کو تفصیل سے بیان کرنے پر ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ تاریخ کے سینے پہ گڑھی چند قندیلوں کو روشن کر کے آگے بڑھتے ہیں کہ حصول تعلیم میں نوجوانوں نے کیا کردار ادا کیا تو سب سے پہلے آسمان نبوت پہ چمکنے والے ستاروں پہ نگاہ پڑتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوکے پیاسے در نبوت پہ پڑے علم کے گوہر نایاب چننے میں مصروف ہیں اصحاب صفہ جسموں پر ٹاکیاں لپیٹے ہوئے طلب علم میں دامن پھیلائے نظر آتے ہیں۔ اس امت پہ ایک ایسا وقت بھی آیا تھا کہ اس امت کا قائد ﷺ اس کو چھوڑ کر چلا گیا لیکن وہ سینوں میں اک نئی آگ لگا گیا تھا کہ نوجوانوں کے قدم طلب علم میں صحراؤں کی خاک چومتے ہوئے سرگرداں رہے ان میں ائمہ دین اور محدثین عظام کے ایام شباب مثل آفتاب نظر آتے ہیں وہ تو ایسے تھے جنہوں نے راہ وفا کے دستور نبھا دیئے تنگ دستی کی پرواہ نہ کی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کاغذ نہ ہونے کے باعث ہڈیوں پر لکھ رہے ہیں، قاضی ابوالولید دور طالب علمی میں ۱۳ سال تک مزدوری کر کے پیٹ پالتے رہے، حجاج بن شاعر خود فرماتے ہیں کہ سو روز تک متواتر ایک روٹی دجلہ کے پانی سے بھگولاتا اور پیٹ بھرتا، لغت و ادب کے امام اخفش بارہا کچے شلجم کھا کر پیٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھرتے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں والد فوت ہو گئے ماں نے دھوبی کے پاس مزدوری کیلئے بھیج دیا لیکن ایک دن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچے اور وہیں کے ہو رہے دو دو یوم تک محض پانی پی کر گزارہ کرتے، فن حدیث کے امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ طالب علمی میں چودہ برس تک بصرہ میں رہے تنگ دستی یہاں تک آ پہنچی کہ کپڑے تک بیچ کھائے، حجۃ الاسلام ابو الفضل مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ حالت یتیمی میں تعلیم حاصل کرتے رہے یوں کہ رفوگری کی اجرت سے گھر کا کام چلتا حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تعلیم کیلئے حاضر ہوئے تو مالی اعتبار سے انتہائی مفلوک الحال تھے ان نفوس قدسیہ نے دنیائے عالم کو علم سے روشناس کروانے کیلئے واقعی ہی اس بات پر عمل کیا تھا۔

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبین

یہ نوجوان طالب علم بھی نرالا تھا تاریخ اسے عبدالمنان وزیر آبادی کے نام سے یاد کرتی ہے مدرسہ میں تعلیم کیلئے آئے بصارت بھی نہیں مہتمم مدرسہ نے کہا طالب علموں کی جگہ مکمل ہو گئی ہے کھانے کا بندوبست نہیں ہو سکتا کہا تمام طالب علم کھانا کھاتے وقت ایک ایک لقمہ چھوڑ دیا کریں عبدالمنان اسی کو کھا کر گزارہ کر لے گا۔

جور کے تو کوہ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے تجھے قدم قدم یاد گار بنا دیا

واللہ نوجوان مسلم کی تاریخ بڑی ہی تابناک ہے کہ موئے قلم کو جنبش دینے پر نقوش ماضی ابھرتے ہی چلے جاتے ہیں لیکن دامن قرطاس مختصر ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر روشن ہو گیا ہے کہ جب قیام پاکستان کے وقت ایک نوجوان کھیتوں میں چھپا اپنی حویلی سے بلند ہوتے ہوئے شعلوں کو دیکھ رہا تھا بے اختیار چھپتا ہوا حویلی کے قریب پہنچا..........

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بجھی راکھ کی ایک مٹھی اٹھالی اور اسے رومال میں باندھتے ہوئے کہا یہ میری قوم کی پونجی ہے اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا یاد رکھنا مہندر سنگھ اس راکھ سے ایک غیرت مند قوم جنم لے گی۔''

میرے آبا میں نہیں کہنا چاہتا کہ تیری قوم سے وہ حمیت کھو گئی ہے نہیں ہم بے حمیت ہو گئے ہیں جنہوں نے اس راکھ کو کھو دیا ہے۔

مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ میرے الفاظ کسی کے سینہ میں آتشیں تیر بن کر پیوست ہوتے ہیں یا کسی کے زخم پر مرہم کا کام کرتے ہیں اس ملک کو سیاسی لٹیروں نے لوٹا ہے۔ حرم فروش فقیہوں نے سینوں سے غیرت اسلام کو کھینچ لیا اور جعفر و صادق کے بیٹوں نے قوم سے ہمدردی جتائی ہے قلم میں لرزش پیدا ہوتی ہے یہ لکھتے ہوئے کہ آج ہم آزاد تو ہیں لیکن بولنے پر پابندی، آزاد تو ہیں لیکن سوچنے پر تعزیریں، آزاد تو ہیں لیکن پاؤں میں غلامی کی زنجیریں، آج بھی حرف آخر ہے بات چندلوگوں کی، دن ہے چندلوگوں کا، اور رات چندلوگوں کی۔

چمن میں جشنِ ورودِ بہاراں ہو بھی چکا
مگر نگاہِ گل ولالہ سوگوار سی ہے

اس لئے کہ آج ہمارے جسم تو آزاد ہیں لیکن ہمارے ذہن غلام ہیں، ہم نے اپنا نام مسلمان رکھ لیا اور اسلام کی اعلیٰ اقدار اور اس کے سنہری اصولوں کو دوسروں کی جھولی میں ڈال دیا اے نوجوان مسلم! ذرا رک کر اس منظر کو دیکھ............

''کشمیر میں نوچی ہوئی برہنہ لاشیں زبان حال سے کہہ رہی ہیں دنیا کے تمام چراغ بجھا دو، سورج، چاند اور ستاروں سے کہہ دو ہمیشہ کیلئے روپوش ہو جائیں تا کہ کوئی ہمیں اس حال میں نہ دیکھ لے۔''

ہو گئی رسوا زمانے میں کلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے ہیں آج مجبور و بے نیاز

پرانے حرم فروشوں اور ہوس اقتدار میں عیاش لٹیروں کا سہارا ڈھونڈنے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

والے نام نہاد قائدین جو نوجوانوں کو اپنے مضموم مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں منبر و محراب سے ان کے قہقہے بلند ہو رہے ہیں شاید ان کی سماعت منبر رسول ﷺ کی یہ صدا سننے سے قاصر ہے۔

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
انہیں کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہوں میں

آج درے کدہ سے لے کر سواد حرم تک ہر اک شے بک رہی ہے، قلم بک رہے ہیں، نوا بک رہی ہے، شہیدوں کی گلگوں قبا بک رہی ہے، نوجوان تاجر متاع گیسو و رخسار لے رہے ہیں، یہ نوجوان ہیں کہ بے خواب بازاروں میں سکوں کی جھنکار پر عصمت کے سودے کر رہے ہیں دریچوں میں پائل کی چھنا چھن گونج رہی ہے بے باک اور گستاخ نگاہوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ زینوں کی جانب پاؤں لپک رہے ہیں سینوں کی جانب ہاتھ بڑھ رہے ہیں۔ اے ثناخوان تقدیس مشرق! کیا اس لئے یہ اسلام کا قلعہ تعمیر ہوا تھا۔

رقص گاہوں میں اس انداز سے چھنکی پائل
جس کی آواز میں آوازِ اذاں ڈوب گئی
اور اس قدر شور مچاتی رہیں عشرت گاہیں
جس میں مظلوم کی آہ و فغاں ڈوب گئی

اس قوم کے ناخداؤ! جو چراغاں نشیمن کو جلا کر کیا جائے وہ چراغاں نہیں ہوتا، جس بہار میں غنچوں کو دفن کر دیا جائے وہ بہار نہیں ہوتی، یاد رکھنا جب ضمیر سو جائے تو پھر جرائم جنم لیا کرتے ہیں آہ شب بے اثر ہو جایا کرتی ہے۔

ضمیر کا مجرم سب سے بڑا مجرم ہوتا ہے جب ضمیر سو جائے تو پھر جرم کا احساس نہیں ہوتا آج اسیرانِ زلفِ پریشاں کے قصے اس لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخبارات کی زینت بنتے ہیں نشاط وحسن کے قصے اور دلربا داستانیں اسی لئے ورق کو زیبائش بخشتی ہیں کہ ضمیر سو چکے۔

اپنے سوئے بخت اور بد نصیب حال کو اس وقت تک روشن اور پاکیزہ نہیں بنایا جا سکتا جب تک ان امراض کو دور نہ کیا جائے جن کی سزا پوری قوم برداشت کر رہی ہے اے کاش رگوں میں منجمد ہونے والا خون پھر غیرت ایمانی سے لبریز ہو جائے۔

آج بھی گزری ہوئی بہار کی یاد اس خزاں رسیدہ چمن کے پودوں میں ذوق نمو پیدا کرسکتی ہے ماضی کے دھند لکے میں چھپے ہوئے نقوش ہمیں مستقبل کی منزل دکھا سکتے ہیں بشرطیکہ مستقبل کو بہار میں تبدیل کرنے کیلئے باغبانی شروع کر دی جائے، بے معنی خیال آرائیوں اور لطف و مسرت کی کسی رنگین دنیا کی لا حاصل تلاش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نوجوان کے شبستان دل کے اندر سرگرمی عمل کا شعلہ تو روشن رہتا ہے مگر اس میں سوز و گداز باقی نہیں رہتا جو نوجوانی کے آتشیں جذبات کا سرمایہ امتیاز ہے۔اور ہر قسم کے خس و خاشاک کو جو اس کے اصول زندگی کیلئے سد راہ ثابت ہوں جلا دینے کیلئے بے قرار رہتا ہے۔

فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

نغمہ وگل کی انجمنوں کی شرکت نوجوانوں کے خیالات کو عیش و عشرت کا اس قدر دلدادہ بنا دیتی ہے کہ وہ یہی سمجھنے لگتے ہیں کہ زندگی روح پرور پھولوں کے ایک گلدستے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہیدِ جستجو کر دے

نقوش انسانی پر فریفتہ اور خوابیدہ ماحول کا رسیا چٹانوں سے ٹکرا کر پاش

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پاش تو ہوسکتا ہے ان کو راہ سے ہٹانے سے قاصر رہتا ہے، میں نے بحیثیت نوجوان کبھی غور نہیں کیا کہ میں طوفان ہوں یا خوابیدہ ماحول کی رعنائیوں کا ایک تار ہوں، میں کوہساروں کا سینہ چیرنے والا ہوں یا بزم دلربائی میں ایک پتی کو ترسنے والا، میرے ہاتھ ساز کی تاروں سے الجھنے والے تھے یا دستۂ شمشیر پہ جم کے کفر کی گردن کاٹنے والے، میرے قدم بہنوں کی عزتوں کے جنازے اٹھتے دیکھ کر رک جانے والے تھے یا آگے بڑھ کے ان مجروح عصمتوں کا بدلہ چکانے والے۔

میں نے کبھی غور نہ کیا کہ۔

اک اجنبی کے ساتھ میں کہاں نکل آیا
یہ تو میری بستی کا راستہ نہیں لگتا

شاید میں بچھڑ گیا ہوں...... ہاں کچھ یاد پڑتا ہے کہ میرا رشتہ ان سے تھا جو آغوش نبوت کے پروردہ تھے، جو اوج ثریا پر چمکنے والے ستارے تھے جو کفر کے سینے پر تلوار جمانے والے تھے، جو ناموس مصطفیٰ ﷺ پر کٹ مرجانے والے تھے یہ کیا...... کہیں دور جابسیں میرے شوق کی بہاریں بساط شباب سمٹتی چلی جا رہی ہے فصل خزاں رینگتا ہوا بازو پھیلا رہا ہے اگر کوئی نوجوان علم نبوت کا طلب گار ہے تو اسے ایک گھڑی رک کر سوچنا چاہئے کہ کیا میں وہ تو نہیں جو ایام گذشتہ میں حال تک حدیث کے مہکتے غنچوں کو چھوڑ کر قرآن کی شمعوں کو چھوڑ کر علم و حکمت کے موتیوں سے مالا پرونے کی بجائے دامن دل کو کانٹوں سے سجاتا رہا دل کے دریچوں میں کئی قسم کی یادوں کے چراغ جلاتا رہا اے بھٹکے ہوئے راہی! اگر ایسا ہی ہے تو تجھے اٹھ کر سابقہ ایام شکست خوردہ کی تلافی کرنی چاہئے کہ ''فگار سینہ کے زخموں کو رک کر گننے والا پرعزم نوجوان نہیں ہوتا بلکہ ہر زخم پر مسکرا کر چلنا تقاضۂ شباب ہے۔''

وہ خون کتنا عزیز ہے جو شباب کا خون ہے اور وہ عالم شباب کتنا مقدس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ناموس مصطفیٰ ﷺ پر نثار ہو جائے۔تباہی کا ڈھنڈورا پیٹنے اور افسوس کرنے میں وقت ضائع ہوتا ہے ہر نوجوان کو ایک محب اسلام اور محب وطن ہونے کی حیثیت سے اپنی تمام صلاحیتوں کو اپنی ملت کیلئے وقف کر دینا چاہئے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جب مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں نے کلمہ اس نبی ﷺ کا پڑھا ہے کہ جس کے غلاموں کا یہ حال ہے۔

میں خاک نشیں میری جاگیر مصلّٰے
شاہوں کو سلام میرے مسلک میں نہیں

تو پھر اس قلم کو جسے میں سردار دو جہاں کی قصیدہ آرائی اور ان کے غلاموں کی سیرت کیلئے وقف کر چکا ہوں۔ اس کو کسی متکبر کی قصیدہ آرائی سے آلودہ کیوں کروں؟ یہ تو حق والوں کی امانت ہے مسلمان تو بس شریعت اسلام کا وفادار ہوتا ہے وہ زمانے سے بنانے کیلئے اسلام کا بیوپار کرنے والا نہیں ہوتا بقول اقبال۔

چہ کافرانہ قمار حیات می بازی — کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی
دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم — دل جنید و نگاہ غزالی ورازی

تفضیل احمد ضیغم

۱۲ رمضان المبارک ۲۵ ستمبر ۱۹۹۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''شجاعت و بہادری میرے اسلاف نے مجھے وراثت میں دی ہے خواہ یہ بہادری تلوار کی دھار پہ نظر آئے یا زبان سے جرأت و بے باکی کی صورت میں......
بہادری کی ان خوں رنگ داستانوں کو چن چن کر ایک گلدستہ بنانے میں......میں نے کسی ایک مکتبہ فکر کی شخصیات کا انتخاب نہیں کیا......فرقہ وارانہ حدود و قیود کو توڑتے ہوئے غیرت مند اسلاف کی داستانیں ......
غیرت مند لوگوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے غلام
ہماری نگاہ جھک نہیں سکتی ہے نگہبانوں میں

حکمراں ہم سے قصیدوں کی توقع نہ کریں
ہم ہیں دربار رسالت کے ثناء خوانوں میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خروشِ نعرۂ پیکار لے کے آیا ہوں
حکایت رسن و دار لے کے آیا ہوں

میرے قلم میں ادیبوں کی آب و تاب کہاں
متاع دیدۂ خونبار لے کے آیا ہوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ

اتنے خوبصورت اور بھرپور جوانی کے مالک قیدی کو دیکھ کر لوگ دل تھام کے رہ گئے۔ سردارانِ قریش اسے کشاں کشاں تختہ دار کی جانب لے جا رہے تھے۔ تختہ دار کے قریب پہنچ کر اس کی پر وقار اور پر سکون آواز گونجی اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو مجھے مرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینے کی مہلت دے دو............

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس زمانہ میں حیوانوں کی طرح انسانوں کی خرید وفروخت ہوا کرتی تھی مکہ کے بازار میں آج دو قیدیوں کو لایا گیا تھا اور لانے والے ان دونوں قیدیوں کو بیچنے کے خواہش مند تھے۔ دونوں قیدی رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھی حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن الدثنہ رضی اللہ عنہما تھے۔ جنہیں دھوکہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ جب قریش کو علم ہوا کہ بنولحیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ساتھیوں کو اسیر کر کے مکہ لائے ہیں تو انہیں بڑی خوشی ہوئی اور بازار کی طرف یہ دیکھنے کیلئے لپکے کہ ان قیدیوں میں کوئی ان کے کسی عزیز کا قاتل تو نہیں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں حارث بن عامر بن نوفل کو قتل کیا تھا اس لئے جب حارث کے رشتہ داروں نے خبیب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی باچھیں کھل گئیں کہ انہیں اتنی آسانی سے حارث کے قتل کے انتقام کا موقع مل گیا چنانچہ حارث کے بیٹے نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سو اونٹوں کے عوض خرید لیا کہ انہیں اپنے باپ امیہ بن خلف کے عوض قتل کرے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بلاشبہ قریش کے ایک بڑے سردار کے قاتل تھے لیکن انہوں نے یہ قتل کسی دھوکے اور فریب سے نہیں کیا تھا بلکہ عین میدان جنگ میں مردوں کی طرح لڑ کر کیا تھا۔ اب قریش ان پر قابو پا کر جس بدکرداری کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ وہ دنیا کے کسی آئین میں جائز نہیں تھا یہ کھلی شیطانیت اور بزدلی تھی کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ایک قیدی کو بیسیوں مسلح آدمی مل کر ماریں ایسا فعل تو عربوں کی قومی روایات کے بھی یکسر خلاف تھا لیکن مشرکین قریش جوش انتقام میں بالکل اندھے ہو گئے تھے۔

قریش مکہ کفر کی حالت میں بھی حرمت والے چار مہینوں (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم) میں خونریزی سے اجتناب کرتے تھے۔ حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خبیب رضی اللہ عنہ جس زمانے میں فروخت ہوئے وہ ذیقعد کا مہینہ تھا۔ اس لئے بنو حارث نے ان کا قتل حرمت والے مہینوں کے گزرنے تک ملتوی کر دیا اور انہیں طوق وسلاسل میں جکڑ کر ایک کوٹھڑی میں محبوس کر دیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو بنو حارث نے خرید کر حجیر بن ابی اہاب کی کنیز ماویہ کے گھر قید رکھا اور زینب بنت حارث کو ان کی نگرانی پر مامور کیا یہ ماویہ جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہو گئیں بیان کرتی ہیں کہ:

> ''اللہ کی قسم میں نے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا وہ رات کے پچھلے پہر ایسی پرسوز آواز میں قرآن پڑھا کرتے تھے کہ قریش کی عورتیں اسے سن کر بے اختیار رویا کرتی تھیں ایک دن میں نے کواڑ کی درز سے جھانکا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ خبیب رضی اللہ عنہ جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے انگور کا ایک بہت بڑا گچھا کھا رہے ہیں جبکہ یہ انگور کا موسم نہ تھا یہ خدائی رزق تھا جو حق تعالیٰ نے انہیں عطا کیا تھا۔''

میں نے ایک دن خبیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں البتہ تجھ سے میں تین چیزوں کی درخواست کرتا ہوں (۱) مجھے میٹھا پانی پلانا (۲) جو جانور بتوں کے نام پر ذبح ہوں ان کا گوشت مجھے نہ کھلانا (۳) جب قریش میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے پہلے آگاہ کر دینا۔ چنانچہ میں نے ان تینوں باتوں کو حتیٰ المقدور پورا کیا۔

ایام حرمت آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے گزرتے چلے گئے اور تمام ہو گئے ایک دن خبیب رضی اللہ عنہ کو تنگ و تاریک قید خانہ سے نکالا گیا اور لوگ ان کو قتل کرنے کیلئے جمع ہو گئے۔ انہوں نے اس مظلوم پردیسی کو قتل کرنے کیلئے خاص اہتمام کیا اور طے کیا کہ انہیں سولی پر لٹکا کے نیزوں کے کچوکوں سے ہلاک کیا جائے۔ سولی کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نصب کر دیا گیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پابجولاں لایا گیا ہنگامہ دار و رسن برپا کرنے سے پہلے ظالموں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ دو تو تمہیں رہا کیا جا سکتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی جا سکتی ہے ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا کہ ۔

ہم غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے پرواہ نہیں کرتے

البتہ یہ چاہتا ہوں کہ دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ مشرکین نے کہا پڑھ لو۔ جلدی جلدی دو رکعت نماز سے فارغ ہوئے اور قوم کے سرداروں سے مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم:

''اگر مجھے اس بدگمانی کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ میں نے نماز کو موت کے ڈر سے طوالت دی ہے تو میں نماز میں زیادہ وقت صرف کرتا۔''

اس کے بعد یہ شجاع ترین مردِ مومن سولی کے نیچے جا کر کھڑا ہو گیا اور فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے:

لَقَدْ جَمَّعَ الْأَحْزَابُ حَوْلِي وَأَلَّبُوا
قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعِ
وَكُلُّهُمْ مُبْدِي الْعَدَاوَةَ جَاهِدٌ
عَلَيَّ لِأَنِّي فِي وِثَاقٍ بِمَضْيَعِ
وَقَدْ جَمَّعُوا أَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ
وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِيلٍ مُمَنَّعِ
وَقَدْ خَيَّرُونِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتُ دُونَهُ
وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلْعَدُوِّ تَخَشُّعًا
وَلَا جَزَعًا إِنِّي إِلَى اللهِ مَرْجِعِي
وَمَا بِي حِذَارُ الْمَوْتِ إِنِّي لَمَيِّتٌ
وَلَكِنْ حِذَارِي جَحْمُ نَارٍ ملفّع
فَقَدْ بَضَّعُوا لَحْمِي وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِي
إِلَى اللهِ أَشْكُو غُرْبَتِي ثُمَّ كُرْبَتِي
فو الله مَا أَرْجُوإِذَا مِتُّ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللهِ مَصْرَعِي
فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

ترجمہ: ''لوگ جوق در جوق میرے گرد کھڑے ہو رہے ہیں اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلا لیا ہے۔''

یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے خلاف جوش دکھا رہے ہیں میں اس مقتل میں دست و پابستہ کھڑا ہوں قبائل اپنی عورتوں اور بچوں کو میرے قتل کا تماشہ دکھانے لائے ہیں۔

لوگ مجھے ایک اونچی لکڑی کے پاس لے آئے ہیں انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کفر اختیار کرنے اور اسلام چھوڑ دینے پر مجھے آزادی مل سکتی ہے۔
لیکن دین حق چھوڑ دینے سے مرجانا بہتر ہے۔

میری آنکھیں نمناک ہیں لیکن میں صبر اختیار کروں گا اور دشمن کے سامنے عاجزی نہ کروں گا۔ نہ روؤں گا نہ چلاؤں گا میں جانتا ہوں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کی طرف جا رہا ہوں۔ موت کا مجھے ڈر نہیں، ڈر ہے تو جہنم کی شعلہ بار اور خون چوسنے والی آگ کا ہے۔ اس عرش عظیم کے مالک نے مجھ سے کوئی خدمت لینا چاہی اور مجھے صبر و ضبط کی دولت عطا فرمائی ہے۔ اب انہوں نے زدو کوب سے میرا تمام گوشت کوٹ دیا ہے میں اپنی غریب الوطنی اور درماندگی و بے کسی کی اور ان ارادوں کی (جو میری جان لینے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں) فریاد اللہ سے کرتا ہوں۔

واللہ میں جب اللہ کی راہ میں جان دے رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر گرتا ہوں اور کیسے جان دیتا ہوں اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ہر ٹکڑے کو برکت عطا فرما دے۔

"الٰہی ہم نے تیرے رسول ﷺ کا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا تو اپنے رسول برحق ﷺ کو ہمارے حال کی خبر پہنچا دے۔"

یہ دعا مانگ کر انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر ان کے ہونٹوں پر اپنے قاتلوں کیلئے بے اختیار یہ بددعا جاری ہوگئی:

"اے اللہ ان میں سے ہر ایک پر اپنا قہر نازل کر اور ان کو پراگندہ کر کے ہلاک کر ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔"[1]

مشرکین حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی بددعا سے اتنے خوفزدہ ہوئے کہ ان میں سے اکثر پہلو کے بل زمین پر لیٹ گئے بعض ایک دوسرے کے پیچھے چھپتے پھرتے تھے کچھ کانوں میں انگلیاں دے کر بھاگنے لگے اور بعض درختوں کی آڑ میں جا چھپے کیونکہ یہی طریقہ ان کے نزدیک بددعا سے بچنے کا تھا یہ منظر اتنا عبرتناک اور درد انگیز تھا کہ اس موقعہ پر موجود لوگوں کو مدت العمر یاد رہا۔

[1] سیرت ابن ہشام ۲/۱۷۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس بد دعا کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پھانسی کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا ایک سخت دل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جگر کے پاس نیزے کو رکھ کر دبایا اور جگر چھیدتے ہوئے پوچھا کہو اب تو تم یہ پسند کرتے ہو گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھنس جائیں اور میں چھوٹ جاؤں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش سے جواب دیا: اللہ جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جائے اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے۔

ظالموں نے اب سولی کا رسہ کھینچ دیا اور ان کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا اس وقت حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی زبان پر قرآن کی ایک آیت جاری ہوگئی:

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (البقرہ:۱۱۵)

''تم جس طرف رخ کرو اسی طرف اللہ کا چہرہ موجود ہے۔''

اب شقی القلب مشرکوں نے ان کے جسم پر نیزوں سے کچو کے لگانے شروع کر دیئے دفعتاً حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا منہ قبلہ کی طرف ہو گیا ابھی رمقِ جان باقی تھی فرمایا الحمد للہ کہ اس نے میرا منہ اپنے گھر کی طرف پھیر دیا۔

کفار ان کو تڑپتا دیکھ کر خوشی سے نعرے لگاتے تھے انہوں نے بہت کوشش کی کہ ان کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیں لیکن ناکام رہے بالآخر ایک مشرک نے ان کے سینے میں اس زور سے نیزہ مارا کہ جسم کے آر پار ہو گیا اس وقت ان کی زبان پر کلمہ توحید جاری تھا اسی حالت میں انہوں نے اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی، مشرکین نے اس محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو سولی پر لٹکتا چھوڑ دیا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے درمیان رونق افروز تھے اپنی زبان اطہر سے لعل و گوہر لٹا رہے تھے اور شمع رسالت کے پروانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے مستفیض ہونے اور اپنے دامن کو مزین کرنے کیلئے ہمہ تن گوش بیٹھے تھے کہ یکا یک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیفیت طاری ہوئی اور لسان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الفاظ جاری ہو گئے:

علیک السلام یا خبیب (اے خبیب رضی اللہ عنہ تجھ پر سلام ہو)

علیک السلام یا خبیب (اے خبیب رضی اللہ عنہ تجھ پر سلام ہو)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حیرت کو پہچان لیا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو اللہ کے دشمنوں نے قتل کر ڈالا یہ جبرائیل علیہ السلام مجھے ان کا سلام پہنچا کر گئے ہیں اس لئے کہ اس نے سولی پر چڑھ کر میرے پاس اپنا سلام بھیجا ہے اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔''

وہ دونوں چھپتے چھپاتے مکہ کی جانب جا رہے تھے یہ دونوں آدمی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ تھے اور تیز رفتار گھوڑوں پر سوار تھے اس لئے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا تھا کہ مقام تنعیم میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش سولی پر لٹکی ہوئی ہے جو مسلمان ان کی لاش کو سولی سے اتار کر لائے گا میں اس کے لئے جنت کا وعدہ کرتا ہوں یہ خوشخبری سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود اٹھے یہ اپنے گھوڑوں پر راتوں کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے چنانچہ یہ دونوں چھپتے چھپاتے مکہ پہنچے جب رات کو خبیب رضی اللہ عنہ کے مقتل گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کی لاش سولی پر بالکل تر و تازہ ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسی دن فوت ہوئے ہیں ان کا ایک ہاتھ اپنے زخم پر تھا جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ حالانکہ ان کو شہید ہوئے چالیس دن گزر چکے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لاش کو سولی سے اتارا اور اسے اپنے گھوڑے پر رکھ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ کا رخ کیا۔

صبح ہوئی تو قریش کو کسی ذریعہ سے اس واقعہ کا علم ہو گیا چنانچہ ستر کے قریب مشرکین مسلح ہو کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سواران قریش کو اپنے سر پر پایا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا اللہ کی شان دیکھئے کہ ایک دم زمین پھٹ گئی اور مقدس لاش کو زمین نگل گئی پھر زمین اسی طرح برابر ہو گئی کہ پھٹنے کا نام و نشان باقی نہ رہا اسی وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بلیع الارض (جن کو زمین نگل گئی) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔[1]

پھر ان دونوں حضرات نے قریش کی طرف دیکھا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے للکار کر کہا:

"اے مشرکین قریش تمہیں ہم پر دھاوا بولنے کی جرات کیسے ہوئی کیا تم نہیں جانتے کہ میں عوام کا بیٹا ہوں اور عبدالمطلب کا نواسا ہوں یہ میرا ساتھی شجاعت میں شیر کی طرح ہے ہم اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں اگر تم تیروں سے لڑنا چاہتے ہو تو ہم تیروں سے لڑیں گے تلواروں سے لڑنا چاہو تو ہم بھی تلواروں سے لڑیں گے واللہ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم تمہیں اپنے نزدیک نہیں پھٹکنے دیں گے۔ مشرکین قریش نے جب دیکھا کہ یہ مردانِ حق مرنے مارنے پر آمادہ ہیں تو وہ ان سے کوئی تعرض کئے بغیر واپس چلے گئے۔[2]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں دیار شام تشریف لائے کہ

---

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۷/۱۰۱، تفسیر البغوی احیاء التراث، ۱/۲۶۶

[2] خصائص الکبریٰ ۱/۳۶۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس علاقے کے حالات معلوم کر سکیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حمص کے علاقہ میں داخل ہوئے تو لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اپنے امیر کو کیسا پایا تو انہوں نے شکایت کی کہ ہمارے گورنر سعید بن عامر رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھے کبھی کبھی غشی کھا کر گر پڑتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہل مجلس سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: سعید! کیا بات ہے؟

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر بچشم خود دیکھا ہے میں اس وقت مشرک تھا ان نوجوانوں میں ایک تھا جو سرداران قریش کی دعوت پر مکہ معظمہ کی بالائی جانب مقام تنعیم پر محض اس لئے چل کھڑے ہوئے تھے تاکہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر دیکھ سکیں شباب فراواں اور ابھرتی ہوئی جوانی نے مجھے اس قابل بنا دیا تھا کہ لوگوں کے کندھے پھلانگتا ہوا ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے سرداران قریش کے برابر کھڑا ہو سکوں میں نے دیکھا کہ قریش اس کی بوٹیاں کاٹ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تمہاری جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

میں سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ میں نے اس دن ان کی مدد کیوں نہ کی شاید اللہ تعالیٰ میرا یہ جرم معاف نہ کرے اس کے بعد مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔[1]

یہ تھے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ جو حق کی خاطر تختہ دار پر چڑھ گئے اور پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہ کیا اس لئے کہ ؎

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

[1] مغازی الواقدی ۱/۳۵۹، سیرت ابن ہشام ۲/۱۷۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ

جلاد ایک ایک عضو کاٹتا رہا یہاں تک کہ
ان کا آدھا جسم کٹے ہوئے ٹکڑوں کی
شکل میں زمین پر بکھر گیا اور باقی آدھا
جسم پروردگار کی وحدانیت اور رسول
معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا
رہا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۹ ہجری تک شجر اسلام کا تنا کافی مضبوط و توانا ہو چکا تھا اور اس کی شاخیں قوی ہو چکی تھیں اس سال عرب کے اطراف و اکناف سے مختلف قبائل کے وفود کی آمد کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو چکا تھا یہ وفود مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے قبول اسلام کا اعلان کرتے، ان قافلوں میں ایک وفد بنو حنیفہ کا بھی تھا جو وادی نجد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد نے اپنے اونٹ مدینہ طیبہ سے باہر ہی بٹھا دیئے اور سامان کے پاس مسیلمہ بن حبیب حنفی کو چھوڑ دیا یہ وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وفد کی آمد سے بہت خوش ہوئے ان کی عزت افزائی کی اور وفد کے ہر رکن کو قیمتی تحائف سے نوازا ان کے اس ساتھی کو بھی تحائف دیئے جسے یہ اپنے سامان کے پاس چھوڑ آئے تھے۔

یہ وفد نجد واپس پہنچا ہی تھا کہ مسیلمہ بن حبیب مرتد ہو گیا اور برسر عام اس نے یہ اعلان کر دیا کہ میں رسول ہوں مجھے اللہ نے بنی حنیفہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

یہ اعلان سننے کے بعد قوم اس کے گرد جمع ہونے لگی اور قومی عصبیت کی بنا پر اس کا بھرپور ساتھ دینے لگی قومی عصبیت کا یہ عالم تھا کہ ان کے ایک سردار نے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے اور مسیلمہ جھوٹا ہے لیکن مجھے بنو ربیعہ کا کذاب بنو مضر کے سچے سے زیادہ پسند ہے''

جب مسیلمہ کے بازو مضبوط ہو گئے اس کا معاملہ قوی ہو گیا اور اس کے متبعین کی تعداد کافی بڑھ گئی تو اس نے اپنے دو آدمیوں کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس میں اس نے لکھا تھا:

''اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کو۔''

السلام علیک۔ مجھے نبوت و رسالت میں آپ کا شریک کار بنا دیا گیا ہے نصف زمین ہمارے لئے ہے اور نصف قریش کیلئے لیکن قریش ظالم قوم ہے۔

جب قاصد یہ خط لے کر رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ خط پڑھ کر سنایا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا تم دونوں کی کیا رائے ہے؟

دونوں نے بیک زبان کہا اس سلسلے میں ہمارا وہی موقف ہے جو مسیلمہ کا ہے آپ ﷺ نے ان دونوں کی بات سن کر ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم اگر قاصدوں کے تحفظ کا بین الاقوامی قانون نہ ہوتا تو آج میں تمہاری گردنیں اُڑا دیتا۔''

پھر آپ ﷺ نے مسیلمہ کی طرف ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مِنۡ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ إِلٰی مُسَیۡلِمَةَ الۡکَذَّابِ، سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰی، أَمَّا بَعۡدُ، فَإِنَّ الۡأَرۡضَ لِلّٰہِ یُوۡرِثُهَا مَنۡ یَّشَاءُ مِنۡ عِبَادِہٖ، وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو۔ سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اما بعد بلاشبہ زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور آخرت کا بہترین انجام متقیوں کیلئے ہے۔''[1]

[1] دلائل النبوۃ ۵/ ۳۳۱، السیرۃ النبوۃ لابن کثیر ۴/ ۹۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مسیلمہ کا شر و فساد روز بروز بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ اس کی گمراہی پر زجروتو بیخ کرتے ہوئے اس کو ایک خط بھیجیں چنانچہ اس خط کو لے جانے کیلئے اپنے صحابی حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا جو اس وقت ایک خوبصورت اور بھرپور جوانی کے مالک اور سرتاپا ایمان کی ایک مکمل تصویر تھے۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پا کر راستے کے نشیب و فراز طے کرتے ہوئے نجد کے بالائی علاقے میں دیارِ بنو حنیفہ جا پہنچے اور یہ خط مسیلمہ کے سپرد کر دیا۔

جونہی مسیلمہ نے یہ خط پڑھا تو وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور غرور ونخوت سے اس کا سینہ تن گیا کینہ و بغض، ظلم و تعدی اور جور جفا کے آثار اس کے منحوس و مکروہ چہرے سے نمایاں ہونے لگے غیظ و غضب سے بے قابو ہو کر اس نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو پابند سلاسل کرنے کا حکم جاری کر دیا اور دھاڑتے ہوئے یہ کہا کہ کل دن چڑھتے اسے میری عدالت میں پیش کیا جائے۔

مجلس میں کرسی صدارت پر مسیلمہ کذاب بیٹھا ہوا تھا۔ دائیں بائیں مرید اور متبعین بیٹھے تھے عوام الناس کو بھی دربار میں داخلے کی اجازت تھی مسیلمہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو مجلس میں پیش کرنے کا اشارہ کیا چنانچہ وہ بوجھل بیڑیوں میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اس کے سامنے پہنچے اور اس کینہ پرور مجمع میں سینہ تان کے کھڑے ہو گئے۔

مسیلمہ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ''ہاں'' انہوں نے جواب دیا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ہیں۔ یہ جواب سن کر غضب سے مسیلمہ کی رگیں پھول گئیں اور کہا: کیا تم یہ بھی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

میرے کان تمہاری بات سننے سے قاصر ہیں انہوں نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا یہ سن کر مسیلمہ کا رنگ بدل گیا غصے سے اس کے ہونٹ کانپنے لگے اس نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کے جسم کا ایک عضو کاٹ دو جلاد نے تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اور جسم کا ایک حصہ چشم زدن میں کٹ کر زمین پر پھڑ پھڑانے لگا۔ اس کے بعد مسیلمہ نے دوبارہ پوچھا۔

کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس نے پوچھا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

انہوں نے فرمایا میں کہہ چکا ہوں کہ میرے کان تمہاری یہ بات سننے سے معذور ہیں۔ اس نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کے جسم کا ایک اور حصہ کاٹ دیا جائے۔

حکم سن کر جلاد نے ایک اور وار کیا دیکھتے ہی دیکھتے جسم کا ایک اور حصہ کاٹ ڈالا اب یہ دونوں حصے ایک دوسرے کے برابر زمین پر پھڑ پھڑا رہے تھے۔

مجمع دم بخود ٹکٹکی لگا کر یہ المناک منظر دیکھ رہا تھا مسیلمہ سوال کرتا رہا۔ جلاد ایک ایک عضو کاٹتا رہا اور حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کہتے رہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا آدھا جسم کٹے ہوئے ٹکڑوں کی شکل میں زمین پر بکھر گیا اور دوسرا نصف پروردگار کی وحدانیت اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا رہا بالآخر ان کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس وقت ان کے ہونٹوں پر رسول پاک کا نام تھا...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام...... جن کے دست مبارک پر انہوں نے عقبہ کی رات میں بیعت کی تھی۔[1]

---

[1] اسد الغابۃ ۱/ ۶۷۵، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۱/ ۳۱۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب ان کی والدہ حضرت نسیبہ مازنیہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے صرف اتنا کہا:

''میں نے ایسے ہی موقع کیلئے اپنے بیٹے کو تیار کیا تھا...... اس نے بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کی بیعت کی اور جوان ہو کر ان سے وفاداری کا حق ادا کر دیا اگر اللہ نے مجھے مسیلمہ پر قابو بخشا تو اس کی لڑکیوں کو اس پر نوحہ کرنے کیلئے مجبور کر دونگی۔''

حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا کو جس دن کی تمنا تھی اس کے آنے میں زیادہ دن نہیں لگے۔ ایک روز خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان مدینہ منورہ کے تمام گلی کوچوں میں سنائی دے رہا تھا:

''جھوٹے مدعی نبوت...... مسیلمہ کذاب...... سے جنگ کیلئے چلو۔''

اور مسلمان تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اس سے مقابلے کیلئے روانہ ہو گئے اس فوج میں سیدہ نسیبہ مازنیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جنگ کے دوران یہ دیکھا گیا کہ سیدہ نسیبہ رضی اللہ عنہا ایک شیرنی کی طرح دشمن کی صفوں کو چیرتی ہوئی پکار رہی تھیں:

کہاں ہے مسیلمہ کذاب...... بتاؤ مجھے، کہاں ہے وہ اللہ کا دشمن؟ اور جب اس کے پاس پہنچیں تو دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور مسلمانوں کی پیاسی تلواریں اس کے خون سے سیراب ہو رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر انکا دل خوش ہو گیا اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حجاج نے لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور تین دن تک متواتر لٹکائے رکھا بوڑھی والدہ کا ادھر سے گزر ہوا تو لاش دیکھ کر عزم و ہمت والے ایسے کلمات کہے جن کے حرف حرف سے ایمان و استقلال ٹپکتا ہے............

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی اور پورا حجاز، مصر، عراق، خراسان اور شام کا بیشتر علاقہ انکے ماتحت ہوگیا اس کے فوراً بعد ہی بنوامیہ نے حجاج بن یوسف کی قیادت میں ایک لشکر جراران کے مقابلے کیلئے روانہ کر دیا۔ فریقین کے مابین کئی زبردست معرکے ہوئے ان معرکہ آرائیوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے غیر معمولی شجاعت و مردانگی کا مظاہرہ کیا لیکن دھیرے دھیرے ان کے بہت سے حامی ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حرم میں قلعہ بند تھے حجاج نے مکہ کا محاصرہ کر کے سنگ باری شروع کر دی کئی مہینے تک مسلسل محاصرہ قائم رہا اور بڑی شدت کی سنگ باری ہوتی رہی جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ بڑی شجاعت اور استقلال سے مدافعت کرتے رہے لیکن ان کی مدد کے تمام ذرائع بند ہو چکے تھے باہر سے کسی قسم کی امداد نہیں پہنچ سکتی تھی اور کوئی مدد پہنچانے والا بھی باقی نہ رہ گیا تھا اس لئے کچھ دنوں میں ان کا سامان رسد بالکل ختم ہو گیا۔ مکہ میں سخت قحط پڑ گیا محصورین کو گھوڑے ذبح کر کے کھانے کی نوبت آگئی۔ حالات سے گھبرا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دس ہزار آدمی حجاج کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا اور اس حالت میں بھی برابر لڑتے رہے اب وہ بالکل مجبور و محصور ہو کر رہ گئے تھے۔

چنانچہ اپنی شہادت سے صرف چند گھنٹے پہلے انہوں نے اپنی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جو اس وقت کافی بوڑھی ہو چکی تھیں حاضر ہو کر سلام کیا سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے انکے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا عبداللہ اس وقت جبکہ حجاج کی قلعہ شکن توپوں کی شدید سنگ باری سے جو وہ حرم میں پناہ گزین تمہارے آدمیوں پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر رہی ہیں کعبے کے در و دیوار لرز رہے ہیں تم کس غرض سے آئے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ''امی میں اس وقت آپ سے کچھ مشورہ لینے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔''

مجھ سے مشورہ لینے آئے ہو کس معاملے میں؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تعجب سے پوچھا انہوں نے جواب دیا اماں ''میرے تمام ساتھی ایک ایک کر کے مجھ سے الگ ہو گئے حجاج کے خوف یا اس سے مادی فوائد کے حصول کی امید نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا یہاں تک کہ میرے لڑکوں اور گھر والوں نے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی چند جانثار ابھی باقی ہیں اور ان کا بھی یہ حال ہے کہ جب قوت برداشت جواب دے دیگی تو ساتھ چھوڑ دیں گے ادھر بنوامیہ کے قاصد برابر میرے سامنے یہ پیش کش کر رہے ہیں کہ اگر میں ہتھیار ڈال دوں اور عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لوں تو میرا ہر دنیاوی مطالبہ ماننے کیلئے تیار ہیں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ''عبداللہ یہ تمہارا اپنا معاملہ ہے اور تم خود اپنے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہو اگر تمہیں اپنے موقف کی حقانیت اور صداقت کا یقین ہے اور تم حق کی طرف دعوت دے رہے ہو تو اپنے موقف پر ڈٹے رہو اور اپنے ان ساتھیوں کی طرح صبر و استقلال سے کام لو جنہوں نے تمہارے جھنڈے تلے لڑتے ہوئے اپنی جانیں دے دی ہیں اگر تم ان کے ذریعہ دنیا حاصل کرنا چاہتے تھے تو تم ایک بہت بُرے آدمی ہو کہ خود کو بھی ہلاک کیا اور اپنے آدمیوں کو بھی'' یہ کہتے ہوئے ان کی آواز بلند ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن اس صورت میں آج میں لازماً قتل کر دیا جاؤں گا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ تمہارے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو حجاج کے حوالے کر دو اور بنوامیہ کے لڑکے تمہارے سر سے کھیلیں۔''

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا بلکہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہ میرا مثلہ کر دیں گے۔"

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا "قتل ہو جانے کے بعد کوئی ایسی چیز نہیں رہتی جس سے آدمی خوف محسوس کرے اس لئے کہ بکری جب ذبح کر دی گئی تو کھال کھینچنے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔"[1]

یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی خوشی سے چمک اٹھی اور انہوں نے کہا:

"امی کتنی عظیم ہیں آپ اور کتنی عظیم ہے آپ کی سیرت میں اس وقت آپ کے پاس یہی باتیں سننے کیلئے حاضر ہوا تھا اللہ کی قسم نہ میرے حوصلے پست ہوئے ہیں نہ میرے اندر کسی قسم کی کمزوری پیدا ہوئی ہے، اللہ شاہد ہے کہ میں جس کام کیلئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں اس کا محرک دنیا اور اس کے عیش و آرام کی طلب نہیں ہے بلکہ میرے پیش نظر اس بات پر غم وغصہ کا اظہار ہے کہ اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیا گیا ہے اور یہ لیجئے میں آپ کی پسندیدہ چیز کی طرف جا رہا ہوں جب میں قتل کر دیا جاؤں تو میرے اوپر حزن و ملال کا اظہار کرنے کی بجائے اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیجئے گا۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا مجھے تمہارے اوپر غم اس وقت ہوتا جب تم باطل کی راہ میں قتل کئے جاتے۔

حضرت عبداللہ نے کہا: امی آپ مطمئن رہیں کہ آپ کے بیٹے نے نہ تو کبھی کسی منکر کے ارتکاب کا قصد کیا نہ کسی بدکاری میں ملوث ہوا نہ اللہ کے حکم سے تجاوز کیا نہ کسی کو امان دے کے پھر اس سے غداری کی اور نہ کسی مسلمان یا ذمی پر دانستہ کوئی ظلم کیا اور نہ کوئی چیز اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے زیادہ قابل ترجیح رہی یہ باتیں میں نے اپنی پاکیزگی اور طہارت کے اظہار کے طور پر نہیں کیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

---

[1] اسد الغابۃ: ۳/۲۴۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ میں نے یہ باتیں صرف آپ کی دلی تسکین کیلئے کہی ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا شکر ہے اس اللہ کا جس نے تمہیں اپنے اور میرے پسندیدہ راستے پر گامزن کیا ہے میرے بچے قریب آجاؤ تاکہ میں تمہاری خوشبو سونگھ لوں اور تمہارے جسم کو چھولوں کیونکہ یہ تم سے آخری ملاقات ہے۔

انہوں نے اپنے ہاتھوں کو ان کے بدن پر پھیرتے ہوئے اچانک ان کو واپس کھینچ لیا۔

''عبداللہ رضی اللہ عنہ! یہ کیا چیز ہے جو تم پہنے ہوئے ہو۔''

''یہ میری زرہ ہے۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

بیٹے یہ اس شخص کا لباس نہیں ہے جو شہادت کا طالب ہو۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اس کو اپنے جسم سے الگ کر دو اس طرح تمہیں تیزی سے حرکت کرنے میں آسانی ہوگی اور پوری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ کرسکو گے اور اس کی جگہ لمبا پائجامہ پہن لو تاکہ جب تم گرو تو تمہارے ستر کے کھلنے کا اندیشہ نہ رہے۔[1]

اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ اتاری اور اپنے پائجامے کو کس کر باندھ لیا اور یہ کہتے ہوئے جنگ کے لئے حرم کی جانب روانہ ہوئے۔ امی میرے لئے دعا میں کوتاہی نہ کرنا۔ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دعا کے لئے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا دیا:

''میرے معبود میں نے اس کو تیری مشیت کے حوالے کر دیا اور اس کے متعلق تیرے فیصلے پر سر تسلیم خم کر دیا اس پر مجھے صابرین کا اجر عطا فرمانا۔''[2]

ماں سے رخصت ہو کر عزم و استقلال کا یہ بحر بیکراں اپنی مختصری جمعیت کے ہمراہ شامیوں پر پل پڑا ان کے صف شکن حملوں کو دیکھ کر شامیوں نے پورا زور صرف کر

[1] طبقات ابن سعد: ۲/۹۷

[2] وفیات الاعیان: ۳/۷۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دیا اور بڑھتے ہوئے حرم کے پھاٹک تک پہنچ گئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی رہ گئے تھے۔ وہ شامیوں کے ریلے کی تاب نہ لا سکے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے منہ نہ موڑا اور اسی بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جمادی الثانی ۷۳ھ کا سورج غروب ہوتے ہوتے ایک درخشندہ ستارے کو بھی اپنی آغوش میں لے چکا تھا۔

انسان واقعی ہی اشرف المخلوقات ہے احسن تقویم ہے لیکن جب اس سے انسانیت مر جائے تو درندگی و سفاکی جنم لے لیتی ہے اور یہ صفات تو انسان کی نہیں ہیں حجاج بن یوسف بھی ایک درندہ صفت انسان تھا اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا کہ اس کے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو جائے تین دن تک متواتر لٹکائے رکھا لیکن اس لاش کا یوں سر بازار لٹکنا باعث عبرت نہ تھا بلکہ عزت و وقار کی علامت تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک دن ادھر سے گزر ہوا تو بازار میں لٹکتی ہوئی لاش کو دیکھا سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو چکی تھیں لاٹھی سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئیں بیٹے کی لاش کو دیکھا ماں تھیں دل محبت سے فگار ہوا لیکن وہ ماں بہادر ماں تھی کہ۔

اتفاقاً جو ادھر جا نکلیں
کہ وہ موقع تھا سر راہ گزار
لاش بیٹے کی جو لٹکی دیکھی
منہ سے بے ساختہ نکلا یک بار
ہو چکی دیر کہ منبر پہ کھڑا ہے خطیب
اب بھی گھوڑے سے نہ اترا یہ سوار

اور کہا کہ: "میرے بیٹے جب تو زندہ تھا تو بھی منبر پہ چڑھتا تھا اور لوگوں کی گردنیں نیچی ہوتی تھیں اور اب تو مر کر بھی ان سے اونچا ہی کھڑا ہے" عبدالملک کو اطلاع ملی تو اسماء رضی اللہ عنہا کے الفاظ سن کر کانپ گیا اور فوراً حجاج کو خط لکھ کر لاش واپس دلوائی اور قریش کا یہ فرزند مقام حجوں میں سپرد خاک کیا گیا۔[1]

---

[1] تاریخ الاسلام بشار عواد: ۲/ ۸۳۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خاندانِ یاسر رضی اللہ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی بوڑھی والدہ کو جبر وتشدد کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''آل یاسر! صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یاسر بن عامر اپنے تین بھائیوں سمیت ملک یمن میں آباد تھے اور زندگی کے شب و روز سبک روی سے چلتے جا رہے تھے کہ ایک حادثہ نے ان کی زندگی کو یکسر تبدیل کر دیا۔ ہوا یوں کہ ان کا ایک بھائی یمن سے مکہ کی طرف گیا لیکن واپس نہ آیا جب اسے گم ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تو انہیں فکر لاحق ہوئی انہوں نے مکہ کی طرف سے آنے والے قافلوں سے اپنے بھائی کا اتا پتہ پوچھا لیکن تلاش بسیار کے باوجود اس کا سراغ نہ ملا، چنانچہ یاسر اپنے دوسرے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ مکہ کیلئے عازم سفر ہوئے تاکہ وہاں اس کی کوئی خبر پا سکیں۔

لیکن انہیں مکہ میں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، چند دنوں بعد حارث اور مالک تو واپس آ گئے لیکن یاسر کو مکہ معظمہ کی آب و ہوا اور یہاں کے لوگ اس قدر پسند آئے کہ انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا اس وقت کا دستور تھا کہ باہر سے آنے والا کوئی فرد اگر مکہ کی سکونت اختیار کرنا چاہتا تو اسے مکہ کے مکینوں میں سے کسی کی ضمانت حاصل کرنا پڑتی تھی چنانچہ یاسر بن عامر کو تھوڑی سی کوشش سے ابو حذیفہ بن عبداللہ مخزومی کی ضمانت حاصل ہو گئی اور یہ اس کے حلیف بن گئے۔ آہستہ آہستہ ان کے تعلقات ابو حذیفہ سے خوشگوار اور پختہ ہوتے چلے گئے ابو حذیفہ کے پاس ایک سلیقہ مند لونڈی تھی جس کا نام سمیہ تھا ابو حذیفہ نے اپنے حلیف یاسر کے ساتھ اس کی شادی کا ارادہ کیا چنانچہ دونوں میاں، بیوی کے سنہرے بندھن میں بندھ گئے کچھ عرصہ بعد اللہ نے انہیں بیٹے سے نوازا جس کا نام انہوں نے عمار رکھا، ابو حذیفہ نے ان کی خوشی کو مزید دوبالا کرنے کیلئے سمیہ کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیا، عمار کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دو اور بیٹوں سے نوازا گھر کے آنگن میں کھلنے والے ان دو پھولوں میں سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا حریث تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی گاڑی خوشیوں اور مسرتوں کے ہمرکاب سکھ کی چھاؤں میں دھیرے دھیرے چلتی جارہی تھی انہی دنوں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور اعلانِ حق کی ذمہ داری آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی پھر دعوت کا دائرہ وسیع کر دیا اور باہر کے لوگوں کو دین کی طرف بلایا سردارانِ مکہ پہلے تو خاموش رہے لیکن چند ہی دنوں بعد انہوں نے کھل کر آپ ﷺ کی مخالفت شروع کر دی اگر کوئی مسلمان ہوتا تو اس پر اذیت رسانیوں کے پہاڑ توڑ دیتے ان دنوں اسلام قبول کرنا مصائب کو دعوت دینے کے مترادف تھا یاسر بن عامر نے انہی کٹھن حالات میں اسلام قبول کر کے آپ ﷺ سے وفاداری کی عظیم داستان کو رقم کیا۔

شروع اسلام میں جو سات افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کے نام یہ ہیں: رسول مکرم ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، سیدنا بلال بن ابی رباح رضی اللہ عنہ، سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا، ان سات افراد میں تین فرد ہی زیادہ کمزور تھے اور وہ تھے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا، چنانچہ یہ تینوں افراد اہل مکہ کے غضب کا زیادہ شکار ہوئے اور انہیں انسانیت سوز اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا بنومخزوم کے لوگ سیدنا عمار اور ان کے والد اور سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام سے برگشتہ کرنے کیلئے گرمی کی سخت ترین دوپہروں میں ننگے پاؤں تپتی ہوئی ریت پر چلنے کیلئے مجبور کرتے انہیں مارتے پیٹتے اور تشدد کا نشانہ بناتے لیکن وہ ایمان ہی کیا جو جبر و تشدد سے دب جائے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ بطحاء میں مجھے رسول اللہ ﷺ ملے، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا ہم چلتے ہوئے جا رہے تھے کہ ہمارا گزر عمار اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ہوا کافر لوگ انہیں وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صَبْرًا آلَ یَاسِرٍ، فَإِنَّ مَصِیْرَ کُمْ إِلَى الْجَنَّةِ[1]۔

”آل یاسر صبر کرو بلاشبہ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔“

اسلام کی پہلی شہیدہ:

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا ضعیف العمری میں بھی استقامت کا پہاڑ تھیں مکہ کا سب سے بڑا غنڈہ ابو جہل انہیں مارتا پیٹتا تھک جاتا تھا لیکن سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا نے بوڑھی عورت ہونے کے باوجود کبھی تشدد سے گھبرا کے اسلام سے ذرہ بھر قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ ایک دفعہ ابو جہل اپنے غصہ میں دیوانگی کی حد تک پہنچ گیا اس نے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں جان سے مار دینے کی دھمکی دے دی لیکن سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اس کی دھمکی سے ذرہ بھر مرعوب نہ ہوئیں غصہ میں ابو جہل پر جنون طاری ہو گیا۔ اس نے دو اونٹ مخالف سمت میں کھڑے کئے اور سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے باندھ دی اور دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھ دی اور خود تیز دھار نیزہ لے کر سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا اب بھی وقت ہے اسلام کا انکار کر دو، ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا نے ابو جہل کی بات ماننے سے انکار کر دیا اس شقی القلب نے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں نیزہ مارا اور اونٹوں کو مخالف سمت بھگا دیا سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا جام شہادت نوش کر گئیں اور ان کا جسم دو حصوں میں الگ الگ ہو گیا۔ کوہِ استقامت سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں۔

أَوَّلُ شَهِيْدٍ اسْتُشْهِدَ فِي الْإِسْلَامِ أُمُّ عَمَّارٍ، طَعَنَهَا أَبُو جَهْلٍ بِحَرْبَةٍ فِي قَلْبِهَا[2]۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۱/۱۴۰

[2] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل ومن فعلہ، رقم: ۳۵۷۷۰

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''تاریخ اسلام میں سب سے پہلی شہیدہ جس نے جام شہادت نوش کیا وہ عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں جن کے دل میں ابوجہل نے نیزہ مار کر انہیں شہید کیا۔''

ابوجہل کو اس کی کمینگی کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں دیا جہاں چھوٹی عمر کے دو بچوں معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہما نے اپنی تلواروں سے اس کا غرور خاک میں ملا دیا اور اسے ذلت آمیز موت سے دو چار کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کافر سرداروں کی لاشوں کو گھسیٹ کے بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا لیکن سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا مکہ کے تپتے صحرؤں سے ٹھنڈی اور طمانیت بخش جنت کی طرف روانہ ہوئیں اور ابوجہل ذلت کی موت مرنے کے بعد جہنم واصل ہوا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیتے ہوئے
اس سے پوچھا تم اپنے قتل کیلئے کون سا
طریقہ پسند کرتے ہو؟
نوجوان حبشی نے بارعب انداز میں کہا
اے حجاج! تو اپنے لئے قتل کا طریقہ منتخب
کر اللہ کی قسم! جس انداز سے تو مجھے قتل
کرے گا وہی انداز قیامت کے روز
تجھے قتل کرنے کا اختیار کیا جائے گا......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حجاج ان دنوں عراق، ایران اور سرزمین ماوراء النہر کا گورنر تھا اور اس کا رعب دبدبہ ظلم وستم، جبر وقہر اور اقتدار و اختیار نقطہ عروج پر تھا وہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے بنوامیہ کے خلاف اٹھنے والی تحریک کو ختم کر چکا تھا۔ اور چاروں طرف بنوامیہ کے خلاف اٹھنے والی شورش کی آگ کو بجھا چکا تھا اس نے بندگان خدا کی گردنوں پر تلوار چلائی ملک کے کونے کونے میں اپنے رعب و دبدبہ کی ایسی دھاک بٹھائی کہ لوگوں کے دل اس کی پکڑ دھکڑ سے لرزنے لگے۔

انہی دنوں حجاج اور اس کی افواج کے ایک بہت بڑے جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ اختلافات ایک بہت بڑے فتنے کی صورت اختیار کر گئے۔ ہوا یوں کہ حجاج نے جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث کو لشکر کا کمانڈر بنا کر افغانستان اور ایران کے درمیانی علاقے رتبیل کو فتح کرنے کیلئے روانہ کیا جو اس وقت ترکوں کے زیر اقتدار تھا اس بہادر، نڈر اور بے باک جرنیل نے رتبیل کا وسیع علاقہ فتح کر لیا اور اس کے شہروں اور دیہاتوں سے بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا پھر اس نے حجاج کو عظیم فتح کی خوشخبری دینے کیلئے ایک قاصد روانہ کیا اور اس کے ساتھ ہی مال غنیمت کا پانچواں حصہ بھی بھیج دیا تا کہ اسے بیت المال میں شامل کر لیا جائے ایک درخواست بھی روانہ کی کہ کچھ مدت کے لئے جنگ بند رکھنے کی اجازت دی جائے تا کہ مفتوحہ علاقوں کا نظام ترتیب دیا جا سکے اس کے آمدو خرچ کے حسابات مرتب کئے جا سکیں نیز اس کے نامعلوم اور دور دراز علاقوں میں داخل ہونے سے پہلے اس کا اچھی طرح جائزہ لیا جا سکے تا کہ لشکر اسلام کو موہوم خطرات سے بچا لیا جائے۔

قاصد یہ درخواست لے کر حجاج کے دربار میں پہنچا درخواست دیکھ کر حجاج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غضبناک ہو گیا اور جوابی خط لکھا جس میں جرنیل کو بزدل، کمینہ اور کمزور قرار دیا اس کی گردن زدنی اور لشکر کی قیادت سے معزول کر دینے کی دھمکی دی جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث نے لشکر کے گروپ لیڈروں کو اکٹھا کیا انہیں حجاج بن یوسف کا خط سنایا اور ان سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے؟

سب نے یک زبان ہو کر کہا حجاج کی اطاعت سے دستبردار ہو کر اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے کیونکہ ظلم و ستم اور بربریت و فرعونیت نے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔

جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث نے کہا: کیا سرزمین عراق کو حجاج کی نجاست سے پاک کرنے کیلئے تم میرا ساتھ دو گے؟ پورے لشکر نے بھرپور ساتھ دینے کی حامی بھر لی اور آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث حجاج پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنا لشکر جرار لے کر روانہ ہوا اس کے اور حجاج کے لشکر کے درمیان خونریز جنگ ہوئی جس میں طرفین کے بہت سے افراد تہہ تیغ ہوئے لیکن جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث کا پلہ بھاری رہا۔ اسے میدان کارزار میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی اسے سجستان اور ایران کے بیشتر شہروں پر غلبہ حاصل ہو گیا پھر اس نے کوفہ اور بصرہ کو حجاج سے ہتھیانے کے لئے پیش قدمی کا ارادہ کیا۔

حجاج کے دربار میں ایک خط پہنچا یہ خط اس کے ماتحت علاقوں کے بلدیاتی سربراہوں کی جانب سے تھا جس میں اسے نازک صورت حال سے آگاہ کیا گیا تھا کہ ذمی لوگ ٹیکس سے بچنے کے لئے دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے ہیں اسی طرح وہ بستیوں کو چھوڑ کر بڑی تیزی سے شہروں میں منتقل ہو رہے ہیں۔ جس سے ملک کی آمدن کے ذرائع دن بدن محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ حجاج بن یوسف نے بصرہ اور دیگر علاقہ جات کے سرکاری نمائندوں کو تحریری حکم دیا کہ جتنے بھی ذمی لوگ بستیوں سے شہروں میں منتقل ہو چکے ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے اور انہیں دوبارہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زبردستی ان بستیوں میں لوٹا دیا جائے جنہیں چھوڑ کر وہ شہروں کی طرف منتقل ہوئے ہیں خواہ انہیں رہائش اختیار کئے ہوئے کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر چکا ہو اور اس سلسلے میں کسی سے کوئی رورعایت نہ برتی جائے۔

سرکاری نمائندوں نے گورنر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کثیر تعداد میں ان لوگوں کو شہروں سے بستیوں کی جانب دھکیل دیا ان سے کاروباری مراکز چھین لئے ان کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی نکال باہر کیا حالانکہ انہیں یہ بستیاں چھوڑے ایک عرصہ بیت چکا تھا۔ عورتیں، بچے اور بوڑھے زار و قطار روتے ہوئے فریاد کر رہے تھے سبھی لوگ پریشان تھے کہ اب کیا کریں کدھر جائیں کہاں سر چھپائیں گے۔

یہ دلفگار منظر دیکھ کر بصرہ کے فقہاء و علماء ان مظلوموں کی فریاد رسی اور سفارش کیلئے میدان میں نکل آئے لیکن وہ ان بیچاروں کیلئے کیا کر سکتے تھے۔

جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان مظلوم و مقہور لوگوں کو حجاج کے مقابلہ کے لئے ابھارا جس کے نتیجے میں جلیل القدر تابعین اور ائمہ کرام کی ایک جماعت حجاج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئی جس میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی، شعبی اور ابوالبختری جیسے عظیم المرتبت تابعین سرفہرست تھے۔ فریقین کے درمیان گھمسان کا رن پڑا پہلے مرحلے میں جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث کا پلہ بھاری رہا رفتہ رفتہ میدان جنگ میں حجاج کے قدم جمنے لگے اور اس کی گرفت مضبوط ہونے لگی یہاں تک کہ جرنیل عبدالرحمٰن بن اشعث ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا اور اپنے لشکر کو حجاج کے رحم و کرم کے حوالے کرتا ہوا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔

حجاج کا اعلان شکست خوردہ فوج میں گونج رہا تھا کہ وہ پہلی فرصت میں اپنی بیعت کی تجدید کرلیں بیشتر دعوت قبول کرتے ہوئے دوبارہ بیعت کیلئے تیار ہو گئے اور بعض روپوش ہو گئے روپوش ہونے والوں میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی تھے۔ شکست خوردہ فوج کے افراد جب بیعت کے لئے آگے بڑھے تو انہیں ایک عجیب صورتحال سے دوچار ہونا پڑا جوان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔

حجاج ہر ایک سے کہتا تم نے امیر المومنین کے مقرر کردہ گورنر کی بیعت توڑ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے کیا تم نے کفر کا ارتکاب کیا ہے؟ اگر وہ ہاں کہتا تو اس سے دوبارہ بیعت لے لیتا اور اگر وہ اس سے انکاری ہوتا تو اسے قتل کر دیتا۔ اس قتل و ذبح کی دلخراش داستانیں پورے ملک میں زبان زدعام ہو چکی تھیں جس میں ہزاروں آدمی بے دریغ قتل کر دیئے گئے تھے اور صرف چند افراد اپنے کفر کا اعتراف کر کے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ اگر مجھے حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو دوصورتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے تیسری صورت نہیں ہوگی۔ یا میری گردن اڑا دی جائے گی یا مجھے کفر کا اقرار کرنا ہوگا۔

یہ دونوں صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے جو ظاہری طور پر زیادہ میٹھی معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت میں اتنی ہی زیادہ کڑوی ہے لہٰذا انہوں نے چھپ کر بھاگ جانے کو ترجیح دی اللہ کی وسیع سرزمین میں حجاج کے کارندوں سے آنکھ بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے دور دراز کا سفر طے کرتے ہوئے مکہ معظمہ کے قریب ایک بستی میں پناہ گزین ہو گئے یہاں رہتے ہوئے انہیں ایک عرصہ ہو گیا اس دوران وہ دین اسلام کے میٹھے پانی سے تشنگان علم کی پیاسی روحوں کو سیراب کرتے رہے۔

مکہ معظمہ میں بنوامیہ کا ایک نیا گورنر مقرر کیا گیا جس کا نام خالد بن عبداللہ القسری تھا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے اس کی سخت گیری اور ترش روئی کی وجہ سے خطرہ محسوس کیا بعض مخلص احباب نے حضرت سعید سے کہا:

"اب جسے مکہ معظمہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے اللہ کی قسم ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ آپ کو نقصان پہنچائے گا ہماری بات مانیں ازراہ کرم اس شہر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے چلے جائیں آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں پہلے عراق سے بھاگا یہاں آ کر پناہ گزین ہوا مجھے ایسا بھی نہیں کرنا چاہئے تھا وہیں رہ کر حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا زیادہ موزوں تھا اپنی اس کمزوری میں پہلے ہی شرمسار ہوں لیکن اب میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں یہیں رہوں گا کہیں نہیں جاؤں گا جو بھی صورتحال مجھے پیش آئے خندہ پیشانی سے قبول کروں گا۔"

گورنر مکہ خالد بن عبداللہ نے وہی طرز عمل اختیار کیا جس کا لوگوں کو اندیشہ تھا جب اسے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی رہائش گاہ کا پتہ چلا تو اس نے پولیس کو حکم دیا کہ وہ انہیں گرفتار کر کے حجاج بن یوسف کے پاس واسط شہر میں لے جائیں پولیس نے شیخ کے گھر کا محاصرہ کرلیا بلآخر انہیں گرفتار کر کے حجاج بن یوسف کی طرف چلنے کو کہا گیا آپ بغیر کسی احتجاج کے واسط کی طرف روانہ ہوئے ساتھیوں پر الوداعی نگاہ ڈالی اور چل دیئے۔

اس شب زندہ دار عالم فاضل اور عظیم المرتبت شخصیت کو حجاج بن یوسف کے دربار میں پیش کیا گیا حجاج نے انہیں کینہ پرور نگاہوں سے دیکھا اور بڑے حقارت آمیز لہجے میں پوچھا تیرا نام کیا ہے؟

فرمایا: سعید بن جبیر۔

حجاج نے کہا: نہیں بلکہ تیرا نام شقی بن کسیر ہے۔

فرمایا: میری والدہ میرے نام سے متعلق تجھ سے بہتر جانتی ہے۔

حجاج نے پوچھا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟

فرمایا: وہ اولاد آدم کے سردار نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شفیع المذنبین، سید المرسلین، شاہ امم، سلطان مدینہ ساری مخلوق سے اعلیٰ، ارفع، اجمل، اکمل اور بہتر و برتر ہیں رسالت کا تاج ان کے سر پر سجایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت و رسالت کی ادائیگی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حق ادا کر دیا آپ نے اللہ کی رضا کے لئے قرآن مجید کے احکامات کو عام لوگوں تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی۔

حجاج نے پوچھا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟

فرمایا وہ صدیق ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں انہوں نے سعادت کی زندگی بسر کی دنیا سے قابل رشک انداز میں کوچ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلے اور اس میں سرمو بھی کوئی تبدیلی نہ کی۔

حجاج نے پوچھا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟

فرمایا وہ فاروق ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا وہ رسول اقدس کی مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا وہ زندگی بھر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے راستے پر چلے آپ نے زندگی میں قابل فخر کارنامے سرانجام دئے قابل رشک زندگی بسر کی اور جام شہادت نوش کیا۔

حجاج نے پوچھا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خیال ہے؟

فرمایا: وہ جیش عسرۃ کو تیار کرنے والے، مدینہ منورہ میں بئر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنے والے، جنت میں اپنا گھر بنانے والے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے شوہر بن کر ذوالنورین کا اعزاز حاصل کرنے والے، ان کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی وحی کے مطابق کی اور آخر میں ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر شہید کر دیئے گئے۔

حجاج نے پوچھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟

فرمایا: وہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، مسلمانوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے خاوند، اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے والد اور زندگی میں جنت کی بشارت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانے والے ہیں۔

حجاج نے پوچھا: بنوامیہ میں کون سا خلیفہ تجھے پسند ہے

فرمایا: جو اپنے خالق کو پسند ہے۔

حجاج نے پوچھا: ان میں سے کون اپنے خالق کو پسندیدہ ہے؟

فرمایا: اس کا علم اس ذات کو ہے جو ان کے پوشیدہ امور سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔

حجاج نے پوچھا: میرے متعلق کیا خیال ہے؟

فرمایا: تو خود اپنے متعلق بہتر جانتا ہے۔

حجاج نے کہا: میں اپنے متعلق تیری رائے سنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: میری رائے تجھے اچھی نہیں لگے گی۔

حجاج نے کہا میں ضرور سنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: میری معلومات کے مطابق تو کتاب اللہ کا دشمن ہے اور ایسے کام کرتا ہے جن سے تیرے رعب و دبدبہ کی دھاک بیٹھے اور یہ انداز تجھے ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے بالآخر یہ جہنم میں دھکیل دے گا۔[1]

حجاج یہ باتیں سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور کہا اللہ کی قسم میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔

فرمایا: تو میری دنیا خراب کرے گا اور میں تیری آخرت برباد کر دوں گا۔

حجاج: تم اپنے لئے قتل کا کون سا طریقہ منتخب کرتے ہو؟

فرمایا: اے حجاج بلکہ تو اپنے لئے قتل کا طریقہ منتخب کر اللہ کی قسم جس انداز سے تو مجھے قتل کرے گا وہی انداز قیامت کے روز تجھے قتل کرنے کا اختیار کیا جائے گا۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۵/ ۱۹۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے پوچھا: کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے معاف کر دوں؟

فرمایا: اگر ایسا ہوا تو وہ معافی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو گی تو مجھے چھوڑ کر اپنے گھناؤنے جرم سے بری نہ ہو سکے گا۔

حجاج بن یوسف غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور دربان سے کہا تلوار اور چمڑے کی چادر لے آؤ۔ یہ سن کر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے، حجاج نے پوچھا تم مسکرائے کیوں ہو؟

فرمایا: تیری جرات اور تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بربادی دیکھ کر مسکرایا ہوں۔

حجاج نے حکم دیا ارے جلاد! اسے قتل کر دو آپ نے قبلہ رخ منہ کیا اور فرمایا:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الانعام:۷۹)

''میں یکسو ہو کر اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''

حجاج نے کہا: اس کا منہ قبلے کی جانب سے ہٹا دو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:۱۱۵)

''جس طرف بھی تم منہ پھیرو اسی طرف اللہ ہے۔''

حجاج نے کہا اسے اوندھے منہ لٹا دو۔

انہوں نے فرمایا:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى

''اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالیں گے۔'' (طٰہٰ:۵۵)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حجاج نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا اللہ کے اس دشمن کو ذبح کر دو میں نے زندگی میں آیات قرآنی کو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور کہا: الٰہی میرے بعد حجاج کو کسی پر مسلط نہ فرمانا۔[1]

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو ابھی پندرہ روز نہ گزرے تھے کہ حجاج بن یوسف شدید بخار میں مبتلا ہو گیا کبھی بے ہوش ہو جاتا اور کبھی ہوش میں آتا جب آنکھ لگتی تو چیخ مار کر اٹھتا اور کہتا کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے میرا گلا پکڑ رکھا ہے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے پوچھتا ہے بتا مجھے تو نے قتل کیوں کیا؟ پھر حجاج بچوں کی طرح رونے لگتا اور کہتا بھلا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے میرا کیا واسطہ مجھے کیا ہو گیا دنیا والو! سعید کو مجھ سے پیچھے ہٹا دو سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے بچا لو میں مارا گیا میں تباہ و برباد ہو گیا اسی حالت میں حجاج بن یوسف مر گیا اور دفنا دیا گیا۔[2]

---

[1] وفیات الاعیان ۲/ ۳۷۴

[2] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ۱۰/ ۳۷۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا ابو مسلم خولانی کو ہتھکڑیوں اور
زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا اور اسود
عنسی نے پوچھا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور
اس کے رسول ہیں؟ ابو مسلم نے کہا ہاں
میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے
اور اس کے رسول ہیں اس نے پوچھا کیا
تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول
ہوں؟ ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے کانوں
کو تیری بات سنائی نہیں دیتی......

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسود عنسی ایک مکار اور طاقتور شخص تھا ذہانت ولیاقت میں بھی ممتاز تھا دور جاہلیت میں علم نجوم میں اچھی خاصی دسترس حاصل کر کے شعبدہ بازی میں بھی نمایاں مقام حاصل کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی گفتگو میں بڑی فصاحت و بلاغت ہوتی تھی اس کا بیان نہایت دل نشین ہوتا وہ بڑا ہوشیار اور چالاک تھا لوگوں کو گرویدہ کرنے کا فن اسے خوب آتا تھا۔

جزیرۃ العرب میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آتے ہی شدید بیمار ہو گئے ہیں اسود عنسی کو شیطان نے بہکایا چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہوئے اس بات کا اعلان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یمن میں اپنی قوم کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ مکاری اور شعبدہ بازی میں وہ طاق تو تھا ہی کچھ فصاحت و بلاغت نے رنگ دکھایا پھر اس کے قبیلے نے قومی تعصب کی بنا پر خوب اس کا ساتھ دیا چنانچہ یمن میں اسود عنسی کی دعوت اس تیزی سے پھیلی جیسے خشک گھاس میں آگ پھیلتی ہے۔ وہ جب بھی لوگوں کے سامنے آتا تو اپنے چہرے پر سیاہ رنگ کا خول چڑھا کر نمودار ہوتا۔

اس نے لوگوں کو اس بات کا یقین دلا دیا کہ آسمان سے فرشتہ وحی لے کر اس کے پاس آتا ہے اور اسے غیب کی خبریں دیتا ہے اس نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے بہت سے طریقے ایجاد کر رکھے تھے۔ مثلاً اپنے جاسوس ہر جگہ پھیلا رکھے تھے۔ تاکہ لوگوں کے خفیہ حالات اور مشکلات کا مشاہدہ کریں اور ان کے رازوں سے اسے آگاہ کرتے رہیں۔ چنانچہ جو شخص بھی اسود عنسی کے پاس فریاد لے کر جاتا جاسوس اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کی مشکلات سے آگاہ کر دیتے۔ جونہی وہ سامنے آتا ابھی وہ سوچ ہی رہا ہوتا کہ میں فریاد کروں اسود عنسی بڑے پر اعتماد لہجے میں اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے مخاطب ہوتا اور کہتا تم فلاں جگہ سے آئے ہو تمہیں یہ مشکل در پیش ہے تم مجھے یہ بات کہنا چاہتے ہو اور وہ ایسے عجیب وغریب انداز میں گفتگو کرتا کہ فریاد لے کر آنے والے ہکے بکے رہ جاتے ان کی عقلیں یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ جاتیں۔

تھوڑے ہی عرصے میں بہت زیادہ تعداد میں لوگ اس کے پیروکار بن گئے قوت مضبوط ہونے پر اس نے صنعا پر حملہ کیا اسے اپنے قبضہ میں لے لیا پھر صنعا کو مرکز بنا کر دوسرے علاقوں پر چڑھائی کی یہاں تک کہ حضر موت سے طائف کے درمیان کا پورا علاقہ اس کے زیر نگیں آ گیا اور بحرین وعدن کے درمیانی علاقے بھی اس کے زیر اثر ہو گئے۔ جب اسود عنسی کے پاؤں جم گئے کثیر تعداد میں علاقے اور انسان اس کے تابع ہو گئے تو اس نے اپنے مخالفین کی سرکوبی کے لئے تیزی سے اقدامات کئے وہ مخالف جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین پر راسخ ایمان کی دولت سے نوازا تھا جنہیں نبی کریم ﷺ پر ٹھوس یقین تھا اور سچی محبت تھی ان شخصیات کو یہ ناہنجار سخت اذیتیں دینے لگا اور ظالمانہ انداز میں پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ایک دن اس کے دربار میں فقیہہ یمن ابو مسلم خولانی کو پیش کیا گیا اس نوجوان نے اسود عنسی کے دربار میں کھڑے ہو کر سر عام اس کی تکذیب کی اور پیغمبر کائنات ﷺ کی نبوت ورسالت کا اعلان کیا اسود عنسی غصے سے بھڑک اٹھا اور کہا کہ میں اسے ایسی عبرتناک سزا دوں گا جس سے تمام مخالفین کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

اس نے حکم دیا کہ صنعا کے ایک کھلے میدان میں لکڑیاں اکٹھی کی جائیں اور انہیں آگ لگا دی جائے اور لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ وہ ابو مسلم خولانی کی توبہ اور اپنے مؤقف سے انحراف اور اسود عنسی کی نبوت کے اقرار کا دل خراش منظر دیکھنے کے لئے میدان میں جمع ہو جائیں۔ جب میدان میں لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے تل دھرنے کو جگہ نہ تھی تو اسود عنسی وقت مقررہ پر اپنے حفاظتی دستے اور لشکر کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جرنیلوں کے ساتھ نمودار ہوا وہ اس چبوترے پر رکھی گئی عالیشان کرسی پر براجمان ہو گیا جو آگ کے سامنے خاص طور پر اس کے لئے رکھی گئی تھی۔ ابو مسلم خولانی کو بیڑیوں میں جکڑ کر اس کے سامنے لایا گیا لوگ یہ ہیبت ناک منظر بڑے استعجاب سے دیکھ رہے تھے۔ اسود عنسی نے بڑے متکبرانہ انداز سے شعلہ فگن آگ کی جانب دیکھا پھر اُن کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟

انہوں نے فرمایا ہاں میں بانگ دہل گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ اسود عنسی نے تیوری چڑھا کر اپنا مکروہ چہرہ اس کی آنکھوں کے قریب لا کر کہا۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

انہوں نے فرمایا میرے کانوں میں بہرہ پن اتر آیا ہے جو تم کہتے ہو وہ بات میں نہیں سن پا رہا۔ اسود عنسی نے کہا میں تجھے اس آگ میں پھینک دوں گا۔[1]

حضرت ابو مسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے اس آگ میں پھینک دو گے جو لکڑیوں سے جلائی گئی ہے میں اس کے ذریعے قیامت کے دن اس آگ سے بچ جاؤں گا جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے جس پر ایسے سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم مانیں گے یہ بات سن کر اسود نے کہا میں تیرے بارے میں جلد بازی نہیں کروں گا میں تجھے موقع دیتا ہوں تاکہ تیری عقل ٹھکانے آجائے تھوڑی دیر کے بعد اس نے پھر یہ سوال دہرایا۔

کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟

انہوں نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے

---

[1] الدولۃ الاموية عوامل الازدہار: ۱/۳۵۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں دین برحق دے کر بھیجا اور آپ پر رسالت ختم کر دی اسود کو بہت غصہ آیا اس نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے پہلے نہیں کہہ دیا تھا کہ تیری یہ بات میرے کان سننے کے لئے آمادہ نہیں۔

یہ جواب سن کر اور حضرت ابو مسلم کے چین و اطمینان کو دیکھ کر اسود عنسی غصے سے کانپنے لگا اس نے ارادہ کیا کہ انہیں آگ میں پھینک دیا جائے۔

اس کے ایک عقلمند مشیر نے اس کے کان میں یہ بات کہی ''حضرت یہ شخص پاکیزہ دل، نیک و محترم اور مستجاب الدعوات ہے ایسا نہ ہو کہ آپ اسے آگ میں ڈالیں تو اللہ تعالیٰ اسے صحیح سلامت بچا لے اتنے بڑے مجمع کے سامنے یہ بات دیکھ کر لوگ تمہاری نبوت کو جھٹلا دیں گے اور اگر یہ آگ میں جل گیا تو لوگوں کی نظروں میں یہ شہید کہلائے گا۔ دل کو بات بھلی لگتی ہے کہ اس پر احسان کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیں اور جلا وطن کر دیں چنانچہ اسود عنسی نے ایسا ہی کیا اور اسے یمن سے جلا وطن کر دیا۔[1]

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کا رخ کیا رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق دل میں لئے ہوئے مدینہ بڑھتے چلے گئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے سے قبل ہی ایمان لا چکے تھے۔ ابھی مدینہ کی حدود میں پہنچے ہی تھے کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کی اطلاع ملی تو انہیں آپ کی وفات پر دلی صدمہ ہوا۔ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد نبوی کا قصد کیا۔ مسجد کے قریب پہنچ کر اپنی اونٹنی دروازے کے پاس باندھ دی حرم نبوی میں داخل ہوئے اور مسجد کے ایک ستون کی اوٹ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

---

[1] البدایۃ والنہایۃ احیاء التراث: ٦/ ٢٩٨

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے قریب آئے اور فرمایا تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟

عرض کیا میں یمن سے آیا ہوں۔

انہوں نے پوچھا ہمارے اس ساتھی کا کیا بنا جسے جلانے کی خاطر دشمن نے آگ بھڑکائی تھی۔ لیکن اللہ نے اسے نجات دے دی۔

آپ نے فرمایا وہ اللہ کے فضل و کرم سے خیرو عافیت سے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہیں تم ہی تو وہ نہیں ہو؟

فرمایا: ہاں میں وہی ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کی پیشانی کو چوما اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ نے ہمارے اور آپ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا مجھے کچھ پتہ نہیں جب سے میں نے یمن چھوڑا ہے مجھے کوئی خبر نہیں۔ فرمایا اللہ نے اسے دوسرے مومنوں کے ہاتھوں قتل کروا دیا ہے اس کی حکومت جاتی رہی اور اس کے پیرو کار دین اسلام کی طرف لوٹ آئے۔[1]

یہ تھی داستان حق شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پروانے کی جس نے حق کے راستہ میں اس بات پر عمل کیا۔

آگ نہ سمجھو کود پڑو گلزار اسے تم پاؤ گے
کیوں جل مرتے ہیں شمع پر پوچھو تو ذرا پروانوں سے

---

[1] تاریخ الاسلام تدمیری: ۵/ ۲۹۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

منبر و محراب سے صدا بلند کرنے والے تو بہت ہوتے ہیں لیکن منبر و محراب سے وفا کرنے والے بہت کم دیکھے...... یہ داستان ہے اس شخص کی جس نے راہ وفا میں قدم بڑھایا تو وفا کے اصول اس پر فخر و ناز کرنے لگے جس نے قرآن کو سینے سے لگایا تو حق ادا کر دیا جس نے اپنی پیٹھ پر کوڑے برداشت کئے لیکن قرآن پہ حرف نہ آنے دیا ہاں! وہ انہی لوگوں میں سے تھا جن پر ظلم و ستم کے پہاڑ گریں تو مسکرا دیتے ہیں راہِ پُرخار پہ نکلیں تو رنگ حنائی سے اسے سجا دیتے ہیں شاہوں کی رعونت ان سے ٹکرائے تو پاؤں تلے دبا دیتے ہیں حرم فروش فقیہوں کی چیرہ دستیوں کو ٹھوکر سے اڑا دیتے ہیں نور حق سے محبت کریں......تو فتنہ خلق قرآن ہمیشہ کے لئے دفنا دیتے ہیں جن سے ٹکرانے والے ظالم و جابر خس و خاشاک بن کے اڑ گئے اور ہاں...... آج وقت کے گرد و غبار میں جھکی آنکھوں سے پلٹ کے دیکھیں تو کہنا پڑتا ہے۔

وہاں اب تک سنا ہے سونے والے چونک اٹھتے ہیں
صدا دیتے ہوئے جن راستوں سے ہم گزر آئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم شاہی تھا کہ اس مجرم کو ٹکٹکی پر باندھ دیا جائے اور خود امیر المومنین قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ گئے ٹکٹکی پر مقرر شخص کو کہا گیا کہ وہ ٹکٹکی کے دونوں طرف کی لکڑیوں کو مضبوطی سے تھام لے، امیر المومنین کے حکم پر کوڑے برسائے جانے لگے امیر المومنین جلادوں کے کوڑوں کا معائنہ کر کے انہیں تبدیل کرنے اور زیادہ سخت کوڑے لگانے کا حکم دیتے چنانچہ باری باری ہر ایک جلاد زور کے ساتھ دو کوڑے مارتا اور پیچھے ہٹ جاتا اس دوران امیر المومنین جلادوں کو سرزنش کرتے ہوئے کہتے تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پورے زور کے ساتھ کوڑے کیوں نہیں مارتا یہ سلسلہ جاری رہا مجرم اپنی پیٹھ پر کوڑے کھاتا رہا تماشائی مجسمہ حیرت بنے یہ دردناک منظر دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آچکا تھا اس کے کانوں سے ایک درباری کی آواز ٹکرا رہی تھی سخت افسوس کی بات ہے کہ امیر المومنین تیرے سامنے کھڑے ہیں اور تو ان کی بات تسلیم نہیں کرتا اور پھر تعجب تو اس پر ہے کہ تمام لوگ امیر المومنین کی رائے کا احترام کرتے ہیں لیکن تو انکار کرنے سے باز نہیں آرہا، ایک اور آواز آئی امیر المومنین اسے موت کے گھاٹ اتار دیجئے اس کا خون میری گردن پر ہے۔

کوڑوں کا سلسلہ پھر شروع ہو چکا تھا، ہر ایک جلاد پورے زور سے دو کوڑے مارتا اور پیچھے ہٹ جاتا پھر دوسرا جلاد آتا وہ مجرم کئی بار بے ہوش ہوا کئی بار ہوش میں آیا اس کی پیٹھ پر تیس کوڑے لگائے جا چکے تھے اب وہ اوندھے منہ زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا تو حاضرین میں سے کسی نے اس کے جسم پر بوریا ڈال دی۔

یہ مجرم.........کون تھا؟

یہ وہ تھا کہ جسکے بارے میں حسن بن عباس نے ابو مسہر سے دریافت کیا تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ امت محمدیہ ﷺ میں کون سی شخصیت ہے جس نے دین اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے ابومسہر نے کہا کہ دینِ اسلام کے تحفظ میں اس نوجوان کی جدوجہد قابل رشک ہے جومشرق میں رہتا ہے اور دنیا اس کو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔

مامون معتزلہ عقائد سے بہت حد تک متاثر ہو چکا تھا۔ ان عقائد میں یہ بھی شامل تھا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے چنانچہ مامون عباسی اپنی زندگی کے آخری سال میں رومیوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بغداد سے روانہ ہوا تو بغداد کے گورنر اسحاق بن ابراہیم کے نام پیغام بھجوایا کہ تمام لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ اس نے علماء وقضاۃ اور ائمہ حدیث کو ایک مجلس میں اکٹھا کیا اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کی لیکن سب نے انکار کر دیا جس پر وہ غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا مامون، اور اس کے ہمنوا کاسہ لیس علماء جب دلائل کے میدان میں شکست کھا گئے تو حکم ہوا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ کو بیڑیاں پہنا کر عدالت میں حاضر کیا جائے محمد بن نوح اثناء سفر بیمار ہوئے عانہ مقام پر جونہر فرات کے ساحل پر واقع ایک مشہور شہر ہے فوت ہو گئے وہیں ان کا جنازہ ادا کر کے دفن کر دیا گیا۔[1]

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میں راستے میں بار بار دعا کر رہا تھا کہ میری ملاقات مامون سے نہ ہو اس لئے کہ وہ عزم مصمم کئے ہوئے تھا کہ جوں ہی میری نظر احمد پر پڑے گی تو میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا چلتے چلتے ہم طرطوس پہنچے وہاں چند روز قیام رہا ایک دن وہاں ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ مامون فوت ہو گیا ہے یہ خبر سن کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور حالات کے سازگار ہونے کی امیدیں یقین میں بدلنا شروع ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک دوسرا آدمی داخل ہوا اس

[1] محنۃ الامام احمد بن حنبل از محمد نقش: ۱/ ۳۸۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے بتایا کہ معتصم نے ابن ابی داؤد کو منصب قضا سونپ دیا ہے اس نے تمہارے متعلق حکم دیا ہے کہ انہیں بہت جلد بغداد روانہ کر دیا جائے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کو رقہ سے بغداد کی جانب ایک کشتی میں سوار کرایا گیا دوران سفر امام احمد رحمہ اللہ بیمار ہو گئے اسی حالت میں رمضان المبارک میں بغداد پہنچے وہاں ان کو اڑھائی سال جیل کی اذیتیں برداشت کرنا پڑیں پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے رفقا ہتھیار ڈال چکے تھے وہ خلق قرآن کے مسئلہ میں اپنے موقف سے دستبردار ہو گئے اور سب جیل سے رہا ہو چکے تھے۔ لیکن حق کا یہ راہی راہ حق پر گامزن رہا۔[1]

جیل کی زندگی کو ایک عرصہ ہو گیا تھا کہ ایک دن ابوشعیب اور محمد بن رباح بھی امام احمد کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے انکے ہاتھ میں آسمان اور زمین کی تصویریں اور دیگر چیزیں تھیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے مجھ سے بعض ایسی چیزوں کا استفسار کیا جن کو میں جانتا نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا دوران کلام میں نے ان سے کہا حیرت ہے کہ آپ علم حدیث سے اتنے دور کیوں چلے گئے ہیں اور دنیوی علوم کے حصول کی طرف کیوں اتنے مائل ہو گئے ہیں؟ پھر میں نے اُن سے دریافت کیا کہ اللہ کے علم کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے برملا کہا کہ اللہ کا علم مخلوق ہے ان کے اس غلط جواب سے مجھے سخت کوفت ہوئی تو میں نے برجستہ کہا آپ نے جس نظریے کا اظہار کیا ہے اس کے بعد آپ کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ اتفاق سے وہاں اسحاق بن ابراہیم کا ایک محافظ موجود تھا اور وہ میرا جواب سن رہا تھا ابن الحجام نے اس کا تعارف کراتے ہوئے مجھے ڈرانا چاہا میں نے بلا خوف و خطر پھر وہی کہا کہ یہ نظریہ تو کفر کے مترادف ہے اور ابن رباح سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیرا ساتھی ابن الحجام کافر ہو گیا

---

[1] المنہج الاحمد لابی الیمن العلیمی: ۱/۳۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لئے کہ اللہ کے علم کو مخلوق کہہ رہا ہے۔ میرے خیالات سے متاثر ہو کر ابن رباح نے ابن الحجام کی طرف گھور کر دیکھنا شروع کیا اور اس کے نظریہ کو اپنانے سے انکار کر دیا اور اس کو تہدید آمیز لہجے میں کہا افسوس ہے کہ آپ کس قسم کی غلط باتیں کر رہے ہیں۔ اب ابن الحجام وہاں سے ان کے ساتھ باہر نکلا اور ساتھ ساتھ کہے جا رہا تھا کہ آج تک امام احمد جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا وہ اظہار حق میں نہ صرف یہ کہ خوفزدہ نہیں ہوتا بلکہ مخالف کو تہدید آمیز لہجہ میں میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ (سیرۃ الامام احمد بن حنبل للصالح بن احمد:۱/۵۲)

''راہ حق کے دستور نرالے دیکھے''

پس دیوار زنداں ایک دن اسحاق بن ابراہیم امام صاحب سے ملاقات کے دوران مشفقانہ انداز میں سمجھاتے ہوئے کہنے لگا: کس قدر اچھا ہوگا اگر آپ امیر المومنین معتصم کی مخالفت چھوڑ دیں، امام صاحب ان کی چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آئے جب اسحاق بن ابراہیم کو یقین ہو گیا کہ لالچ دے کر ان کو خریدا نہیں جا سکتا تو دھمکی دی اور قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ اگر آپ ان کی رائے تسلیم نہیں کریں گے تو وہ آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا امام صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے نظریہ پر قائم ہوں میں اسے کبھی نہ چھوڑوں گا۔ میرے مایوس کن جواب سے وہ بھڑک اٹھا اور حکم دیا کہ اس کے پاؤں میں مزید بوجھل بیڑیاں پہنا دی جائیں حکم کی تعمیل کی گئی اور مجھے جیل خانہ سے ابواسحاق کے گھر پیدل چلنے کا حکم دیا گیا میں نے چلنے کی پوری کوشش کی لیکن بیڑیاں اس قدر وزنی تھیں کہ میرے لئے پاؤں اٹھانا مشکل تھا۔ پھر سخت درد محسوس کرتے ہوئے جب میں پاؤں اٹھانے کی کوشش کرتا تو نڈھال ہو جاتا بالآخر مجبور ہو کر میں نے اپنے پاجامے سے ازار بند نکال کر اسے پاؤں اور بیڑیوں کے درمیان رکھا تا کہ چلا جا سکے اور پاجامہ بلا ازار بند ایسے ہی لپیٹ لیا لیکن یہ حیلہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا میرے لئے پاؤں اٹھانا سخت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مشکل تھا جب انہیں یقین ہو گیا کہ اس حالت میں ان کا پیدل چلنا ناممکن ہے تو ایک اونٹ فراہم کیا گیا کہ اس پر بیٹھ جائیں اب ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنی ہوئی تھیں کسی انسان کے سہارے کے بغیر سواری پر بیٹھنا بھی آسان نہ تھا چنانچہ قریب تھا کہ میں سواری سے نیچے گر پڑتا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور میں ابو اسحاق کے گھر آدھی رات کے وقت پہنچ گیا مجھے ایک کمرہ میں بند کر کے اسے مقفل کر دیا گیا اور اس پر دو محافظ مقرر کر دیئے گئے کمرے میں تاریکی تھی نماز ادا کرنے کے لئے قبلہ کی سمت معلوم کرنا مشکل تھا میں نے اجتہاد کیا اور ایک طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگا دن ہونے پر معلوم ہوا کہ میرا منہ سیدھا قبلہ کی طرف تھا۔

عند سلطان الجائر:

کچہری لگی ہوئی ہے خلیفہ معتصم اپنی کرسی پر براجمان ہیں ابن ابی داؤد اور اس کے رفقاء بھی موجود ہیں کچہری میں ایک شخص پابجولاں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کا زیور چھلکاتے ہوئے پیش کیا گیا شورِ سلاسل کو سن کر حاضرین کی نظریں اس شخص کے چہرے کے طرف اٹھ گئیں اس کا چہرہ اس بات کا اعلان کر رہا تھا۔

ہتھکڑی کے زیور سے نغمہ حق رک جائے؟
زنداں میں سلاسل کی جھنکار کون روکے گا

خلیفہ معتصم باللہ نے اس شخص کو دیکھ کر حاضرین سے کہا: تم تو کہا کرتے تھے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نوجوان ہے لیکن یہ تو بہت بوڑھا انسان ہے۔ معتصم باللہ نے انکو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے لیکن بیڑیاں اس قدر بوجھل تھیں کہ بوجھ برداشت کرنا بڑا مشکل تھا۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے چند لمحوں کے بعد امیر المومنین سے بات کرنے کی اجازت طلب کی اس نے اجازت دے دی میں نے امیر المومنین سے استفسار کیا کہ آپ کے چچازاد بھائی کس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چیز کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ اس بات کی دعوت دیتے رہے کہ اللہ پاک کو ایک مانو۔ میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی معبود ہے گویا اس کی دعوت تسلیم کرتا ہوں تو مجھے کیوں مجرم سمجھا جاتا ہے۔ پھر میں نے بیان کیا کہ آپ کے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ وفد عبدالقیس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے ان کو اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیا یہ تمام حدیث بیان کر کے امام احمد نے ایک دوسری حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں حاضر ہوئے وہ پہلے سے ہی بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا خوش ہو جاؤ اس لئے کہ تم گواہی دیتے ہو میں اللہ کا رسول ہوں تم تسلیم کرتے ہو کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کی جانب سے ایک رسی ہے جس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے تم اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو پھر تم نہ تو گمراہی کے گڑھے میں گرو گے اور نہ تم کسی عذاب خداوندی میں پکڑے جاؤ گے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ میں صرف اسی کی دعوت دیتا ہوں اور میری دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے میرے کلمات سن کر امیر المومنین پر سکتہ طاری ہو گیا پھر اس نے کہا کہ اگر آپ کو مجھ سے پہلے حکمرانوں نے گرفتار نہ کیا ہوتا تو میں آپ کو گرفتار نہ کرتا پھر اس نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ اس انسان پر قطعاً تشدد نہ کیا جائے اس کی ان باتوں سے مجھے خوشی ہوئی اور میں نے دل میں ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور محسوس کیا کہ اب مشکلات کے بادل ختم ہونے والے ہیں اور مسلمان جس آزمائش میں گرفتار ہیں اس سے ان کو نجات ملنے والی ہے۔[1]

---

[1] المنہج الاحمد: ۱/ ۳۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلا مناظرہ:

اب معتصم نے حاضرین کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور مخالفت کرنے والے علماء سے کہا اگر تم میں ہمت ہے تو خلق قرآن کے مسئلہ پر ان کے ساتھ مناظرہ کرو چنانچہ عبدالرحمٰن نے سوال کیا:

آپ قرآن کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ امام صاحب نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا پھر ابن ابی داؤد نے عبدالرحمٰن پر دباؤ ڈالا کہ اگر یہ شخص جواب نہیں دیتا تو اس سے دوبارہ وہی سوال کرو چنانچہ اس نے پھر وہی سوال کیا امام صاحب نے پھر بھی اس کو کچھ اہمیت نہ دی اور خاموش رہے لیکن معتصم سے نہ رہا گیا وہ درمیان میں حائل ہو کر کہنے لگا کہ آپ ان کے سوال کا جواب دیں امام صاحب فرماتے ہیں: میں نے معتصم باللہ سے پوچھا آپ اللہ کے علم کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں وہ خاموش رہا تو میں نے عبدالرحمٰن کو مخاطب کیا اور کہا کہ قرآن پاک اللہ کا علم ہے اور جو شخص اللہ کے علم کو مخلوق سمجھتا ہے وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتا ہے میری اس دلیل سے عبدالرحمٰن خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا البتہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے اور امیر المومنین کو برانگیختہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ شخص نہ صرف ہمیں بلکہ آپ کو بھی کافر سمجھتا ہے جبکہ ہم قرآن پاک کو مخلوق سمجھتے ہیں معتصم نے ان کی باتوں کی طرف قطعاً دھیان نہ دیا پھر عبدالرحمٰن نے مجھ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ ایک ایسا وقت تھا اللہ تو موجود تھا لیکن قرآن پاک موجود نہ تھا۔ میں نے جواباً کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا اللہ تو موجود تھا اور اس کا علم موجود نہ تھا یہ بات سن کر وہ حیران رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن آیا اس لئے کہ اگر وہ اس عقیدے کا اظہار کرتا کہ اللہ تو موجود تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کا علم موجود نہ تھا تو کافر ہو جاتا۔

امام صاحب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا علم ازلی ہے۔ ہم اللہ کو اس کی صفات کے ساتھ مانتے ہیں اور اللہ کی صفات غیر محدود ہیں قرآن پاک بھی اس کا علم ہے اور اس کی صفت ہے پس اللہ ہی کو اس کا علم ہے ابتداء بھی اسی سے ہے اور انتہا بھی اسی ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل اس قدر مضبوط تھے کہ انہیں سوائے خاموش رہنے کے کوئی چارہ نہ تھا امام صاحب نے جب دیکھا کہ ان کے ترکش میں کوئی تیر نہیں ہے تو امیر المومنین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر یہ لوگ میرے سامنے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کوئی دلیل پیش کریں گے تو اسے تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں۔

اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے ابن ابی داؤد نے طنزاً کہا کیا آپ تمام باتیں کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش کرتے ہیں جو ہم پر پابندی عائد کر رہے ہیں۔ امام صاحب نے بلا جھجک زور دے کر کہا کہ ہاں میں صرف کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی دلائل پیش کرتا ہوں اور تو اے ابن ابی داؤد! کتاب اللہ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی من مانی تاویل کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور جو شخص ان کو تسلیم نہیں کرتا ان پر گمراہ ہونے کے فتوے لگاتا ہے، اذیتیں پہنچاتا ہے جیل خانے میں بند کر دیتا ہے، تختہ دار پر لٹکانے سے گریز نہیں کرتا۔ میری اس گفتگو پر وہ گھبرا گیا اور امیر المومنین سے مخاطب ہو کر التجا کی کہ آپ اس شخص کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آئیں یہ تو گمراہ اور بدعتی انسان ہے لوگوں کو گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے لہٰذا اس سے بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے کہ آپ اپنی مملکت کے قاضیوں اور فقیہوں کو اکٹھا کریں اور ان سے استفسار کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مناظرہ:

ابن ابی داؤد کی تجویز پر عمل ہو چکا تھا مملکتِ معتصم کے قاضی اور فقہاء براجمان تھے ان کو اس مسئلہ پر رائے زنی کا حکم دیا گیا ان سب نے بیک آواز کہا کہ یہ شخص جو قرآن پاک کو غیر مخلوق مانتا ہے سراسر گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہی کی جانب دھکیل رہا ہے۔ جب بھری مجلس میں انہوں نے یہ غلط باتیں کہیں امام صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا میں نے گرجدار آواز کے ساتھ ان کی فسوں کاری کا طلسم توڑتے ہوئے انہیں خاموش کرا دیا اور وہ میرے دلائل سنتے رہے ان میں سے عبدالرحمٰن بن اسحاق نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں یہ آیت پیش کی...... مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ (انبیاء:۲) اور کہا اگر ذکر سے مراد قرآن پاک ہے تو ذکر محدث یقیناً مخلوق ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ محدث غیر مخلوق نہیں کہلا سکتا۔

میں نے اس کا مغالطہ دور کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی کہ ارشاد خداوندی ہے (ص والقرآن ذی الذکر) کہ قرآن پاک کو الذکر الف لام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور جب اس پر الف لام نہ ہو تو اس کا اطلاق صرف قرآن پاک پر نہیں ہوتا عام ہوتا ہے اور آپ نے جو دلیل پیش کی ہے اس میں ذکر کا لفظ الف لام سے خالی ہے پس اس سے قرآن پاک مراد لینا صحیح نہیں۔

مجلس میں ابن سماعہ بھی موجود تھا وہ میری دلیل نہ سن سکا تھا اس نے دریافت کیا کہ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے؟ اس کے قریب والوں نے اس کو میرے اس جواب سے مطلع کیا تو وہ خاموش ہوگیا البتہ حاضرین میں سے ایک شخص سے رہا نہ گیا اس نے میری دلیل اور حاضر جوابی پر مسرت کا اظہار کیا اور خراج تحسین پیش کیا لیکن ابن ابی داؤد خشونت بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا اور غصہ سے تھر تھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کانپ رہا تھا اس لئے کہ وہ میرے دلائل کا جواب دینے کی سکت نہیں پا رہا تھا اسی اثناء میں ابن عرعرہ نامی آدمی نے ایک حدیث پیش کی...... اِنَّ اللہَ خَلَقَ الذِّکْرَ......جس میں اس نے بیان کیا کہ الذکر الف لام کے ساتھ ہے اور اللہ نے اس کو پیدا کیا اور قرآن پاک کو مخلوق ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

میں نے حاضرین کو متوجہ کیا اور اس کی غلط بیانی سے آگاہ کیا اور بتایا کہ حدیث کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے اور اس کے متعدد طرق ہیں جن میں اِنَّ اللہ کَتَبَ الذِّکْرَ کے الفاظ ہیں یعنی خلق کا لفظ غلط ہے اور صحیح لفظ کَتَبَ ہے جس سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

میں مطمئن تھا کہ اب ان کے لئے خاموشی کے سوا کچھ چارہ کار نہیں چنانچہ میں نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی تو مجھے محسوس ہوا کہ اگرچہ یہ لوگ میرے دلائل سے عاجز ہیں تاہم یہ مجھے برداشت نہیں کر رہے ان کی خواہش ہے کہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے صرف ایک شخص جس کا نام ابو اسحاق تھا اس کا انداز میرے ساتھ مشفقانہ تھا اگر وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتا تو میرا قتل ہونا یقینی تھا۔

ابن ابی داؤد کی مخالفت جاری رہی چنانچہ امیر المومنین نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ سے متاثر ہو کر کہا اے احمد! آپ کے مسئلے نے مجھے سخت پریشان کر رکھا ہے۔ مجھے رات بھر نیند نہیں آتی اگر مجھ سے پہلے حکمرانوں نے آپ کو گرفتار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی بھی اس قسم کی جرات نہ کرتا اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ کا مسئلہ کسی طور پر حل ہو جاتا ہے تو میں کبھی کسی کو اس قسم کے مسائل کی وجہ سے گرفتار نہیں کروں گا پھر ان کی جلالت علمی پر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یوں مخاطب ہوئے اے احمد! افسوس ہے کہ آپ علمی لحاظ سے تو اونچے مقام پر فائز ہیں لیکن خلق قرآن کے مسئلہ میں کیوں اس قدر بہک گئے اور جمہور علماء کی رائے کی مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ شجاعت و ہمت کے اس پیکر خاکی کو زنداں کی طرف پھر منتقل کر دیا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مناظرہ

راہ خبیب رضی اللہ عنہ کا یہ راہی راہ پر خار پر دیوانہ وار بڑھتا چلا جا رہا تھا اور مصائبِ زنداں کو زینت ایمان سمجھ کر برداشت کر رہا تھا کہ ایک دن ابن ابی داؤد، شعیب، برغوث اور ان کے ہمنوا، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور دلائل سے امام صاحب کو خاموش کرانا چاہا لیکن "وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے" امام صاحب نے ان سب مخالفین کو منہ توڑ جواب دیئے کہ وہ حیران و پریشاں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے چنانچہ باطل نے ایک بار پھر اپنے ازلی حربے استعمال کرنے کا اعلان کیا ابن ابی داؤد نے کہا کہ اے احمد! امیر المومنین نے آج قسم اٹھا کر کہا ہے کہ تجھے شدید قسم کی اذیتیں دی جائیں اور سخت تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دیا جائے اور کوڑے برسائے جائیں امام صاحب فرماتے ہیں میں نے کہا اس سے پہلے کہ مجھ پر کوڑے برسائے جائیں ایک کھلی مجلس میں مجھے اپنا موقف بیان کرنے کی اجازت دی جائے چنانچہ مجھے حسب خواہش میدان مناظرہ میں لایا گیا۔لیکن اس سے پہلے کہ میں جیل خانہ سے چلتا میری شلوار ازار بند کے بغیر تھی اس لئے میں نے کسی واقف انسان سے ازار بند طلب کیا تاکہ پیدل چلتے ہوئے راستہ میں شلوار کھل کر نیچے نہ گر جائے۔مجلس میں لوگوں کا ہجوم تھا۔امیر المومنین کے قریب ابن ابی داؤد اپنے رفقا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے اعلان کیا کہ اس شخص سے مناظرہ کرو شاید یہ اپنا موقف چھوڑ دے ابھی سلسلہ کلام شروع ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے کہا کس طرح اللہ کے قرآن کو مخلوق قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ (الاعراف:۵۴)

"خبردار اسی کیلئے ہی پیدا کرنا اور حکم دینا ہے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ خلق اور امر میں فرق ہے اللہ پاک کے علاوہ اگرچہ تمام کائنات مخلوق ہے لیکن قرآن پاک مخلوق نہیں وہ اللہ کا کلام اور اس کا امر ہے۔

میری دلیل پر نقض پیش کرتے ہوئے شعیب نے کہا قرآن پاک میں ہے ''اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا'' پس جب قرآن مجعول ہے تو ہر مجعول چیز مخلوق ہے لہٰذا قرآن پاک بھی مخلوق ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ شخص زبان کے استعمالات سے کماحقہ واقف نہیں چنانچہ لفظ جعل کا حقیقی مفہوم واضح کرتے ہوئے میں نے آیات پیش کرنا شروع کیں ''فجعلهم جذاذا (اس نے بتوں کو پاش پاش کر دیا) اور فجعلهم كعصف ماكول (اس نے ان کو چبائے ہوئے بھوسہ کی مانند کر دیا) اور دریافت کیا کہ جب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اصحاب الفیل کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا تو کیا یہاں ان کے مخلوق ہونے کی صورت موجود ہے؟ جواب نفی میں تھا معلوم ہوا ہر مجعول کو مخلوق قرار دینا صحیح نہیں بلکہ جعل مفہوم کے لحاظ سے کہیں قدیم ہے میری وضاحت کے سامنے وہ خاموش ہو رہا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

پھر اس نے یہ آیت پڑھی:

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ (یٰسین:۸۲)

''اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

اور اس آیت سے اس نے خلق اور امر کو مترادف قرار دینے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا میں نے دوٹوک جواب دیا اور کہا کہ خلق اور امر میں تغایر ہے دیکھئے قرآن پاک میں ہے اتی امر اللہ ''اللہ کا حکم یعنی عذاب آ ہی گیا'' تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ امر سے مراد اللہ کا کلام اور اس کی استطاعت ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کا امر اور کلام مخلوق نہیں ہیں پس تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم قرآن پاک کی غلط

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تاویلات کرو اس لئے کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا ہے۔ میری ان باتوں کو سنتے ہی وہ سب سٹ پٹا ہو گئے اور میرے کافر ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا پھر انہوں نے مجھ پر دباؤ ڈالتے ہوئے ''ص والقرآن ذی الذکر'' ص قسم ہے قرآن کی جو نصیحت دینے والا ہے۔'' آیت پڑھی اس کے ساتھ ہی دوسری آیت مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث پڑھی اور کہا کہ قرآن کو ذکر محدث کہا گیا ہے اور محدث کا مخلوق ہونا ضروری ہے لہٰذا قرآن پاک مخلوق ہے میں نے کہا دیکھئے پہلے بات تو یہ ہے ص والقرآن ذی الذکر'' میں ذکر معرف بالام ہے جس سے مراد قرآن پاک نہیں میں حیران ہوں کہ ان میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ عربی زبان کے استعمالات سے واقف ہوں اگر تمہارے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے کوئی دلیل موجود ہے تو پیش کرو اور آیت کی صحیح تعبیر پیش کرو ورگرنہ قرآن پاک میں مجادلہ جائز نہیں رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے اَلْمُرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ ''قرآن پاک میں جھگڑنا کفر ہے'' پس میں تو قرآن پاک میں جھگڑنے کو جائز نہیں سمجھتا میرے سامنے قرآن پاک کی تشریح میں احادیث و آثار موجود ہیں ان کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم میرے بارے میں اللہ سے ڈر جاؤ میرا تعلق اللہ کے ساتھ ہے اللہ کی قسم جب کسی چیز کو میں قرآن پاک کی روشنی میں صحیح سمجھتا ہوں اور دلائل کے ساتھ اس کی صداقت میرے سامنے واضح ہو جاتی ہے تو میں مضبوطی کے ساتھ اس کو اختیار کر لیتا ہوں ان باتوں سے امیر المومنین پر سکوت طاری ہو گیا اور شدت میں کمی آ گئی بلکہ اس کی ظاہری کیفیات پتہ دے رہی تھیں کہ اس کے خیالات میں تبدیلی آ چکی ہے اور اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ ابھر آیا ہے۔

جب مصاحبین نے امیر المومنین میں غیر معمولی تبدیلی دیکھی تو انہوں نے اس کو تنہا چھوڑنا مناسب خیال نہ کیا چنانچہ اسحاق اور ابن ابی داؤد اس کے گرد بیٹھے رہے اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میرے خلاف اکساتے رہے انہوں نے زور دے کر کہا کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو آزاد کرنا مصلحت کے خلاف ہے یہ وہ شخص ہے جو آپ سے پہلے دو خلیفوں کی خلافت میں انکار کرتا رہا ہے اس کا وجود سم قاتل ہے عوام الناس اس کی چرب زبانی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے لہٰذا ملک کی سلامتی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کے ساتھ قطعاً نرم برتاؤ نہ کیا جائے۔ حاضرین میں سے ابن ابی داؤد امیر المومنین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا جس شخص پر آپ کا دل نرم ہو چکا ہے یہ گمراہ شخص ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں اس کا جادو عوام پر نہ چل جائے اور وہ بھی اس کے ہمنوا نہ بن جائیں۔

اسحاق نے حاضرین پر نظر دوڑائی اور امیر المومنین سے کہا کہ یہ شخص مسلمان نہیں اس کا گمراہ ہونا ظاہر ہے اس کے ساتھ نرم برتاؤ رکھنا ظلم عظیم ہے بلکہ اگر اس کو جیل خانہ سے رہائی ہو گئی تو ایسا غلط اقدام ہو گا جس کی تلافی ممکن نہیں ہو گی کیا آپ بھول گئے ہیں کہ آپ سے پہلے دو خلیفہ اس کی حرکات وسکنات سے کس قدر نالاں تھے۔ وہ ابھی اپنی بات کو ختم نہیں کر پایا تھا کہ تمام معتزلہ کھڑے ہو گئے اور بیک زبان سب نے امام احمد کے کافر ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا اور اس کے وجود کو مملکت اسلامیہ کیلئے ناسور اور امن کیلئے خطرہ قرار دے دیا۔

آتش غضب بھڑک اٹھی:

امیر المومنین تمام باتیں غور سے سنتے رہے لحظہ بلحظہ ان میں تغیر رونما ہوتا رہا آتش غضب بڑھتی رہی چنانچہ ان کا لب ولہجہ تیز ہو گیا اور جو آگ دل میں سلگ رہی تھی بھڑک اٹھی امام صاحب فرماتے ہیں مجھے برا بھلا کہا جانے لگا اور امیر المومنین نے مجھے تنبیہ کرتے ہوئے کہا اگر تم نے اپنا رویہ نہ بدلا تو پھر تجھے کوڑوں کی سزا سے کوئی بچا نہیں سکتا۔

جب مجھے امیر المومنین غیظ وغضب کے لہجہ میں ڈانٹ پلا رہے تھے تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی مجھے محسوس ہوا کہ جب امیر المومنین کا رویہ اتنا سخت ہے تو پھر عوام سے ہمدردی کی توقع رکھنا عبث ہے اور اس مجلس میں اپنے موقف کو کھلے لفظوں میں بیان کرنا ضروری ہے اس لئے کہ یہ حق کو دھمکیوں اور تشدد سے روکنا چاہتے تھے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ با آواز بلند ان سے مخاطب ہوئے اور کہا یاد رکھو! قرآن پاک اللہ کا علم ہے اور جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کا علم مخلوق ہے وہ کافر ہے۔

حاضرین نے امیر المومنین کو مشتعل کرتے ہوئے کہا کہ یہ انسان صرف ہمیں ہی کافر نہیں کہتا بلکہ تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ یہ آپ کو بھی کافر کہتا ہے۔

حاضرین کے اکسانے پر امیر المومنین ابن ابی داؤد اور اس کے رفقاء کو لے کر تنہائی میں امام صاحب سے ملے اور امیر المومنین نے محبت بھرے انداز میں کہا: احمد مجھے تم سے محبت ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی قسم کی کوئی اذیت پہنچے اور میں جس طرح اپنے بیٹے ہارون پر شفقت کرتا ہوں بالکل اسی طرح آپ پر بھی شفیق ہوں آپ کیوں مفت میں اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں کس قدر خوشی ہوگی اگر آپ ہماری بات تسلیم کرلیں۔

راہ حق کو چھوڑنے کیلئے یہ الفاظ ان سے کہے جا رہے تھے جو امام حدیث تھے اور رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے جن کا مقصد ہی یہ تھا کہ۔

مجھ کو رہا ہے فن خوشامد سے احتراز
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کا خوگر نہیں ہوں میں

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا "اے امیر المومنین آپ مجھے کفر کی دعوت دے رہے ہیں؟ میرے لئے ممکن نہیں کہ میں آپ کی دعوت قبول کرلوں ہاں! اگر آپ کے موقف پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کوئی دلیل موجود ہے تو پیش کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس کوئی دلیل ہوتی تو پیش کرتے ان کی جانب سے بس یہی جواب تھا احمد! اللہ آپ پر لعنت کرے کاش میں تجھے نہ پہچانتا ہوتا۔

حسن ایماں بڑھتا ہے کہ سزا بڑھنے دو

حکم تھا کہ مجرم کو ٹکٹکی پر کھینچ کر باندھ دیا جائے اس خوفناک منظر کا مشاہدہ کرنے کیلئے عوام الناس کثیر تعداد میں موجود تھے خلیفہ معتصم اور اس کے اعوان و انصار اپنی اپنی مسندوں پر براجمان تھے امام احمد کے پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں ان کو خوفزدہ کرنے کیلئے تلواریں نیاموں سے باہر چمک رہی ہیں۔

امیر المومنین کا حکم نامہ سن کر امام احمد کو ٹکٹکی کی طرف لے جایا گیا شاہی فرمان کے مطابق بدن سے قمیص اتاری گئی قمیص میں گرہ دیکھ کر انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے بال ہیں ابن الفضل بن ربیع نے مجھے ان کا عطیہ دیا تھا جب ٹکٹکی پر باندھا گیا تو امام صاحب نے امیر المومنین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یاد رکھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں البتہ تین جرم ایسے ہیں جن کی وجہ سے خون حلال ہو جاتا ہے نیز آپ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑائی جاری رکھوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں جب وہ ایک اللہ کے معبود ہونے کا اقرار کرلیں گے تو ان کے خون اور مال محفوظ ہو جائیں گے۔''

ان احادیث کی روشنی میں مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ میرے خون کو کیوں حلال سمجھا جا رہا ہے اے امیر المومنین! یاد رکھ جس طرح آج میں تیری کچہری میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اسی طرح ایک دن تجھے بھی اللہ کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اے امیر المومنین! اللہ کے جلال سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے۔

ان الفاظ سے امیر المومنین بہت متاثر ہوئے ابن ابی داؤد بھی جان گیا کہ امیر المومنین پر ان باتوں کا خاص اثر ہے اس لئے اس نے ان اثرات کو زائل کرنے کیلئے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے امیر المومنین: آپ ایک کافر گمراہ انسان کی باتوں سے متاثر ہو رہے ہیں پھر تمام آوازیں آہستہ آہستہ بلند ہونا شروع ہو گئیں کہ یہ کافر ہے۔ چنانچہ امام صاحب کو ٹکٹکی پر باندھ دیا گیا اور امیر المومنین ایک کرسی پر بیٹھ گئے ابن ابی داؤد اور اس کے رفقاء ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ ان کی ننگی کمر پر ہر جلاد، دور سے آتا اور پوری قوت سے کوڑے برساتا لیکن وہ ہمت و عزیمت کے پیکر اسے برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بار بار بے ہوش ہوئے جب بھی ہوش آیا امیر المومنین کہتے احمد میری بات مان لو اب بھی وقت ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا اے احمد تیرے رفقا یحییٰ وغیرہ بھی امیر المومنین کی موافقت اختیار کر چکے ہیں لیکن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اپنا موقف چھوڑنے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔[1]

کوڑوں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا آپ کوڑے کی پہلی ضرب پر اللہ اکبر دوسری پر القرآن کلام اللہ اور تیسری پر غیر مخلوق کا اعلان کرتے اس کے بعد ہر ضرب پر القرآن غیر مخلوق کی صدا بلند کرتے کرتے بے ہوش ہو جاتے اور جب ہوش آتا تو اسی جملہ کا اعادہ فرماتے۔

ایک بیان کے مطابق احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پیٹھ پر روزانہ دو سو کوڑ مارے جاتے ایک قیدی جس کا نام ابوالہیثم تھا امام صاحب پر برسائے جانے والے کوڑوں کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا اس کا بیان ہے کہ جس قوت سے امام صاحب پر کوڑے برسائے جاتے میں نے کبھی کسی پر اتنی قوت سے کوڑے لگتے نہیں دیکھے

---

[1] المحسن لمحمد بن احمد: ۱/۴۵۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ امام صاحب کے جسد عنصری سے روح پرواز کر جائے گی نہایت سفاکی اور بے رحمی کے ساتھ جلاد ان پر ہر طرف سے کوڑوں کی بارش کرتے اور جب امام صاحب کو زخم ہو جاتا تو ایک آلے کے ساتھ زخم ماپتے کہ کتنا گہرا ہے میں نے دیکھا کہ ایک بار کوڑا ان کے کان پر لگا جس سے کان پھٹ گیا۔ اسی طرح متعدد بار ان کے چہرے پر زخم آئے بسا اوقات وہ کوڑوں کی تاب نہ لا کر جھک جاتے تو شقی القلب جلاد برابر کہتے سیدھے کھڑے رہو۔

خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ امیر المومنین کے حکم سے جب مجھ پر کوڑے مارے جا رہے تھے تو میں اذیت کی شدت سے کئی بار بے ہوش ہوا جب بے ہوش ہو جاتا تو جلاد کوڑے لگانے سے رک جاتے اور جب حواس قائم ہو جاتے تو پھر کوڑے لگنے شروع ہو جاتے میری مخالفت میں جو شخص سب سے زیادہ پیش پیش تھا وہ ابن ابی داؤد تھا یہ شخص بار بار امیر المومنین کے پاس جاتا اور اسے اکساتا رہتا لیکن امیر المومنین کا دربان ابن دنقش برابر اس کوشش میں مصروف رہا کہ میں امیر المومنین کی بات تسلیم کر لوں اس سلسلہ میں اس نے عزت و اکرام اور تحائف کے ساتھ نوازنے کی ترغیب دے کر بھی قائل کرنا چاہا لیکن میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں جادۂ مستقیم سے ہٹ کر ضلالت و گمراہی کے عمیق گڑھے میں گر جاتا جب وہ ناامید ہو گیا تو وہ بھی دیگر مخالفین کی طرح سختی کرنیوالوں کی فہرست میں شامل ہو گیا اور امیر المومنین کو میری مخالفت میں اس قدر تیار کر لیا کہ جب مجھ پر کوڑے برسائے جا رہے تھے وہ دھوپ میں کرسی پر بیٹھا تھا میں نے محسوس کیا کہ وہ کبھی کبھی مجھ پر مار پیٹ کے منظر سے رنجیدہ ہو جاتا ہے اور ابی داؤد سے کہتا مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس شخص پر ہمارا تشدد ناجائز ہے لیکن وہ جواب میں کہتا اے امیر المومنین اللہ کی قسم یہ تو مشرک اور کافر ہے۔ متعدد بار شرک کے افعال کا مرتکب ہو چکا ہے اس لئے یہ شخص کسی نرمی کا مستحق نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جب میں ہوش میں آیا تو مجھے جیل سے رہائی کا حکم ملا چنانچہ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں اتار لی گئیں اگرچہ ابن ابی داؤد کا بار بار یہی اصرار تھا کہ یہ شخص سزا یافتہ ہے اس کو جیل میں بند رکھنا ضروری ہے اگر اسے رہائی حاصل ہو گئی تو یہ شخص امت مسلمہ کو گمراہ کر دے گا لیکن امیر المومنین نے اس کی بات تسلیم نہ کرتے ہوئے رہائی کا حکم دے دیا۔

جیل سے روانگی:

امام صاحب تمام دن اسحاق بن ابراہیم کے گھر فروکش رہے غروب آفتاب کے وقت جب وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو مشائخ اور عوام الناس کے علاوہ خود امیر المومنین بھی الوداع کہنے والوں میں موجود تھے اسحاق بن ابراہیم کی خاص سواری پر انہیں بٹھایا گیا اور خود امیر المومنین بھی ساتھ ساتھ ان کے گھر تک گئے جب وہ اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے تو وہاں بھی لوگ ان کے استقبال کیلئے کھڑے تھے امام صاحب متواضعانہ حالت میں گلی کے دروازے سے مکان میں داخل ہوئے سواری پر ان کے بیٹھنے کا انداز پتہ دے رہا تھا کہ ان کے جسم کا ہر عضو متاثر ہے اور وہ سواری پر آرام سے بیٹھنے کی سکت نہیں رکھتے سواری سے اتارنے والوں کا بیان ہے کہ جب ہم نے انہیں پکڑ کر اتارنا چاہا تو ہمارا ہاتھ جب ان کے جسم کے اس حصہ کو لگتا جہاں کوڑے لگتے رہے تو وہ سخت درد محسوس کرتے اور ان کی چیخ نکل جاتی اور ہم اپنا ہاتھ اٹھا لیتے بالآخر وہ خود ہم پر سہارا کر کے نیچے اترے کمر چونکہ زخمی تھی اس لئے چہرے کے بل لیٹ گئے سخت درد کی وجہ سے پہلو بدلنے میں وہ سخت تکلیف محسوس کرتے تھے ان کے حکم کے مطابق مکان کا دروازہ بند کر دیا گیا اور شاہی فاخرانہ لباس فروخت کر کے اس کی حاصل کردہ رقم کو صدقہ کر دیا گیا۔

جسم کا جو حصہ کوڑوں کی شدت ضرب سے بے حس ہو چکا تھا اس کو چھری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے کاٹ کر پھینک دیا گیا البتہ ان کی کمر کا زخم مندمل نہیں ہو رہا تھا جب بھی اس سے خون بہنے لگتا تو حجام کی وساطت سے خون نکالا جاتا اس سے انہیں تسکین حاصل ہوتی اور ان کے وضو غسل کیلئے گرم پانی کا انتظام کیا جاتا۔

ان حالات نے امیر المومنین کو سخت آزردہ کر دیا تھا اور انہیں یہ غم ہر وقت ستائے رکھتا تھا کہ کیوں اس نے امام احمد کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا اب وہ چاہتا تھا کہ جس قدر ممکن ہو ان کے آرام کا خیال رکھا جائے چنانچہ اسحاق بن ابراہیم کی ذمہ داری تھی کہ وہ لحظہ بلحظہ امام صاحب کے حالات سے اسے مطلع کرتا رہے۔ یہاں تک کہ امام صاحب کے زخم مندمل ہو گئے وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے البتہ ان کا ہاتھ اور دونوں انگوٹھے ابھی تک کام نہیں کرتے تھے۔ اور وہ گرفت کی طاقت سے عاری تھے۔

انتقال کے بعد امام احمد کی کمر کھول کر دیکھی گئی تو وہ کوڑوں کی ضرب سے بالکل سیاہ ہو چکی تھی۔ مگر اس کو استقامت کی پذیرائی یوں ہوئی کہ نماز جنازہ میں ساٹھ لاکھ مرد شریک ہوئے۔

معارف الاسلامیہ کے مطابق جنازہ کو دیکھ کر دس ہزار یہودی، عیسائی، مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بعد مسئلہ خلق قرآن ہمیشہ کیلئے ختم ہو کر رہ گیا۔[1]

خلیفہ متوکل کے دور میں قرآن کو مخلوق کہنے والے گروہ کے سرغنہ وزیر محمد بن عبدالملک کو گرفتار کر کے کال کوٹھری میں بند کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ ۲۳۳ھ میں فوت ہو گیا اس کی وفات کے سینتالیس دن بعد احمد بن ابی داؤد پر فالج کا حملہ ہوا تو قضا کے منصب پر اس کے بیٹے ابو الولید محمد کو متمکن کیا گیا لیکن اس کے رہنے کا

[1] حلیۃ الاولیاء للحافظ الاصفہانی: ۵/ ۱۸۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طور طریقہ پسندیدہ نہ تھا یہی وجہ تھی کہ اس کے مداحوں کی تعداد نہایت کم تھی۔ اس کے حق میں ناسازگاری حالات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ متوکل کی نظروں میں احمد بن ابی داؤد اور اس کے بیٹے کی کچھ حیثیت باقی نہ رہی اس کی تمام غیر منقولہ جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی گئی ۲۳۹ھ میں اس کی تجوریوں سے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور جواہرات جن کی مالیت چالیس ہزار دینار تھی چھین لئے گئے اور اس کو بغداد کی جانب روانہ کر دیا گیا منصب قضا پر یحییٰ بن اکثم کو بٹھا دیا گیا جو اہل سنت علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین میں سے ابو العروق جو انہیں کوڑے لگاتا رہا اس کے بارے میں امام ابن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا وہ پینتالیس روز تک کتوں کی طرح بھونکتا رہا۔[1]

[1] المنہج الاحمد لابی الیمن العلیمی: ۱/ ۳۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

اس کا ہاتھ محض قلم پر ہی نہ جما رہا بلکہ تلوار کے دستہ تک بھی پہنچا اور اپنے ساتھ ہزاروں ہاتھوں میں جنبش پیدا کرتا چلا گیا۔ اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ صرف حجرہ کی دیواروں سے ہی نہیں ٹکراتے رہے بلکہ آندھی اور طوفان بن کے عقائد باطلہ کو اور ان کا پرچار کرنے والوں کو بہاتے ہوئے لے گئے............

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت کا سیل رواں ازل سے انجانی منزلوں کی جانب گامزن ہے وقت کی سطح آب پہ کبھی جمود کی کیفیت طاری نہیں ہوئی یہ مسلسل حرکت میں ہے لیکن تاریخ کا سینہ بھی عجیب ہے وہ اس سطح پہ رونما ہونے والے واقعات کو سینہ میں منقش کرتا رہتا ہے۔ یہی وقت کا دھارا بہتے ہوئے ساتویں صدی ہجری تک آ پہنچا تھا۔ یہ بڑا نازک دور تھا۔ دمشق کے اطراف و اکناف میں ان خونخوار بھیڑیوں کے حملے جاری تھے جنہیں لوگ تاتاریوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی عام آبادی بزدلی اور سست روی کا شکار تھی اور تاتاریوں کا ایک مختصر سا گروہ ان کی بڑی بڑی آبادیوں کو تہس نہس کر دیتا تھا۔

انہی حالات میں ایک درویش عالم دین اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف تھا وہ مدرسہ میں درس دیتا اور تحقیق و تدقیق کے جوہر دکھاتا مسجد میں وعظ وارشاد کی محفلیں برپا کر کے سننے والوں کے قلوب میں سوز و گداز کی کیفیت پیدا کرتا تھا۔ وعظ وارشاد کی مجلس میں اس کا بیان آب کوثر کی طرح پاک وصاف ہوتا اور پھر وہ لوگوں کے سامنے وہی دین پیش کرتا تھا جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

وہ انہی کاموں میں مصروف تھا کہ ۶۹۹ھ میں تاتاریوں نے شام پر دھاوا بول دیا اور ناصر بن قلادون والئ مصر کے لشکر کو شکست دے دی اس شکست نے سب کے حواس پراگندہ کر دیئے اور بھگدڑ مچ گئی نوشتہ تقدیر بہر حال پورا ہونا تھا مصر و شام کے لشکر نے ہزیمت کھائی سپاہی میدان جنگ سے فرار ہو کر مصر کی طرف بھاگ گئے تاتاریوں کا لشکر گراں دمشق کے دروازوں پر پہنچ گیا اور یہاں کے لوگ موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے علماء اور اکابر نے بھی فرار پر قرار کیا اعیان و امرا کو بھی بھاگتے بنی حالت یہ ہو گئی کہ شہر تمام بڑے آدمیوں سے خالی ہو گیا نہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی حاکم تھا کہ نظم و انتظام اور امن و امان بحال رکھتا اور نہ ہی وعظ و تذکیر اور پندوارشاد کا کوئی سلسلہ جاری رہا تھا جس سے حوصلے بلند ہوتے اور عزائم قائم رہتے۔

ہاں ایک عالم دین تھا جو بے سہارا عوام کے درمیان، استقلال کی پوری شان کے ساتھ موجود تھا نہ وہ بھاگا نہ اس کے قدم اکھڑے اس کا ضمیر اجازت نہیں دیتا تھا کہ عوام کو آشفتہ و پریشاں چھوڑ کر چل دے اور اپنے لئے عافیت و اطمینان کا سہارا پیدا کرلے اس کا دینی احساس اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا یہ وہی درویش تھا جس کا اور جس کی مجلس دین کا اوپر ذکر ہو چکا اور کائنات کے کانوں نے اسے ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ کے نام سے سنا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند درس کو چھوڑ کر مدرسہ کی چار دیواری سے باہر آگئے بچے کھچے اعیانِ شہر کو جمع کیا اور ضبط امور کی صورت نکالی، طے پایا کہ ایک وفد کی صورت میں شاہ تاتار سے ملاقات کی جائے اور اسے آمادہ کیا جائے کہ وہ دمشق میں داخل نہ ہو۔

تاتاریوں کا بادشاہ ان دنوں ہلاکو خان کا پوتا قازان تھا جو مسلمان ہو چکا تھا مگر یہ نام نہاد مسلمان شہر پر قابض ہو کر سخت مظالم ڈھاتے تھے۔ قازان ایک بار پہلے شکست کھا چکا تھا اور اب پچھلی شکست کے سبب جوش انتقام سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اب یہ ارادہ رکھتا تھا کہ شہر میں داخل ہو کر مردوں کو قتل اور عورتوں کو باندیاں بنالے گا۔ اسے اس ارادہ سے باز رکھنے کیلئے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ معزز شہریوں کا ایک وفد لے کر اس کی طرف چل دیئے۔

ایک ایسے موقع پر جبکہ ایک فریق فاتح اور دوسرا مفتوح ہو فاتح کے ہاتھوں میں بے بس و لاچار مفتوح فریق کے نمائندے سے یہی آرزو کی جاسکتی ہے کہ وہ عاجزی اور ذلت کے ساتھ فاتح کے حضور عرض پرداز ہوگا کہ بندگانِ درِدولت پر نگاہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عفو کرم کی جائے۔ دیکھئے آج کیا صورتحال پیش آتی ہے۔ قازان نے وفد کو باریابی کی اجازت دی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وفد کے ہمراہ اندر داخل ہوئے شاہ قازان اور لشکر کے دوسرے سردار براجمان تھے قازان کے چہرے پر خشونت اور تلخی کے آثار نمایاں تھے قازان کی اپنی ہیبت اور اس کے مصاحبین خاص کے وحشت ناک چہرے اور کمرے میں پھیلا ہوا سکوت یہ تمام چیزیں مل کر ماحول کو مزید دہشت ناک بنا رہے ہیں۔

ادھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ نہ ان کے پاس تلوار ہے نہ خنجر لیکن ایمان و تقویٰ کے اسلحہ سے مسلح ہیں جلال چہرے سے ٹپک رہا ہے اس وفد کے شرکاء میں ایک شخص اپنا آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان کرتا ہے:

"امام صاحب مہر سکوت کو توڑتے ہوئے بغیر القاب و آداب کے یوں مخاطب ہوئے اے قازان ہم تمہارے پاس آئے ہیں ہم نے سنا ہے کہ تم مسلمانوں میں سے مردوں کو قتل اور عورتوں کو باندیاں بنانے کا ارادہ رکھتے ہو پھر امام صاحب نے قرانی آیات کی تلاوت اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان عدل و انصاف کے موضوع پر شروع کر دیا اور فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کرنے اور بندگانِ خدا کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا حکم دیا ہے اور تم نے ظلم و جبر اور جور و ستم کو اپنا شعارِ حیات بنا رکھا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز بتدریج بلند ہوتے ہوئے پورے کمرے میں گونجنے لگی اور وہ جوش کے عالم میں سلطان کے قریب پہنچتے جا رہے تھے وہ قازان کے اتنے قریب ہو گئے کہ ان کے گھٹنے اس کے گھٹنوں سے چھونے لگے۔"

اور کیفیت یہ تھی کہ سلطان ہمہ تن گوش ان کی باتیں سن رہا تھا حیرت مجسم بنا ان کی طرف دیکھ رہا تھا اور چپ چاپ دم سادھے بیٹھا تھا اس کے دل میں امام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی دہشت بیٹھ گئی اس کی تندخوئی اور درشت مزاجی کافور ہو چکی تھی۔ آخر اس سے رہا نہ گیا پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟...... میں نے آج تک اس جگرے کا آدمی نہیں دیکھا نہ کسی کی بات یوں تیر کی طرح میرے دل پر بیٹھی نہ کسی کے سامنے میں نے اپنے آپ کو اتنا بے بس پایا۔

وفد کے رکن قاضی القضاۃ ابوالعباس نے کہا یہ شیخ الاسلام تقی الدین احمد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں امام اہل السنہ علم وفضل میں پورے بلاد اسلام میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمان کی وساطت سے سلطانِ تاتار، قازان سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

> "اے قازان! تیرا دعویٰ ہے کہ تو مسلمان ہے تیرے ساتھ قاضی صاحب بھی ہیں شیخ بھی اور اذان دینے والے موذن بھی جو خدائے واحد کے نام پر لوگوں کو بلاتے اور پکارتے ہیں تیرے باپ دادا کافر تھے لیکن وہ کردار وسیرت میں تجھ سے اونچے تھے جو کچھ تو نے مسلمان ہو کر کیا ہے وہ انہوں نے کافر ہو کر بھی نہیں کیا تھا تو نے پیمان وفا باندھا اور اسے توڑ دیا جو بول تیرے منہ سے نکلے وہ شرمندہ عمل نہ ہوئے۔"

امام صاحب تقریر کر رہے تھے اور وفد کے ارکان دل ہی دل میں ہراساں تھے اور کبھی کبھی کنکھیوں سے دیکھ لیتے کہ کہیں ان کے سر پر تلواریں تو نہیں لٹک رہیں اور جب وہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بے دھڑک گفتگو کو سنتے تو دل میں سوچتے کہ وہ اس مجلس سے زندہ وسلامت نہ جا سکیں گے لیکن قازان سر جھکائے چپ چاپ بے حس وحرکت بیٹھا تھا ایک مردِ حق کی بے باکی نے قازان سے جبر وقہر کی ساری قوتیں چھین لی تھیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قازان اس وعظ سے اتنا متاثر ہوا کہ بے اختیار پکار اٹھا میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ وہ سلوک نہیں کروں گا جو کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے جو مسلمان اس کی قید میں تھے ان کی اکثریت کو چھوڑنے کا حکم دے دیا۔

اعلانِ حق ہے تو سر دار سہی:

سلطان وفقیر کی یہ ملاقات اختتام کو پہنچی ہی تھی کہ سلطانِ تاتار کے دربار میں کھانا چن دیا گیا وفد کے ممبران اور دوسرے لوگوں نے کھانا کھا لیا لیکن امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ہاتھ روک لیا پوچھا گیا:

''آپ کیوں نہیں تناول فرماتے؟''

ارشاد فرمایا:

اے سلطان! میں تیرا کھانا کس طرح کھا سکتا ہوں یہ کھانا وہی تو ہے جو لوگوں کو لوٹ کر تیار کیا گیا ہے یہ جو کچھ پکا ہوا سامنے موجود ہے یہ انہی درختوں کی ٹہنیوں پر پکایا گیا ہے جو لوگوں کی ملکیت تھے۔ قازان نے سر جھکا لیا پھر امام صاحب سے دعا کی استدعا کی امام صاحب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

''اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ قازان نے اس لئے تلوار میان سے نکالی ہے کہ تیرا کلمہ بلند ہو اور تیرے راستہ میں جہاد کرے تو پھر اس کی مدد کرنا اسے اپنی نصرت سے نوازنا لیکن اگر یہ جنگ دنیا داری اور بادشاہت کیلئے ہے اور یہ توسیع مملکت کیلئے برسر پیکار ہے تو پھر اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دے اسے تباہی سے ایسا دوچار کرنا کہ اس کا نقش تک مٹ جائے۔''

یہ دعا سن کر ممبرانِ وفد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے انہیں اس بات کا پختہ یقین ہو گیا کہ اب امام صاحب قتل کر دیئے جائیں گے ان کی گردن اڑا دی جائے گی اور انکے خون کے چھینٹے ہمارے لباس پر پڑیں گے انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹنے شروع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے۔ مگر حالت یہ تھی کہ امام صاحب کی دعا پر قازان کے منہ سے بے ساختہ آمین آمین نکل رہا تھا۔

امام صاحب یہ دعا کر کے دربار سلطانی سے اٹھ کر باہر آگئے باہر نکل کر وفد کے اراکین غصے سے یوں گویا ہوئے "حضرت قسمت اچھی تھی کہ زندہ سلامت لوٹ آئے ہو ورنہ اپنے ساتھ ہمیں بھی قتل کروا دیتے بس سدھاریئے ہم آپ کے ساتھ نہیں جاتے امام صاحب نے فرمایا:

"میں خود آپ حضرات کے ساتھ جانے کو تیار نہیں جایئے تشریف لے جائیں غیر اللہ سے وہی شخص ڈرتا ہے جس کے دل میں کھوٹ ہو۔"

چنانچہ لوگ چل کھڑے ہوئے اور امام صاحب پیچھے رہ گئے امام صاحب کے اس واقعہ کو سن کر شہر کی عورتیں، مرد اور امیر و غریب سب استقبال کیلئے آن موجود ہوئے چنانچہ جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو تین سو عقیدت مندوں کا مجمع ہمرکاب تھا۔

ایک مدت کیلئے دمشق میں تاتاریوں کا داخلہ رک گیا لوگ سکون سے زندگی بسر کرنے لگے خوف و دہشت میں کمی واقع ہوگئی لیکن کچھ عرصہ بعد ہی تاتاری سپاہیوں نے شہر سے باہر کے مقامات پر تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کر دیا کھیت اجاڑ دیئے باغات ویران کر دیئے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سامان زندگی کی غیر معمولی کمی محسوس ہونے لگی تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے انہوں نے مطالبہ کیا کہ دمشق کا شاہی قلعہ جہاں اب تک مصریوں کا عمل دخل تھا ان کے حوالہ کر دیا جائے لیکن امام صاحب کے فرمان کے مطابق حاکم قلعہ نے تاتاریوں کا حکم ماننے سے انکار کر دیا لوگوں پر عجب ہراس اور افراتفری کا عالم طاری تھا اس کے بعد تاتاری دستوں نے دمشق کے ایک مقام صالحیہ میں خون ریزی شروع کر دی بہت سی مسجدیں جلا ڈیں بے تحاشہ مردوں اور عورتوں کا قتل عام شروع کر دیا اب دمشق کے لوگ محسوس کرنے لگے کہ یہ طوفان بلا خیز اپنی تمام ہلاکت سامانیوں کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دمشق میں نازل ہو کر رہے گا۔

امام صاحب نے ایک بار پھر قازان سے ملنے کا ارادہ کیا لیکن وزیروں نے یہ ملاقات نہ ہونے دی البتہ یہ وعدہ کر لیا گیا کہ تاتاری شہر میں داخل نہیں ہوں گے لیکن یہ وعدہ بھی توڑ دیا گیا تاتاری سپاہ شہر میں گھس آئی اور فتنہ وفساد کا دور دورہ شروع ہو گیا خوب جی بھر کر لوٹ مار کرنے کے بعد تاتاری واپس چلے گئے اس نازک مرحلہ پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور تو کچھ نہ کر سکے مگر اتنا ضرور کیا کہ تاتاریوں کے دست جفا سے بے گناہ اسیروں کو رہا کرالیا اس کے بعد تاتاری شام سے رخصت ہو گئے۔

ایک عرصہ بعد لوگوں کے کانوں میں یہ خبر پڑی کہ تاتاری شام کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اس مرتبہ ان کا ارادہ مصر کو بھی فتح کر لینے کا ہے پہلی مرتبہ کی طرح اس بار بھی دمشق کے باشندے بے سرو سامانی اور سراسیمگی کے عالم میں بھاگنے لگے ماضی میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتاریوں کو کسی حد تک نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کر لیا تھا۔

کیونکہ اس وقت کئی وجوہات سامنے تھیں مثلاً کثرت تعداد اور سازو سامان کے لحاظ سے بھی ان کا پلہ بھاری تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امام صاحب بہر حال انہیں مسلمان خیال کرتے تھے اور ان سے جہاد و قتال کرنا کچھ مناسب نہ سمجھتے تھے لیکن اب صورت حال دوسری تھی ان کی صحیح پوزیشن واضح ہو چکی تھی پہلے اچانک وہ سر پر آ کھڑے ہوئے تھے اس مرتبہ وقت تھا موقع تھا فرصت تھی اور مقابلہ کی تیاری کی جا سکتی تھی چنانچہ انہوں نے عزم کر لیا کہ ان خونخوار وحشیوں سے دوبدو لڑائی کی جائے تلوار سونت کر میدان میں نکل آنے کا وقت آ گیا تھا پھر کیا تھا امام صاحب نے جہاد کی تبلیغ کا آغاز کر دیا اب وہ صرف شیخ طریقت اور عالم تبحر ہی نہ تھے بلکہ مرد مجاہد بھی تھے قائد اور راہنما بھی تھے چنانچہ اب انہوں نے وعظ مجرد سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کام نہیں لیا بلکہ جہاد کی دعوت دی جہاد سے متعلق آیات و احادیث کو بیان کیا جہاد سے منہ موڑنے اور راہ فرار اختیار کرنے کی نہی فرمائی لوگوں کو ترغیب دی کہ بلاد اسلام کی حفاظت کیلئے میدان کارزار میں اترنے کا وقت آ گیا ہے پس لازم ہے کہ اس راہ میں زیادہ سے زیادہ مال و دولت ہر مسلمان صرف کرے۔ امام صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ تاتاریوں سے جہاد کرنا واجب ہے اس لئے کہ جب لڑائی سر پر آ پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے اور جب صلح و سلامتی کا امکان نہ رہے تو پھر تلوار سونت لینی چاہئے امام صاحب کی یہ بات لوگوں نے دل کے کانوں سے سنی پھر سارے شہر میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص بغیر اجازت شہر نہ چھوڑے اس اعلان نے بھگدڑ روک دی لوگوں کی دہشت اور سراسیمگی سکون و طمانیت میں بدل گئی پھر جب یہ بات معلوم ہوئی کہ سلطان ناصر فرمانروائے مصر اپنا لشکر لے کر تاتاریوں کے مقابلہ میں آ رہا ہے تو دمشق کے لوگوں کا حوصلہ اور زیادہ بلند ہو گیا لیکن یہ کیفیت بہت مختصر رہی کیونکہ جلد ہی یہ افواہ پھیل گئی کہ تاتاری لشکر حلب تک پہنچ چکا ہے اور اس کی کامیابی سے حواس باختہ ہو کر ناصر الدین مصر واپس چلا گیا پھر وہی خوف و سناٹے کا ماحول شروع ہو گیا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت ملی پھر جوش میں آئی وہ مدرسہ سے اٹھے اور لشکر میں پہنچے سپاہ شام کو قتال و جہاد پر اکسایا فتح کی بشارت دی اور ایسی گوہر بار اور دل نشین تقریر کی کہ لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا پھر دمشق کے امراء اور نائب السلطنت نے امام سے استدعا کی کہ وہ ڈاک کی سواری پر تشریف لے جائیں اور شاہ مصر کو ادھر آنے پر آمادہ کریں چنانچہ وہ جانب مصر چل دیئے۔

شاہ مصر اپنے لشکر کے ہمراہ مال و زر سے لدا واپس قاہرہ پہنچ چکا تھا لشکر نے کمر کھول دی تھی اور حالات معمول پر آ گئے تھے کہ امام صاحب ایک شیر غاب کی حیثیت سے سلطان کے ہاں پہنچے اور اس کے امراء کو تیاری جنگ پر برانگیختہ کیا اور شاہ مصر کے سامنے کوئی نرم لہجہ روا نہ رکھا بلکہ سختی و درشتی کا انداز تھا ان کی زبان پر جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الفاظ تھے وہ حق کے ترجمان تھے اور انہوں نے دوٹوک الفاظ میں فرمادیا۔

"اگر تم نے اس مصیبت میں شام کا ساتھ نہ دیا اور ان کی امداد و اعانت اور تائید و حمایت سے دامن بچایا تو ہم اپنا کوئی دوسرا فرماں روا منتخب کر لیں گے جو ہماری حفاظت کرے گا اور ہاں کان کھول کر سن لو اگر تم اہل شام کے سلطان و حاکم نہ بھی ہوتے اور وہاں لوگ اس مصیبت میں تم سے امداد کی درخواست کرتے تو بھی ان کی مدد کرنا تم پر واجب تھا پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تم شام کے حاکم اور صاحب امر بنے ہوئے ہو وہاں لوگ تمہاری رعایا ہیں تم ہر طرح ان کے ذمہ دار اور مسئول ہو پھر بھی چپ چاپ بیٹھے ہو؟"

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر سے سلطان مصر اور امراء حکام متاثر ہوئے اور شاہ مصر اپنی فوج لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا ادھر یہ ہوا کہ دمشق سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روانگی کے بعد وہاں کے حالات اور زیادہ نازک ہو گئے دہشت اور خوف کی کارفرمائی ہو گئی جسے جہاں پناہ ملنے کی امید ہوئی اسی طرف چل دیا شکست خوردہ ذہنیت نے فرار کو عام کر دیا تھا اسی اثناء میں ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ شہر کے والی نے منادی کرا دی کہ جو کوئی ذرا بھی استطاعت رکھتا ہے شہر چھوڑ دے اس منادی نے اور زیادہ لوگوں کے چھکے چھڑا دیئے لیکن ابھی والی شہر کے اعلان کی آواز فضا میں گونج رہی تھی کہ امام صاحب مصر سے واپس تشریف لے آئے ان کے آتے ہی دل ٹھہر گئے اور گھبراہٹ دور ہو گئی کیونکہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود لوگوں کیلئے طمانیت کا باعث بن چکا تھا اب وہی لوگ جو بھاگنے کیلئے تیار تھے ہمت و حوصلہ نے ان کے قدم تھام لئے اور وہ شاہ مصر کی افواج کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ابھی مصر کا لشکر پہنچا بھی نہ تھا معلوم ہوا کہ تاتاری شام پر حملے کا ارادہ ملتوی کر کے کم از کم اس سال کیلئے واپس چلے گئے ان کے یوں چلے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ انہیں اندازہ ہو گیا تھا اس مرتبہ اہل شام بھی مرنے مارنے کو تیار بیٹھے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کفن سر سے باندھ کر میدانِ جہاد میں اتر آنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اس اطلاع نے تاتاریوں کی ہمت پست کر دی اور ان کو واپسی میں ہی عافیت نظر آئی اور حقیقت یہ ہے کہ تاتاری اتنے شجاع اور دلیر نہیں تھے جس قدر ان کی وحشت اور خوں آشامی نے لوگوں میں دہشت پھیلا رکھی تھی جب بھی مسلمانوں نے استقلال و پامردی سے اللہ پر توکل کرتے ہوئے مقابلہ کیا ہے تو دشمن کو منہ کی کھانی پڑی۔

اس واقعہ کے بعد امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر مسند درس سنبھال لی اور علم و معرفت کے اس سرچشمہ سے تشنگان علم اپنی پیاس بجھانے لگے دمشق پر نزول مصائب کے اس دور میں یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو چکی تھی کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صرف بوریہ نشین عالم ہی نہیں صاحبِ سیف مجاہد اور دلیر سپاہی بھی ہیں وہ صرف دولت علم ہی سے مالا مال نہیں دلیری اور شجاعت کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا ہوئی ہے اور وہ ایسی شخصیت کے مالک تھے جو رزم و بزم میں ہر جگہ نمایاں اور ممتاز شان کی مالک تھی۔

تاتاری اپنی ناکامی پر پیچ و تاب کھا رہے تھے انتقام کی آگ کو سرد کرنے کیلئے انہوں نے دوبارہ تیاری شروع کر دی چنانچہ ۷۰۲ھ میں تاتاری اپنا ٹڈی دل لشکر لے کر دمشق تک پہنچ گئے اس عزم کے ساتھ کہ وہ فتح کر کے دم لیں گے انہیں دیکھ کر دمشق کے لوگوں کی جان پر بن گئی لیکن مصر و شام کی متحدہ فوجیں مقابلہ کرنے کا تہیہ کر چکی تھیں افواہ بازوں نے عوام کے قلوب میں دہشت پیدا کرنے کی کوششیں کیں لیکن امام صاحب کے وعظ و دروس نے لوگوں کا حوصلہ بلند رکھا یہ حالات دیکھ کر شکست خوردہ ذہنیت رکھنے والے افواہ بازوں نے ایک دوسرا فتنہ چھوڑ دیا کہ تاتاری بہر حال ہیں تو مسلمان ہی تو ان سے لڑائی اور قتال کرنا درست ہے؟ کیا مسلمان مسلمان سے قتال کر سکتا ہے؟ یہ ایسی احمقانہ باتیں تھیں جیسے تاریوں کے حملہ نے انہیں دفاع پر مجبور نہیں کیا بلکہ مسلمان توسیع مملکت کے جذبہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے خواہ مخواہ تاتاریوں کا قتل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ امام صاحب آگے بڑھے اور اس قضیہ کا یوں فیصلہ فرما دیا:

''یہ تاتاری جو خود کو مسلمان کہتے ہیں ان کی مثال خوارج کی سی ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں پر خروج کیا تھا اور اپنے آپ کو ان دونوں سے بہتر اور برتر سمجھتے تھے یہی حال ان تاتاریوں کا ہے انکا زعم اپنے بارے میں یہ ہے کہ اقامتِ حق کا فریضہ یہ مسلمانوں سے بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں یہ لوگ مسلمانوں پر عیب لگاتے ہیں کہ وہ ظلم و معاصی میں مبتلا ہیں یہ بات اگر سچ بھی ہے تو اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ خود مسلمانوں سے کئی گناہ زیادہ ظلم و معاصی کے خوگر ہیں پھر فرمایا لوگو! یاد رکھو! اگر تم مجھے تاتاریوں کی صف میں اس حالت میں دیکھو کہ قرآنِ کریم میرے سر پر رکھا ہو تو مجھے بھی بلا جھجک قتل کر دینا۔''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان کوششوں نے لوگوں میں حفظ و دفاع کا ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا پھر وہ اس موقع پر صرف گفتار کے غازی ہی ثابت نہ ہوئے بلکہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے اور میدانِ قتال کی طرف جہاد و غزا کے ارادہ سے روانہ ہو گئے بھلا جو شخص اب تک جہاد و قتال کی دعوت میں مصروف تھا عین جنگ کے موقع پر پیٹھ کیسے دکھا جاتا سپاہ میں شامل ہوئے اور مقام صفر کی چراگاہ میں پہنچ گئے یہ رمضان کا مہینہ تھا دونوں فوجیں آمنے سامنے تھیں اس موقع پر جو شخص سب سے زیادہ بے پرواہ نظر آتا تھا وہ امام صاحب تھے میدانِ جنگ میں کودنے سے پہلے سلطان مصر کے پاس گئے اسے جہاد پر اکسایا راہ خدا میں جہاد کرنے کی سپاہِ مصر کو تلقین کی اس لئے کہ انہیں اطلاع ملی تھی سلطان جنگ میں حصہ لئے بغیر واپس چلے جانے کا ارادہ کر رہا ہے سلطان نے یہ باتیں توجہ سے سنیں اور استدعا کی کہ اس معرکہ میں آپ ہمارے ساتھ ساتھ رہیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا فرمایا:

''سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آدمی کو اپنے قومی جھنڈے تلے داد

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شجاعت دینی چاہئے ہمارا تعلق سپاہ شام سے ہے ہم اسی کے پہلو بہ پہلو جنگ وقتال میں حصہ لیں گے۔"

بالآخر جنگ کا آغاز ہوا اور یہ جنگ چار روز تک پوری ہولناکی اور شدت سے جاری رہی امام صاحب بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے رہے صرف وہی نہیں ان کے بھائی بھی موت سے بے پرواہ شہادت کے اشتیاق میں جوہر دکھاتے رہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے کہ جس بازو کو سیل تند کی موجیں بہالے جانے کو ہیں وہیں پہنچ جاتے اور اس جوش وخروش سے حملہ آور ہوتے کہ اکھڑتے قدم جم جاتے چوتھے روز تاتاری بھاگ گئے مصری اور شامی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیا تاتاری اس کثرت سے مارے گئے کہ ہر طرف میدان جنگ ان کی لاشوں سے بھر گیا اس شکست نے تاتاریوں کی کمر ہمت ہمیشہ کیلئے توڑ دی۔

امام صاحب کی رفعت و منزلت میں اضافہ ہوتا رہا لیکن دشمنوں اور حاسدوں کی تعداد بھی بڑھتی رہی فقہاء کی طرف سے مخالفت کا اظہار بھی ہوتا رہا ان کے حسد کا ایک سبب یہ تھا کہ بعض مناصب جن کی خاطر لوگ جان کی بازی لگا دیتے ہیں امام صاحب کا صرف ایک اشارہ چشم کافی ہوتا تھا۔ یہ فقہاء اس بات سے جلتے تھے کہ ان ہی کی جماعت کا ایک فرد انفرادیت کی پوری شان کے ساتھ رفعت اور منزلت کے آستانہ تک پہنچ چکا ہے عوام اس کا منہ تکتے ہیں جو وہ کہتا ہے مانتے ہیں، جس طرف رہنمائی کرتا ہے چل پڑتے ہیں لیکن ان بزرگانِ کرام نے یہ سوچا نہیں کہ کس چیز نے امام صاحب کو بلند کیا اگر وہ امام صاحب کی طرح اپنی سیرت وکردار کو سنوار لیتے تو شاید لوگوں کی عقیدت انہیں بھی مل جاتی۔ یہ حاسدین بار بار حکومت کے ایوان میں پہنچتے اور فریاد وشیون کا سلسلہ شروع کر دیتے لیکن بد قسمتی سے مقابلہ اس سے آن پڑا تھا جو دلیل وبرہان اور کلام وبیان میں ان سے کہیں زیادہ فائق اور برتر تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ فقہاء کی ایک جماعت اور علامہ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے درمیان باقاعدہ ٹھن گئی اور ان لوگوں نے فیصلہ کر لیا کہ امام صاحب کو امکانی حد تک تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا کر رہیں گے لیکن دو چیزیں ان کیلئے رکاوٹ کا باعث تھیں ایک تو یہ کہ شام کے حکام وعمال امام صاحب کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور ان کے دینی مرتبہ کے رمز آشنا تھے دوسرے یہ کہ شام کے عوام کی نظر میں امام صاحب کی جو قدر و قیمت تھی اس سے حکام وعمال پوری طرح واقف تھے۔

پھر بھی ۷۰۵ھ میں فقہا نے امام صاحب کے خلاف کچھ الزامات کی تشہیر کرنا شروع کر دی اس بنا پر حکومت شام کی طرف سے بعض مجالس مناظرہ منعقد کی گئیں جن میں میدان امام صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ رہا اور مخالفین نے منہ کی کھائی لیکن انہوں نے پھر مصر کے ترک حکام و عمال تک وہ الزامات پہنچا دیئے مصری امام صاحب رحمہ اللہ کے اصل حالات و واقعات سے واقف نہ تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو بذریعہ ڈاک مصر روانہ کیا جائے۔ شام کے نائب السلطنت کو پس پردہ پتہ تھا کہ مصر میں کیا کھچڑی پک رہی ہے اس نے اشارہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کو رائے دی کہ مصر تشریف نہ لے جائیں لیکن امام صاحب رحمہ اللہ نہ مانے ان کا انکار پیش آنے والے حالات و واقعات کی لاعلمی کی بنا پر نہ تھا بلکہ ان کا خیال تھا کہ مصر جانا عوام کیلئے بہر حال مفید تھا اور انہیں اپنے افکار و آراء کی نشر و تبلیغ کا موقع مل رہا تھا چنانچہ امام صاحب مصر کی طرف روانہ ہوئے راستہ کی مساجد میں بڑی بڑی مجلسوں میں علم کے گوہر آبدار لٹاتے رہے اور اللہ سے مدد و استعانت طلب کرتے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوئے یہاں دشمن پہلے سے تیار بیٹھے تھے اور سارا پروگرام مرتب کر چکے تھے چنانچہ قلعہ میں مجلس منعقد ہوئی اس میں قضاۃ اور اکابر حکومت موجود تھے امام صاحب نے گفتگو کا آغاز کرنا چاہا لیکن انہیں اس کا موقعہ نہ دیا گیا اس لئے کہ حریف ان کی قوت بیان، زور کلام اور حسن استدلال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے خائف تھے قبل اس کے کہ وہ کچھ بولیں ان پر الزامات واتہامات کا طومار باندھ دیا گیا مثلاً امام صاحب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً عرش پر مستوی ہے اور یہ کہ اللہ کلام سے متصف ہے امام صاحب نے چاہا کہ ان اعتراضات کا جواب دیں چنانچہ حسب معمول انہوں نے حمد وثناء سے کلام کا آغاز کیا لیکن ان سے کہا گیا کہ تقریر نہ کیجئے بلکہ اعتراضات کا جواب دیں امام صاحب سمجھ گئے کہ ان کا مقصد بحث وگفتگو نہیں بلکہ فیصلہ ہی صادر کرنا ہے انہوں نے دریافت فرمایا:

''میرے افکار وعقائد کے بارے میں فیصلہ کون کرے گا؟''

جواب میں کہا گیا کہ قاضی مالکیہ زین الدین۔ امام صاحب نے قاضی سے فرمایا:

''آپ میرے متعلق فیصلہ کس طرح کر سکتے ہیں کیونکہ آپ تو میرے حریف ہیں'' یہ سن کر قاضی صاحب چراغ پا ہو گئے اور فوراً ہی ان کی قید کا حکم صادر کر دیا امام صاحب قید خانہ جُب میں قید کر دیئے گئے ساتھ ہی ان کے دونوں بھائی علامہ شرف الدین اور زین الدین کو بھی جیل بھیج دیا گیا۔

جب شمع حق جیل خانہ میں روشن ہوئی:

رمضان ۷۰۵ھ میں امام صاحب داخلِ زنداں ہوئے شام میں خبر پہنچی تو وہاں کے لوگ بے تاب ہو گئے ادھر شیخ جب قید خانہ میں پہنچے تو دیکھا کہ قیدی تفریحات میں مشغول ہیں اور اسی طرح اپنا دل بہلاتے ہیں وقت گزارنے کیلئے شطرنج اور چوسر کا زور ہے، نمازیں بے تکلف قضا ہوتی ہیں شیخ نے اس پر اعتراض کیا اور قیدیوں کو نماز کی پابندی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع، اعمال صالحہ تسبیح واستغفار اور دعا کی طرف متوجہ کیا سنت کی تعلیم اور اعمال خیر کی ترغیب دینا شروع کر دی یہاں تک کہ علم دین کی ایسی مشغولیت شروع ہو گئی کہ یہ جیل خانہ بہت سی خانقاہوں اور مدارس سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

زیادہ با رونق اور بابرکت نظر آنے لگا لوگوں کو ان کی ذات سے ایسا تعلق اور جیل کی اس دینی و علمی زندگی سے ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ بہت سے قیدی رہائی پانے کے بعد بھی ان کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے اور انہی کی خدمت میں رہنا پسند کرتے تھے۔

تقریباً ایک سال تک امام صاحب سجن و زنداں کے مصائب برداشت کرتے رہے آخر جفا کاروں کے ضمیر میں خلش پیدا ہوئی اور امام صاحب کی قید بے معیاد کو ختم کرنے کا مسئلہ زیر غور آنے لگا قاہرہ کے حاکم امیر سلار نے تینوں قاضیوں، حنفی، شافعی اور مالکی کو اپنے ہاں بلایا بعض دوسرے فقہاء اور علما بھی اس موقع پر یاد کئے گئے ان لوگوں سے امیر قاہرہ نے کہا کہ اب شیخ کو جیل سے باہر نکلنا چاہئے بات یہ تھی کہ قاہرہ کا امیر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قید بے معیاد کو عدل و انصاف، دین و مذہب اور اخلاق و انسانیت کے خلاف سمجھ رہا تھا وہ جانتا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے بڑے بڑے مجمعوں کی قیادت کی جس نے جیوش و عساکر کی سالاری کے فرائض سرانجام دیئے جس نے مردانہ وار موت کا مقابلہ میدان جنگ میں کیا اور اسی کا پیدا کیا ہوا جذبہ تھا جس نے مصری اور شامی فوجوں کو بالآخر تاتاری افواج پر غالب کیا لیکن قضاۃ اور فقہا اس معاملہ کو امیر قاہرہ کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتے تھے مگر ان میں یہ تاب بھی نہ تھی کہ امیر کی رائے سے اختلاف کر سکیں اس لئے کہ ان کی زندگی حکام و امراء کی خوشنودی میں بسر ہوتی تھی اور ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو امیر کی برہمی کا خطرہ دل کی بات کہہ کر مول لے سکتا۔

آخر ان میں سے ایک صاحب نے کہا کوئی مضائقہ نہیں امام صاحب کو رہا کر دیا جائے لیکن چند شرائط کے ساتھ مثلاً یہ کہ وہ اپنے بعض عقائد سے رجوع کر لیں حاضرین نے اس رائے سے پورا پورا اتفاق کیا چنانچہ کچھ لوگ امام صاحب کے پاس بھیجے گئے کہ وہ جائیں اور امام صاحب سے بات چیت کریں لیکن امام صاحب نے مشروط رہائی قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اس لئے کہ وہ ان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذہنیت اور نیت سے بخوبی واقف تھے وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ دلیل و حجت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے نہیں ہیں چھ مرتبہ امیر کے بھیجے ہوئے لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور گئے لیکن امام صاحب نے ان لوگوں سے ملاقات اور گفتگو کرنے اور ان کی دعوت قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا آخر یہ لوگ رخصت ہو گئے ان قضاۃ و علماء نے ایڑی چوٹی کا زور اس امر پر صرف کر دیا کہ امام صاحب قائل ہوئے بغیر اپنے عقائد اور آراء سے رجوع کر لیں اور اپنے عقیدہ کے برخلاف اعلان کر دیں اور اگر اپنے عقیدے اور ایمان میں ان کی حسب مرضی تغیر نہیں کرتے تو پھر ساری زندگی جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں صرف کر دیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیل میں رہنا گوارا کر لیا لیکن اپنے عقیدے اور رائے کے خلاف کوئی بات تسلیم نہیں کی انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے الفاظ میں ان برخود غلط ناصحوں سے صاف صاف کہہ دیا مجھے جس طرف بلا رہے ہیں اس کی بجائے مجھے جیل قبول ہے۔

دن اسی طرح گزرتے رہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں خاموشی کی زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ ایک دن ایک عرب امیر، مصر پہنچا یہ امام صاحب کا قدردان اور ان کے فضل و کمال کا قائل تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شام کا رہنے والا تھا چنانچہ حکام بالا سے اجازت لے کر وہ جیل خانہ گیا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قسم دی کہ اس کے ساتھ چلیں اور نائب السلطنت سلار کے محل تک زحمت کریں تقریباً ۱۸ ماہ جیل میں گزارنے کے بعد امام صاحب باہر نکلے۔ یہ سارا عرصہ اس طرح گزرا تھا جیسے کوئی شمشیر آبدار نیام میں پڑی رہے۔

امام صاحب نائب السلطنت کے محل میں پہنچے اس نے دوسرے شیوخ اور قضاۃ کو طلب کیا کہ امام صاحب سے بات کریں لیکن وہ امام صاحب کے زورِ بیان، قوت استدلال اور ان کے جذبہ دینی و مذہبی سے خائف اور پریشان تھے چنانچہ کسی کی ہمت نہیں پڑی کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کر سکتا۔ مختلف حیلے بہانے کر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے یہ لوگ دامن بچا گئے اور بقول ابن کثیر کہ ان میں سے ہر شخص اپنی جگہ یہ حقیقت محسوس کر رہا تھا کہ دلائل میں وہ امام صاحب پر غالب نہیں آ سکتا نائب السلطنت نے بھی ان کی یہ مجبوری سمجھ لی اور انہوں نے ان لوگوں کو حاضری پر پھر مجبور نہیں کیا۔

امام صاحب رہا ہو گئے جیل کا دروازہ جس نے کھولا وہ ایک عرب امیر تھا امام صاحب نے یہ آزادی جو ایک مرد حر کی طرف سے دی گئی تھی قبول فرمالی۔

جیل سے نکل کر امام صاحب رحمہ اللہ نے ان تمام لوگوں کو معاف فرما دیا جو انہیں تکلیف و اذیت دینے میں پیش پیش تھے اور ایسے عالم جلیل کے شایانِ شان بھی یہی تھا۔ کم و بیش چھ مہینہ تک امام صاحب رحمہ اللہ مصر کی مسجدوں اور منبروں پر اپنا پیغام دیتے رہے ان کے وعظ و پند کی مجلسوں میں سننے والوں کا ہجوم ہوتا تھا ان مجالس سے خلقت نے بہت فائدہ اٹھایا۔

مصر میں جو گروہ سب سے زیادہ توانا تھا وہ صوفیاء کا گروہ تھا یہ لوگ وحدت الوجود کے قائل تھے یہ لوگ موجود اور وجود، خالق اور مخلوق میں کسی تفریق کے قائل نہیں تھے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دیکھا کہ مصر میں یہ مسئلہ روز بروز بڑھ رہا ہے یہ باتیں اس سلفی عالم کیلئے نا قابل برداشت تھیں یہ نام نہاد صوفیاء یہ بھی کہا کرتے تھے کہ تربیت نفسی کے دوران ہم ذات الٰہی سے مل جاتے ہیں اور پھر ہم شرعی ضوابط اور پابندی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ ساری باتیں سنیں اور دلیل و برہان کی پوری قوت سے اس باطل قوت کا مقابلہ کرنے کیلئے میدان میں آ گئے۔ انہوں نے صاف اور واشگاف الفاظ میں ان پر نکتہ چینی شروع کر دی چنانچہ صوفیاء کا گروہ ایک وفد کی صورت میں قلعہ پہنچا اور امام صاحب کی شکایت شروع کر دی اور الزام لگایا کہ یہ ہمارے مشائخ پر سب وشتم کرتے ہیں اور لوگوں کی نگاہ میں ان کی قدر و منزلت کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ سلطان نے فرمان نافذ کیا کہ دار العدل میں ایک مجلس منعقد کی جائے جہاں بحث و گفتگو کے بعد تصفیہ کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے امام صاحب اس مجلس میں تشریف لائے اور مجمع کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے ان کی زبان پر یہ جاری تھا۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل امام صاحب نے ان لوگوں کے باطل عقائد کی دلائل و براہین سے پوری طرح تردید کی اور محکم دلائل سے رد کیا آخر مخالفین زچ ہو کر رہ گئے اور امام صاحب نے انہیں لاجواب کر دیا۔

صوفیاء کی شکایت اور احتجاج کا سلسلہ شدت کے ساتھ بڑھتا رہا ان ہنگامہ آرائیوں سے حکومت کو کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ آخر حکومت جنبش میں آئی اور اس نے امام صاحب کو تین باتوں میں سے ایک کو قبول کر لینے کا اختیار دے دیا۔

۱۔ امام صاحب دمشق تشریف لے جائیں۔

۲۔ سکندریہ میں تشریف رکھیں۔ لیکن زبان بندی کی پابندی کرنا ہوگی۔

۳۔ پھر جیل چلے جائیں۔

امام صاحب نے تیسری شرط منظور کر لی لیکن ان کے تلامذہ اور معتقدین نے اصرار کیا کہ وہ دمشق تشریف لے جائیں چنانچہ دمشق روانہ ہو گئے۔ لیکن راستہ ہی سے انہیں مصر واپس لایا گیا اور بتایا گیا کہ حکومت کے نزدیک مصلحت یہی ہے کہ وہ جیل میں ہی رہیں۔

جب امام صاحب رہا ہوئے تو تقریباً ساڑھے پانچ سال تک پوری آزادی اور انہماک سے درس و تصنیف، افتاء اور وعظ میں مشغول رہے اس عرصہ میں انہوں نے اپنی پرانی کتابوں اور رسائل پر نظر کی اور بعض نئی تصانیف کیں۔

شاید وہ اس عرصہ میں بہت زیادہ مفید کام کرتے اور ان کے قلم سے بعض اہم موضوعات پر کچھ بیش قیمت اور نادر کتابیں نکلتیں لیکن ان کے معاصر علماء و فقہا کے سینوں پر امام صاحب کی آزادی سے سانپ لوٹتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پرانا فتویٰ نکالا جو انہوں نے سترہ سال پہلے دیا تھا کہ کسی قبر کی زیارت کیلئے اہتمام سے سفر کر کے جانا جائز نہیں خواہ وہ قبر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہو اس لئے کہ خود رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا تَشُدُّو الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِى هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا

''نہ باندھو تم کجاووں کو (یعنی سفر نہ کرو) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد اور دوسری المسجد الحرام اور تیسری مسجد اقصیٰ۔''

پھر وہ حسب معمول اس کی شرعی حکمتیں اور اس کی مخالفت کی صورت میں اس کی قباحتیں اور نقصانات گنواتے ہیں کہ اس اہتمام سے مشرکانہ عقائد کا دروازہ کھلتا ہے لوگ اس میں حدودِ شریعت سے تجاوز کر جاتے ہیں اور توحید کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا کہ قبر مبارک ان اعمال و رسوم سے محفوظ رہے جو جاہلی قوموں اور یہود و نصاریٰ میں عام تھیں اس قدر اہتمام تھا کہ فرمایا:

لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا

''یہودی و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔''[1]

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی میدان میں دفن ہونا پسند نہیں کیا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون ہوئے جو ایک محفوظ جگہ ہے البتہ جو لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے کی نیت سے آئیں وہ مسنون طریقہ سے زیارت کریں صلوٰۃ وسلام بھیجیں جیسا کہ صحابہ و تابعین کا دستور تھا۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی البیعۃ رقم: ۴۳۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مختلف اسباب و محرکات کی بنا پر سترہ برس پہلے کا یہ فتویٰ نکالا گیا اور اس کی تشہیر کی گئی ایک طرف اس سے عام مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگتی تھی جو اس زیارت کو بڑی سعادت سمجھتے تھے ان کو بارگاہ نبوت میں سوء ادب کی جھلک نظر آتی تھی دوسری طرف حاسدین کی منشا مراد پوری ہوتی دکھائی دیتی تھی۔اس اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ حکومت وقت نے اس میں مداخلت کرنا ضروری سمجھا اور ۷ شعبان ۷۲۶ھ کو ان کے محبوس کئے جانے کا فرمان صادر ہوا، چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا گیا ان کے محبوس ہو جانے کے بعد لوگوں کو انتقامی کارروائی کرنے کا موقع ملا اور ان کے حاسدین و مخالفین نے ان کے مخصوص دوستوں اور شاگردوں پر دست درازی کی اور بعض حضرات کو جانوروں پر سوار کر کے گشت کرایا گیا اور تشہیر کی گئی۔ پھر قاضی القضاۃ کے حکم سے ایک جماعت کو قید بھی کر دیا گیا کچھ دنوں کے بعد سب کو رہا کر دیا گیا لیکن شیخ الاسلام کے مایہ ناز شاگرد اور جانشین حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ اور شیخ کے ساتھ رہے دوسری طرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری جہاں مخالفین کی ایک قلیل جماعت کیلئے شادمانی اور تسکین قلب کا باعث بنی وہاں ہزاروں اہل علم اور لاکھوں مسلمانوں کو اس پر سخت افسوس ہوا اور انہوں نے اس کو سنت کے مقابلہ میں بدعت کی فتح کے مترادف سمجھا سلطنت کے مختلف گوشوں سے اور بڑے بڑے اہل علم و اہل دین کی طرف سے سلطان معظم کی خدمت میں ایسے خطوط اور عرائض پہنچے جس میں اس واقعہ پر افسوس اور استعجاب کا اظہار کیا گیا تھا۔

قلعہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت اور تنہائی میسر آئی تو وہ پورے انہماک اور ذوق وشوق کے ساتھ عبادت و تلاوت میں مشغول ہو گئے اس سے جو کچھ وقت بچتا تھا وہ مطالعہ و تصنیف اور اپنی کتابوں کی تصحیح میں صرف کر دیتے تھے جیل میں انہوں نے جو کچھ لکھا اس کا زیادہ تر حصہ تفسیر سے متعلق تھا اس کا سبب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی غالباً تلاوت کی کثرت اور قرآن مجید میں غور و تدبر تھا بعض مسائل پر بھی انہوں نے رسائل و جوابات لکھے اور جو باہر سے اہم اور خاص علمی سوالات اور فقہی استفسارات آتے ان کے جوابات دیتے یہ چیزیں جیل کی چار دیواری توڑ کر بہت جلد لوگوں میں پھیل جاتی تھیں علما کے حلقوں اور مجمعوں میں ان کا چرچا شروع ہو جاتا۔ اب ایک بڑی مصیبت دشمنوں اور حاسدوں کیلئے یہ پیش آئی کہ جو لوگ امام صاحب کے افکار و آراء سے برسر پیکار تھے ان کو محسوس ہونے لگا کہ انہوں نے امام صاحب کے جسم کو تو آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کر دیا لیکن ان کی فکر و رائے کو قید نہ کرا سکے چنانچہ بارگاہ شاہی میں انہیں جو رسوخ اور اقتدار حاصل تھا اس سے فائدہ اٹھایا کوشش کی کہ یہ نور جو جیل کے تاریک خانہ سے چھن چھن کر آرہا ہے زیر حجاب کر دیا جائے۔

قلم کو زنجیر پہنانے کی کوشش:

فرمانِ خسروی نافذ ہوا کہ اس درویش حق سے پڑھنے لکھنے کا سارا سامان بحق سرکار ضبط کر لیا جائے چنانچہ امام صاحب سے کتابیں، قلم، دوات، اوراق ہر چیز واپس لے لی گئی اور ان کے سب مسودات اور اوراق جیل سے اٹھا کر عدلیہ کے بڑے کتب خانہ میں داخل کر دیئے گئے ان کی کتابوں کی ساٹھ جلدیں اور ۱۴ کاغذ کے شیراز تھے جن میں وہ لکھتے پڑھتے تھے۔

مخالفین نے علم کے اس درخشندہ ستارے کی ضیا چھین لینے کی کوشش کی تھی وہ پھول جو اب جیل کی تنگ و تاریک کوٹھری میں کھل چکا تھا اور خوشبو بکھیر رہا تھا اس کی پنکھڑیوں کو بند کرنے کی کوشش کی تھی ایک صاحب قلم کیلئے اس سے بڑھ کر کڑی سزا اور کوئی نہیں ہوتی کہ اس کے قلم کو زنجیر پہنا دی جائے اور اسے لکھنے پڑھنے سے روک دیا جائے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے قید و بند کے مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ انہیں سزا دی گئی ہے چنانچہ قید خانے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی دیوار پر کوئلے سے اپنے مجروح دل کا اظہاران الفاظ میں کیا "مجھے کوئی سزا فی الحقیقت دی گئی ہے تو وہ یہی ہے۔" چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ردی کا غذوں پر کوئلہ سے اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانا شروع کیا اور ان کے متعدد رسائل اور تحریریں کوئلہ سے لکھی ہوئی ملی بھی ہیں اور تاریخ نے اپنے سینہ میں یہ عجیب وغریب دستاویزات محفوظ رکھی ہیں۔

آفتاب زندگی وقت غروب کو پہنچا:

شیخ الاسلام کے بھائی زین الدین عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے اسی (۸۰) دور ختم کرنے کے بعد جب نیا دور شروع کیا اور سورۃ قمر کی اس آیت پر پہنچے......اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ......تو عبداللہ بن محب اور عبداللہ الرازی کے ساتھ دور شروع فرما دیا۔ (شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ۸/۱۵۰)

مرض وفات شروع ہوا تو نائب دمشق عیادت کیلئے آیا مزاج پرسی کے بعد اس نے بڑی معذرت کی اور کہا مجھ سے اگر کوئی تقصیر ہوئی یا تکلیف پہنچی تو معاف کر دیا جائے شیخ نے فرمایا میں نے تم کو بھی اپنی طرف سے معاف اور سبکدوش کر دیا ہے اور ان سب لوگوں کو بھی جنہوں نے مجھ سے دشمنی کی اور ان کو میرا حق پر ہونا معلوم نہیں تھا انتقال سے بیس بائیس روز پہلے طبیعت خراب ہوئی پھر درست نہیں ہوئی یہاں تک کہ ۲۲ ذوالقعدہ ۷۲۸ھ کی شب وقت موعود آ پہنچا اور اس مجمع کمالاتِ ہستی نے ۶۷ سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کیا۔

شیخ الاسلام کی وفات کی اطلاع قلعہ کے مؤذن نے مینار پر چڑھ کر دی برجوں پر چوکیدار متعین تھے انہوں نے وہاں سے اعلان کیا شہر میں بجلی کی طرح یہ خبر پھیل گئی قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور اذن عام دے دیا گیا لوگ جوق در جوق آتے تھے بہت سے لوگ فرطِ محبت سے اس پیشانی کو بوسہ دیتے تھے جو گھنٹوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاک پر اپنے مالک کے سامنے ٹکی رہتی تھی غسل کے وقت صرف وہی لوگ رہ گئے جن کو غسل دینا تھا۔

غسل کے بعد ایک نماز جنازہ قلعہ میں ہوئی شیخ محمد تمام نے نماز پڑھائی نماز کے بعد جنازہ باہر لایا گیا قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان کے سب راستے ہجوم سے بھرے ہوئے تھے دن چڑھے جنازہ جامع مسجد پہنچا ہجوم کا یہ حال تھا کہ فوج جنازہ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئی تھی ورنہ جنازہ کی حفاظت اور انتظام مشکل تھا اسی ہجوم خلائق میں کسی نے بلند آواز سے پکار کر کہا:

هٰكَذَا تَكُوْنُ جَنَائِزُ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ

''سنت کے پیشواؤں کا جنازہ اسی شان کا ہوتا ہے۔''

یہ سن کر اور کہرام مچ گیا۔ لحظہ بلحظہ ہجوم بڑھتا جا رہا تھا یہاں تک کہ میدان گلیاں بازار سب بھر گئے ہر طرف مجمع ہی مجمع تھا بازار بند ہو گئے کھانے کی دکانیں سب بند تھیں مدرسوں میں عام چھٹی تھی۔ معذوروں کے سوا سب ہی اہل شہر مخالف و موافق جنازہ کے ساتھ شامل تھے۔ شدت ازدہام سے لوگوں کو اپنے کپڑوں اور جوتوں کا ہوش نہ تھا جنازہ سروں پر جا رہا تھا کبھی کچھ آگے بڑھ جاتا تھا کبھی پیچھے کھسک جاتا تھا کبھی ٹھہر جاتا تھا۔ سوق الخیل میں پہنچ کر مجمع کا کوئی حد و حساب نہیں رہا۔ جنازہ وہاں رکھا گیا چھوٹے بھائی زین الدین عبدالرحمٰن نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی نماز کے بعد اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے۔ جنازہ صبح کے وقت قلعہ سے نکلا تھا لیکن ہجوم کی کثرت کی وجہ سے کہیں عصر کی اذان کے وقت دفن کی نوبت آئی۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ان کے افکار کی ترجمان ہیں جو آج بھی اس بات کا اعلان کر رہی ہیں۔

مر بھی جاؤں تو کہاں لوگ بھلا ہی دیں گے
لفظ میرے مرے ہونے کی گواہی دیں گے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

جس کی ساری زندگی جلاوطنیوں میں گزر
گئی لیکن وہ اسے انبیاء کی سنت قرار
دیتے ہوئے بار بار ہجرت کرنے سے نہ
اکتایا، نہ تھرتھرایا نہ ڈگمگایا بلکہ اس کے
چہرے کی مسکراہٹ یوں نغمہ زن رہی۔

ہے اپنا وطیرہ تو اک جرأت رندانہ
گلے ہنس کے لگاتے ہیں گر موت ہو عزت کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے گرفتار کر کے حاکم شہر کے سامنے پیش کر دیا گیا اس کے ساتھ اس کے تین بیٹے بھی تھے سب کو یقین ہو گیا کہ اسے سخت سزا دی جائے گی مگر سردار محمد عمر خان نے اس بزرگ کا نورانی اور بارعب چہرہ دیکھا تو دم بخود اور مبہوت ہو کر رہ گیا آخر مہر سکوت کو توڑتے ہوئے کہنے لگا آپ اس راستے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے جس کا آپ کو کہا جاتا ہے اور جو مولوی کہتے ہیں آپ ان کی ہمنوائی میں ان کے شریک کیوں نہیں ہو جاتے؟ پاس بیٹھے سردار عمر کے ایک جرنیل نے کہا:

بدستِ من بدہید تا بتوپ پرانم

''اسے میرے حوالے کرو کہ میں اسے توپ سے اڑا دوں۔''

اس چمکتی ہوئی پیشانی والے بزرگ نے حاضرین کی جانب دیکھا ہر ایک اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کا منتظر تھا۔ چنانچہ وہ یوں گویا ہوا: ''میں قصد محکم اور عزم مصمم رکھتا ہوں کہ جب تک میرے بدن میں جان باقی ہے اور میرے جسم پر سر سلامت ہے کتاب و سنت کی خدمت نہایت گرم جوشی سے کروں یہ کیا مصیبتیں ہیں جو مجھ پر آتی ہیں میں تو اپنے آقا سے یہی آرزو کرتا ہوں کہ اس راستہ میں میرے پرزے اُڑا دیئے جائیں اور میری انتڑیاں جنگلوں کی خاردار جھاڑیوں پر پھینک دی جائیں اور کوے ان پر اپنی چونچیں ماریں۔''

اس فقیر اور دنیوی اعتبار سے بالکل بے سرو ساماں شخص کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو سن کر بزم شاہی پر سکتہ طاری تھا اور اس کی جرأت و بے باکی نے حاضرین کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔

یہ وہ تھا جس کے بارے میں نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ نے ''تقصار من تذکار جیود والاحرار'' میں لکھا تھا ''چرخ اگر ہزار چرخ زند مشکل کہ چنیں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ذات مع کمالات برروئے ظہور آرد ہم محدث بودوہم محدث'' (ص:۱۹۲)

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے۔

یہ درویش صفت انسان عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

افغانستان میں عوام و خواص بدعات اور مشرکانہ رسوم میں مبتلا ہو چکے تھے اور اسی کو دین سمجھ لیا گیا تھا اور اسے اپنے مذہب و عقائد کا ایک حصہ بنا لیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ علماء اور مشائخ بھی بدعات اور رسوم کو دین سمجھتے تھے۔ وہ حیران تھا کہ اس ملک میں جو کبھی محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑوں کے پاؤں کی دھمک سے لرز اٹھا تھا اور جہاں بتوں اور معبودانِ باطلہ کو توڑ کر میدان میں پھینک دیا گیا تھا تا کہ ان پر محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی فوج کے گھوڑے گزریں اور دیکھنے والوں کے خرمن عقل میں ارتعاش بپا ہو آج وہی علاقہ بدعات و شرک سے کیونکر بھر پور ہو گیا تھا۔ وہ سوچا کرتا کہ میں اس علاقے کو شرک سے کس طرح پاک کر سکوں گا اس بنجر دیار میں توحید کے غنچوں کو کیسے کھلا سکوں گا اس شبستان خزاں رسیدہ میں توحید کی زمزمہ آرائی کیسے ممکن ہے؟

ایک دن وہ ان ہی سوچوں میں گم تھا کہ اس کے دل سے آواز آئی شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں مجھے توحید کی شمع روشن کرنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے چنانچہ اس نے اتباع سنت پر کمر باندھی بدعتوں اور مشرکانہ رسموں کے خلاف آواز بلند کی اور علوم کتاب وسنت کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عوام کو یہ آوازِ حق بڑی عجیب محسوس ہوئی کیونکہ ان کے کان ایسی آواز کو سننے کی صلاحیت کھو چکے تھے ان پر شیطان نے مشرکانہ رسوم کے قفل لگا دیئے تھے۔ چنانچہ وہ اس معزز شخصیت کے مخالف ہو گئے اور ایذا رسانی کے درپے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ پیشہ ور مولویوں نے جب یہ دیکھا کہ شیخ عبداللہ نے جس چیز کا بیڑا اٹھایا ہے اگر اس کو ناکام کرنے کیلئے اقدام نہ کیا گیا اور احادیث کا سبق عام ہو گیا تو ہم جہلا کے سامنے اپنا الوسیدھا نہ کرسکیں گے ہماری سیادت و قیادت میں زبردست انقلاب آئے گا اور ہم عوام کو بہکانے والے قرار پائیں گے۔ یہ سوچ کر انہوں نے ایک منظم پروگرام بنایا کہ شیخ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ مروجہ مذہب کے خلاف ہے اس لئے ان کے مشن کو ناکام کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے اولاً انہوں نے اس مسئلہ میں کہ ''مذہب کے خلاف حدیث پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں'' مناظرہ کی ٹھانی مناظرہ ہوا مگر یہ مسئلہ ہی کچھ اتنا واضح تھا کہ اس میں دورائیں ہرگز نہیں ہونی چاہئے تھیں لیکن ان ملاؤں کو اس مسئلہ میں نہ جانے کیا شبہ تھا بہرحال مناظرہ ہوا اور چاروناچار ملاؤں نے اقرار کیا کہ حق آپ کی طرف ہے اور سب نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا۔

جب یہ خبر عام ہوئی اور دور دراز کے علماء نے یہ بات سنی تو وہ بہت برافروختہ ہوئے لیکن انہیں چونکہ اچھی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ بحث ومناظرہ میں شیخ کی باتوں کی تردید ہمارے بس کا روگ نہیں اس لئے انہوں نے لڑائی کرنے کی تیاری شروع کر دی لیکن عبداللہ غزنوی کے مریدین ومعتقدین کی تعداد بھی بڑھ چکی تھی اس لئے مخالفین نے اس مسئلے کا فیصلہ خود کرنے کی بجائے امیر وقت سے کرانا چاہا اور طرح طرح کی افواہوں سے امیر کے کان بھر دیئے امیر نے جب یہ سنا کہ اگر اس شخص کو ایک سال تک یونہی چھوڑ دیا گیا تو ملک کے اندر زبردست انقلاب آسکتا ہے اور خود حکومت خطرات سے دوچار ہوسکتی ہے تو امیر وقت دوست محمد خان کو سخت پریشانی ہوئی لیکن فوری کارروائی مناسب نہ تھی ادھر شیخ کے بھی خواہوں نے مشورہ دیا کہ آپ خود امیر کے طلب کرنے سے پہلے وہاں حاضر ہوں اور علماء سے مناظرہ کا چیلنج کر دیں وہ ایسا چاہتے تو نہ تھے مگر معتقدین کے اصرار پر راضی ہو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گئے جب شیخ عبداللہ دربار میں پہنچے تو مخالفین کا ایک گروہ اکٹھا ہو کر آ گیا جس کے سرغنہ تین آدمی تھے (۱) ملا درانی (۲) ملا مشکی انڈری (۳) اور ملا نصر اللہ لوہانی۔ ان کو مناظرہ کی تاب تو تھی نہیں اس لئے آپس میں طے کیا کہ ان کو کسی نہ کسی طرح ایسا مطعون کرنا چاہئے کہ مناظرہ کی سرے سے نوبت ہی نہ آئے ورنہ ہمیں رسوائی ہوگی چنانچہ جھوٹے گواہ تیار کئے گئے۔

جب فریقین امیر کے پاس بلائے گئے تو مخالفین نے کہا کہ یہ شخص مرتد اور کافر ہے اس لئے ہم اس سے مناظرہ نہیں کر سکتے دلیل طلب کی گئی تو جھوٹے گواہ پیش کر دیئے جھوٹے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ شخص حضرت محمد ﷺ کا منکر ہے اور شفاعت کا منکر اور نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہے ایک شخص قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں نے ان سے سنا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں عقیدت رکھتا ہوں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہیں رکھتا۔ امیر بولا چھوڑ دے یہ کلمہ کفر نہیں ہے۔

غرض امیر کی حساس طبیعت نے لوگوں کی دروغ گوئی بھانپ لی لیکن وہ لوگوں کی مرضی کے خلاف کچھ کر نہیں سکتا تھا کیونکہ اس سے حکومت میں زبردست انتشار پیدا ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوتا تھا اس لئے اس نے اس شہادت کو قبول کر لیا۔

❀❀❀

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمصفیر ان چمن ہم سے چمن چھوٹے ہیں

امیر دوست محمد خان نے عبداللہ غزنوی کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا: مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ۔

اس فیصلے پر آپ کے معتقدین کو بہت زیادہ ملال ہوا لیکن اس درویش کو اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں تھی بلکہ وہ تو اس بات پر خوش تھا کہ میرے مولا کی مرضی اگر یہی ہے تو سر آنکھوں پر مجھے جلا وطن ہونے اور گھر بار چھوڑنے میں کچھ کلام نہیں یہ تو انبیاء کی سنت ہے جس پر عمل کر کے ہمیں خوشی حاصل ہوگی۔

انہوں نے سامان باندھا اور سوات نامی مقام میں چلے گئے عبدالغفور نامی ایک زاہد و مجاہد وہاں رہتا تھا اس کے ہاں قیام کیا اس نے اولاً تو بہت مروت و محبت کا اظہار کیا لیکن جب حاسدوں کی جانب سے اسے پیغام موصول ہوا تو اس نے بلا تحقیق مروت کا دامن کھینچ لیا اُن ہی دنوں شیخ عبداللہ اور آپ کے تمام ہمراہی بھوکے رہنے لگے دشمنوں کا خوف ہر جگہ اس قدر تھا کہ سوائے قتل کئے نہ چھوڑیں گے اور عیال کی تنگ دستی اس قدر تھی کہ کوئی جگہ مقرر نہ تھی۔ چنانچہ کوٹھ کی جانب سفر کا ارادہ کیا اور سید میر کے یہاں ٹھہرے اس نے ان کی عزت و تکریم کی اسی دوران گرمی کا موسم آ گیا۔

ایک دن وہ اپنے خیالات میں گم تھے کہ امیر دوست محمد خان کا [illegible] ان کے پاس پہنچا جس میں لکھا تھا کہ وطن مالوف میں اقامت کی اجازت ہے چنانچہ وہ واپس افغانستان چل دیئے لیکن علماء افغانستان ان کو چین سے کب بیٹھنے دیتے تھے جونہی انہیں معلوم ہوا کہ وہ امیر سے مصالحت کر کے پھر گھر آ چکے ہیں تو وہ [illegible] سے پیچھے پڑ گئے اور ابھی ایک ماہ سے زیادہ نہ گزرا ہوگا کہ امیر نے [illegible]

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پروانہ لے کران کے پاس آ پہنچے چنانچہ شیخ عبداللہ چاروناچار ملک نادہ کی طرف نکلے اور وہیں فروکش ہو گئے مگر یہاں کے علماء بھی ان کی آمد سے بہت چراغ پا ہوئے اور نکال باہر کرنے کیلئے فوجی تیاریاں شروع کر دیں منصوبہ یہ بنایا کہ چل کر ان کی ساری کتابیں اور مال و اسباب لوٹ لو۔ گاؤں کے لوگوں نے عبداللہ غزنوی کی طرف سے زبردست مدافعت کی اور کہا کہ اگر فتنہ و فساد کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہارا مقابلہ کریں گے اور اگر اصلاح مقصود ہے تو مناظرہ کرو اس وقت ملا مراد نامی آپ کا ایک معتقد مجلس میں آیا اور اس نے مناظرہ کا چیلنج دے دیا مناظرہ ہوا جس میں تمام لوگوں کو ملا مراد کے سامنے خاموش ہوتے بنی انہوں نے اس واقعہ سے یہ تاثر لیا کہ اس شخص کا ادنیٰ خادم اتنی بڑی جماعت کو خاموش کرا سکتا ہے تو وہ خود کیسے ہوں گے اس لئے خود اس سے مناظرہ کرنا خلاف مصلحت ہے۔

جب ان سے کوئی صورت نہ بنی تو راہ فرار اختیار کی، لیکن شیخ کے خلاف ریشہ دوانیاں جاری رہیں چنانچہ امیر دوست محمد خان نے ان کو ''نادہ'' سے نکل جانے کا حکم دے دیا گاؤں والے اور لوگوں کا مقابلہ تو کر سکتے تھے لیکن امیر وقت کا مقابلہ کیوں کر کرتے شیخ کو مجبوراً وہاں سے بھی نکل جانا پڑا آپ اہل و عیال کو لے کر یاغستان کے پہاڑوں کی طرف چلے گئے اور وہیں پہاڑ کے درے کو اپنا مسکن بنایا یہاں شیخ کے خاندان کے علاوہ اور کوئی نہیں بستا تھا جس کی وجہ سے یہ جگہ بہت زیادہ اجاڑ تھی اس سنسان جگہ میں رہنے کی خبر جب علماء نادہ کو ہوئی تو انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور پھر سے شیخ کی ایذا رسانی کے درپے ہو گئے اور ایک بڑی جمعیت کے ساتھ یہاں چڑھ آئے کہ پہاڑوں میں اب ان کا کوئی مددگار نہیں۔

وہ آئے اور گھروں میں آگ لگا دی کتابیں لوٹ لیں اور کئی معتقدین کو زخمی کر دیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وطن واپسی اور ایک غار میں روپوشی

اس صبر آزما دور سے آپ گزر رہے تھے اور طرح طرح کی پریشانیاں اور جانکاہ مصائب کا سامنا کرتے ہوئے خدائے واحد کے آگے جبین نیاز اور سر تسلیم و رضا جھکاتے چلے جا رہے تھے کہ باری تعالیٰ اگر تیری رضا اسی طرح جلاوطن ہو کر اور دربدر پھر کر ہی حاصل ہو جائے تو بہت بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سنی اور دوست محمد خان اس دنیا سے رخصت ہوا اب آپ کو ان پہاڑیوں کے اندر بسے رہنے میں اکتاہٹ محسوس ہونے لگی تھی گو یہاں ان کو ایسی ایسی نعمتیں مل رہی تھیں جس کو بڑے بڑے لوگ شہروں کے اندر نہیں پاتے۔ چنانچہ ان کے فرزندِ ارجمند کا بیان ہے:

''اس امتحان، جلاوطنی اور تمام جہان کی دشمنی میں آپ ایسے خوش رہتے کہ کسی امیر کو آپ سے بڑھ کر اطیب عیش میں، میں نے نہیں دیکھا گویا غیب سے قسم قسم کی نعمتیں آپ کے سر پر برستی تھیں۔''

بہرحال دوست محمد خان کی وفات کے بعد شیخ وطن واپس ہوئے دوست محمد کے بعد اس کا بیٹا شیر علی حکومت پر قابض ہوا آپ نے اسے خط لکھا کہ:

''میں مظلوم ہوں اور حاسدوں کے افتراء اور تہمت کے ساتھ تمہارے باپ نے مجھے اپنے ملک سے بدر کر دیا تھا تم اس کام میں اپنے باپ کی تابعداری نہ کرو۔''

امیر نے جواب میں لکھا کہ میں ایک شخص کی تمام رعایا کے خلاف رعایت نہیں کر سکتا تمہیں لازم ہے کہ ہماری ولایت سے باہر ہو جاؤ۔

ملک سے باہر نکل جانے کا سیدھا سادھا جواب سن کر ان کو سخت پریشانی ہوئی اور جنگل کی طرف نکل گئے وہاں جا کر ایک غار کے اندر کچھ دنوں روپوش رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چند ہی دنوں میں شیر علی کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور وہ ہرات کی طرف بھاگ گیا۔

گرفتاری:

پھر محمد افضل خان اور محمد اعظم خان کی سلطنت کی نوبت پہنچی برے مولویوں دین فروشوں، جاہ وعزت کے طالبوں اور دین وآخرت کے تارکوں نے پھر وہی تہمتیں اور جھوٹ محمد افضل خان کے کانوں تک پہنچائے اور طرح طرح کے وسواس اور وہم ان کے دلوں میں ڈال دیئے۔ چنانچہ وقت کے امیر محمد افضل نے مقر کے حاکم کے نام پروانہ لکھا کہ فلاں شخص کو بے خبر پکڑو خبردار ہاتھ سے نہ جانے دو۔ سردار محمد عمر نے اسی وقت سواروں کا ایک رسالہ راتوں رات بھیجا جنہوں نے آدھی رات کے قریب مکان کا احاطہ کر لیا آپ کو اور آپ کے تمام اسباب اور کتابوں کو ملک کے صوبہ دار محمد عمر خان پسر امیر دوست محمد خان کے پاس لا کر حاضر کیا آپ کے فرزندوں میں سے عبداللہ، عبدالجبار اور محمد صاحب بھی ہمراہ تھے سب لوگوں کو یقین تھا کہ وہاں پہنچتے ہی سخت سزا دے جائیں گے جب آپ وہاں پہنچے تو صوبہ دار آپ کا چہرہ دیکھ کر ہی نرم ہو گیا ادب سے بولا آپ اپنے راستے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں سردار محمد عمر کے جرنیل نے کہا کہ اس شخص کو میرے حوالے کر دو میں اسے توپ سے اڑا دوں۔

آپ نے جواب میں فرمایا:

''میں محکم قصد اور مصمم ارادہ رکھتا ہوں کہ جب تک جان بدن میں ہے اور سرتن پر موجود ہے کتاب وسنت کی خدمت میں سرگرمی سے کوشش کروں یہ مصیبتیں کیا ہیں جو مجھ پر آتی ہیں میں تو اپنے مالک سے یہی چاہتا ہوں کہ اس راہ میں پارہ پارہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا جاؤں اور میری انتڑیاں جنگل کے درختوں اور کانٹوں پر ڈالی جائیں اور پھر ان کو کوے اپنی چونچیں ماریں۔"

دل کے جوش کے ساتھ اور بھی ایسی باتیں کیں کہ اس مجلس کے لوگ کیا صوبہ دار اور دوسرے سب ہی رو رہے تھے۔سردار کے جرنیل نے کہا ظاہر میں تو یہ شخص خوب ہے ملک کے صوبہ دار سردار محمد عمر نے کہا کہ بخدا اس شخص کا باطن بھی خوب ہے اور حکم دیا کہ اسی وقت ان کا تمام اسباب اور کتابیں ان کے گھر پہنچا دو۔

پھر اس ملک کے قاضیوں اور عالموں کو مباحثہ کے واسطے طلب کیا سب علماء جمع ہوئے ان مولویوں کے سربراہ ابن مموت مقری تھے۔اس نے صوبہ دار کے سامنے گفتگو شروع کی آپ نے اپنے چھوٹے لڑکے عبدالجبار کو جن کی اس وقت عمر بیس سال تھی پیش کیا مجلس کے تمام لوگ حیران تھے کہ یہ چھوٹا سا لڑکا ان بڑے مولویوں کا کیونکر مقابلہ کر سکے گا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔یہ لڑکا ایسا غالب آیا کہ صوبہ دار اور مجلس کے اعیان آفرین پکار اٹھے اور باہر اندر ایک شور وغل پڑ گیا کہ ایک چھوٹے سے لڑکے نے تمام عالموں اور قاضیوں کو ساکت اور لاجواب کر دیا اس وقت ملک کے صوبہ دار نے امیر افضل خان اور اعظم خان کے نام خط لکھا کہ "آپ کے حسب حکم میں نے اس شخص کو گرفتار کیا اور اس نواح کے علماء اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے حاضر ہوئے لیکن ان سے کچھ نہ بنی بلکہ لاجواب ہو کر چلے گئے یہ شخص صالح اور فقیر ہے دنیا کے اسباب سے بالکل عاری ہے اور کوئی حکم ہو تو رقم فرمادیں۔انہوں نے جواب میں لکھا کہ:

"تمام احتیاط کے ساتھ ان کو شہر کابل میں ہمارے پاس بھیج دو صوبہ دار نے اسی وقت سوار آپ کے ساتھ مقرر کئے اور کابل پہنچا دیا۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قتل کا فتویٰ:

ملا مشکی اور ملا نصر اللہ وغیرہ امیر افضل خان اور اعظم خان کے پاس گئے اور کہا کہ امیر دوست محمد خان کے عہد میں ہم اس کا کفر ثابت کر چکے ہیں اب دوبارہ تحقیق کی حاجت نہیں سب نے متفق ہو کر قتل کا فتویٰ لکھا مگر ملا مشکی ان میں قدرے انصاف رکھتا تھا اس فتویٰ میں شریک نہ ہوا بہت گفتگو کے بعد قتل کا فتویٰ چھوڑا گیا اور یہ فتویٰ دیا گیا کہ درے مارے جائیں سر اور داڑھی مونڈھی جائے اور گدھے پر سوار کر کے مشہور کیا جائے۔

جب انہوں نے یہ فتویٰ لکھا اس وقت سے لے کر اجراء تک آپ اور آپ کے تینوں بیٹے بحکم امیر نظر بند رہے امیر محمد افضل خان نے مولویوں اور محمد اعظم خان کی وجہ سے مجبوراً ان کی مرضی کے موافق حکم نافذ کر دیا۔

شیخ کی پیٹھ اور پہلوانوں کے کوڑے:

آپ کو تینوں بیٹوں کے ہمراہ تمام شہر میں مشہور کیا اور پھر وہ منظر بھی بڑا دردناک تھا کہ عبداللہ غزنوی کو چوک میں کھڑا کر دیا گیا تھا درے مارنے کی سزا کا سلسلہ شروع ہوا تین آدمی باری باری ان کو مارتے تھے جب ایک تھک جاتا تو دوسرا اس کے ہاتھ سے درہ پکڑ لیتا سب لوگوں کو یہی یقین تھا کہ آج آپ فوت ہو جائیں گے کیونکہ آپ معمر اور ضعیف تھے اسی اثناء میں ایک ظالم قوی ہیکل آیا اور اس نے غصے سے پھنکارتے ہوئے محتسب کے ہاتھ سے درہ چھین لیا اور بولا کہ تو آہستہ آہستہ مارتا ہے پھر اس نے اور زور سے مارنا شروع کیا جب اس نے کئی بار درہ مارا تو دوسرے لوگ بولے کہ اے ظالم! تو نے ان کو مار ڈالا اور درہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

جب وہ ظالم اس زدو کوب اور تشہیر سے فارغ ہوئے اور آپ کو بیٹوں سمیت قید خانے میں لے گئے بعض دوستوں نے کہا کہ اس زدو کوب کا کچھ علاج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہئے ورنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے جب دیکھا تو آپ کی پشت مبارک پر تھوڑی سی سرخی کا بھی نشان نہ تھا گویا کہ آپ کو چوٹ ہی نہ لگی تھی۔

ایک دن امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب ریاض الصالحین آپ کے سامنے پڑھی جا رہی تھی جب یہ حدیث آئی:

مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ[1]

''شہید کو قتل کرنے سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے۔''

تو آپ نے فرمایا میں باوجود اس کے کہ شہید نہیں ہوا تھا شہر کابل میں وہ پہلوان جو مجھے نہایت زور سے کوڑے مارتا تھا مجھے خبر بھی نہ تھی کہ مجھے مار رہا ہے یا کسی اور کو۔ کابل کے امیروں میں سے ایک عالم ''گل خان'' نامی کہتا تھا کہ مجھے اس واقعہ کے بعد آپ کے ولی ہونے پر یقین کامل ہو گیا کیونکہ اس قدر سخت کوڑے اگر ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی ہلاک ہو جاتا لیکن اس شخص کو باوجود اس قدر ضعف اور پیرانہ سالی کے کچھ نہ ہوا۔ قید خانے کے دن صبر و شکر کے ساتھ گزر رہے تھے اور مصائب اس کوہ استقامت کے سینہ سے ٹکرا ٹکرا کر شکست مانتے رہے، ایک دن ایک شخص آپ کے پاس قید خانے میں آیا اور رونے لگا فرمایا تو کیوں روتا ہے؟ کہا آپ کی حالت زار کو دیکھ کر، انہوں نے فرمایا عزت اور داڑھی کیا چیز ہے جو مولا کی راہ میں چلی گئی شکر کرو کہ دین ہاتھ سے نہیں گیا، رونا تو مخالفین کو چاہئے کہ وہ دین سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

دو سال تک آپ اپنے بیٹوں کے ساتھ قید میں رہے ان سنگدل حاکموں کی طرف سے ایک دانہ بھی آپ کے خرچ کیلئے مقرر نہ تھا بس قید خانہ میں ڈال دیئے

[1] حسن صحیح الترمذی للالبانی، ابواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل المرابط، رقم: ١٦٦٨

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گئے اور پھر خبر نہ لی شہر کے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا وہ ہر وقت آپ کے کھانے کا انتظام کرنے لگے اس طرح پہاڑ جیسے دن ایک ایک کر کے گزرتے چلے گئے۔

پھر وہی دشت نوردی وہی خار مغیلاں:

امیر افضل خان بعارضۂ وبا مر گیا اس کے بعد امیر اعظم خان تخت پر بیٹھا اس کم بخت ظالم نے خان ملا خان عبدالرحمٰن کے بہکانے سے عین گرمی کے موسم میں پیادہ پا آپ کو بلازادِ راہ پشاور کی طرف نکال دیا اور سخت دل سپاہیوں کو آپ کے ساتھ مقرر کیا کہ بہت جلد آپ کو راہ پشاور پہنچا دیں اوپر سے گرمی کی آگ برستی تھی اور نیچے سے زمین کی تپش سے پاؤں جلتے تھے اور سنگدل سپاہیوں کی وجہ سے جو آپ کے پیچھے تھے آرام کی نوبت نہ ملتی تھی جب پشاور پہنچے تو تھوڑی دیر یہاں توقف فرمایا اور پھر بعض دوستوں کی معاونت سے ملک پنجاب کے شہر امرتسر پہنچے آپ کو امرتسر میں کافی سکون ملا اور باقی زندگی گزارنے کیلئے مستقل اقامت اختیار کر لی آپ جس دور میں تھے اس کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اہلحدیثوں کے چار مراکز قرار پاتے ہیں پہلا سیاسی جو پٹنہ میں تھا دوسرا تدریسی جو دہلی میں تھا تیسرا علمی جو بھوپال میں تھا اور چوتھا روحانی جو امرتسر میں تھا۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مولوی عبدالاحد خانپوری نے ایک دن عرض کیا کہ حضرت میرے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت عطا فرمائے تو فرمایا میں تو اس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں جو کابل میں مجھے نہایت سختی سے کوڑے مارتا تھا اے اللہ اس کو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر کیونکہ وہ جاہل تھا جانتا نہ تھا تمہارے واسطے کیوں دعا نہ کروں گا میرے دل سے تو بے اختیار ان تمام مسلمانوں کیلئے دعا نکلتی ہے جو آدم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے لے کر آج تک پیدا ہوئے اور اس وقت کے ان کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعائیں کرتا ہوں جو زندہ ہیں۔"

کئی دفعہ آپ کی زبان سے میں نے سنا فرمایا کرتے تھے "جن لوگوں سے میں نے قسم قسم کی تکلیفیں اور گوناگوں ضرر اٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کیا قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لئے کسی کو نہ پکڑے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

اور جب اسے پھانسی کی سزا دی گئی تو وہ
مسکرا اُٹھا اور اسے شہادت کا نام دے
کے اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا یہ دیکھ کر
انگریز نے چپکے سے اس سزا کو جلا وطنی
سے بدل دیا۔

قتیل اس سا زمانے میں منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاز نے لنگر اٹھایا تو عرشے پر کھڑے تمام قیدیوں نے مادرِ وطن پر آخری محبت بھری نظر ڈالی کچھ قیدی ایسے بھی تھے جن کی محبت کا محور، گھر بار، کھیتی باڑی، ماں باپ بہن بھائی اولاد اور عزیز و اقارب تھے انہیں شاید یہ خیال ستا رہا تھا کہ وہ جیتے جی اپنے اعزاء و اقارب، پیاروں راج دلاروں اور سر سبز کھیتوں کو بھی دیکھ سکیں گے یا نہیں لیکن ان میں سے کچھ نیک بخت ایسے بھی تھے جن کے حاشیہ، خیال اور قلب و نگاہ کے کسی گوشے میں بھی ان میں سے کوئی چیز نہ تھی ان کی محبت کا مرکز و محور صرف دعوتِ حق تھی جس کیلئے انہوں نے اپنی ہر قیمتی سے قیمتی متاع کو قربان کر دیا تھا وہ اپنی کشتیاں جلا کر آ رہے تھے ان کے بیوی بچوں کو بھی عید کے روز گھر بدر کر دیا گیا تھا اب انہیں اس بات کی پروانہ تھی کہ وہ ایک ایسی بھیانک جگہ جا رہے ہیں جہاں کے شب و روز نا معلوم کتنے کربناک ہوں گے انہیں خیال تھا تو صرف اس تحریک حریت کا جسے وہ خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر سیراب کر رہے تھے، جب تک ساحل نظروں سے اوجھل نہ ہوا قیدی اپنے اپنے خیالات میں گم سم حیرت کی تصویر بنے اسے تکتے رہے جب نظروں سے اوجھل ہو گیا تو کتنے ہی دلوں سے اُٹھنے والا دھواں، عارض کے زمہریر میں پہنچ کر پانی کے قطرات کی صورت اختیار کر گیا اب وہ تھے ان کے رخساروں پر آنسوؤں کے قطرات تھے یا پھر چہار سو حد نظر تک پھیلا ہوا سمندر کا پانی۔ ان کے جذبات کی طرح سمندر بھی رفتہ رفتہ طغیانی کا رنگ اختیار کرتا گیا۔ ان ہی قیدیوں میں وہ بھی شامل تھا جو اپنا سب کچھ دین ہدیٰ کیلئے نثار کر کے اب بیس سال جلا وطنی میں گزارنے کیلئے جا رہا تھا وہ حالت شباب میں جا رہا تھا اور شباب زندگی قید و بند پر قربان کرنے والا تھا وہ کون تھا؟ آج اسے دنیا "جعفر تھانیسری" کے نام سے جانتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیئے جذبہ حریت بکھیرتا ہوا اس کتابِ زندگی کا ورق ورق کھولتے ہیں۔

وہ پچیس برس کا کڑیل خوبصورت جوان تھا۔ شباب کے زمانہ میں مذہبی جوش جنون کی حد تک پہنچ چکا تھا اس کے خلاف دنیوی فائدے کی خاطر ایک فرد غزن خان نے ایک لمبی چوڑی داستان ڈپٹی کمشنر کرنال کو سنائی اور کہا کہ سرحد پر ہندوستانی مجاہدین سے لڑی جانیوالی جنگ میں تھانیسر کا نمبردار محمد جعفر مجاہدین کی روپیہ اور آدمیوں سے مدد کر رہا ہے ڈپٹی کمشنر نے یہ داستان سنی تو بذریعہ تار ضلع انبالہ میں رپورٹ بھیج دی، تھانیسر شہر ضلع انبالہ میں واقع تھا۔ جب یہ خبر انبالہ پہنچی تو اس نوجوان مجاہد کی خانہ تلاشی کیلئے وارنٹ جاری ہو گئے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کپتان پارسن پولیس کی ایک بھاری جمعیت کے ساتھ راتوں رات آن وارد ہوا رات کے تین بجے چاروں طرف سے مکان کا محاصرہ کر کے اسے باہر بلایا باہر نکلتے ہی اس نے دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس خانہ تلاشی کے وارنٹ لئے دروازے پر موجود ہے اس نے وارنٹ دکھائے اور کہا کہ مکان کی تلاشی دو۔ جعفر سمجھ گیا کہ مخبری ہو چکی ہے اس نے سوچا تلاشی پہلے گھر کے اندر کی ہو تو بہتر ہے تا کہ بیٹھک میں رکھا ہوا خط پولیس کے ہاتھ نہ لگے لیکن سپرنٹنڈنٹ اسی بات پر مصر تھا کہ پہلے بیٹھک کی تلاشی لی جائے۔

بیٹھک میں داخل ہونے کیلئے دو دروازوں کو کھولنا پڑتا تھا جو اندر سے بند تھے چنانچہ جعفر نے منشی عبدالغفور کا نام لے کر جو اس وقت چند آدمیوں کے ہمراہ بیٹھک میں موجود تھا با آواز بلند کہنا شروع کیا سپرنٹنڈنٹ صاحب تلاشی کیلئے کھڑے ہیں تم جلد دروازہ کھول دو دراصل جعفر اندرونِ خانہ بتانا چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ لوگ تلاشی کی بات سمجھ کر دروازہ کھولنے سے پہلے اس خط کو چاک کر دیں جو بیٹھک میں پڑا ہوا تھا اور مجاہدین کی طرف روانگی کیلئے رکھا ہوا تھا لیکن مشیت ایزدی کو کون روک سکتا ہے۔ بیٹھک کے اندر والے گھبراہٹ میں اشاروں کو نہ سمجھ سکے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے دروازہ کھول دیا اب بیٹھک میں تلاشی ہونے لگی تو سب سے پہلے وہی خط پولیس کے ہاتھ لگا خط امیر قافلہ کے نام تھا جس میں ایک رقم کی روانگی کا ذکر تھا۔

پولیس کو واضح ثبوت مل چکا تھا چنانچہ وہ منشی عبدالغفور اور ایک لڑکے عباس نامی کو جو بیٹھک میں سویا ہوا تھا پکڑ کر لے گئی۔ جعفر کے بارے میں ان کے پاس وارنٹ گرفتاری اور گورنمنٹ کی منظوری نہ تھی جو ایسے مقدمات کیلئے ضروری ہوتی ہے اس لئے پولیس نے ان کے ساتھ کچھ تعرض نہ کیا۔

پولیس کے چلے جانے پر جعفر سوچ رہا تھا کہ میرے گھر سے ثبوت مل چکا ہے اور عتاب سے بچنے کی ایک تدبیر یہی ہے کہ فرار ہوا جائے اس سلسلہ میں وہ موضع پیپلی بھی آیا اور تحصیل اور پولیس ملازمین سے بھی رائے لی چنانچہ کافی سوچ بچار کے بعد وہ ایک دن شام کے وقت انبالہ روانہ ہو گیا لوگ اسے چشم محبت اور ترحم کی نظروں سے دیکھ رہے تھے جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا تو ہر کسی کو یقین ہو گیا کہ وہ انبالہ جا رہا ہے جب تک دن کی روشنی رہی وہ برابر سڑک پر انبالہ کی جانب محو سفر رہا اب شام کا وقت ڈھلنا شروع ہوا تاریکی نے اپنے بازو پھیلانے شروع کر دیئے پرندے اپنے گھروں کی جانب کوچ کرنے لگے لیکن وہ ایک بے گھر مسافر کی طرح سفر کرتا رہا اب تاریکی نے اپنا دامن وسیع کر دیا تھا اور مسافر دور دور تک نظر نہ آتے تھے تو اس نے سڑک کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی اور تھانیسر کے متصل اپنی زمین پر ایک بجے رات پہنچ گیا۔

وہاں اس نے اپنی والدہ اور بیوی بچوں کو الوداع کہا اس لئے کہ وہ لمبی مدت کیلئے اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو رہا تھا جعفر تھانیسری کے بیان کے مطابق ''میرے بیوی بچوں کے سامنے میرا تانگہ دہلی کو چل پڑا وہ حادثہ ناقابل بیان ہے آج بھی وہ ایک ایک لمحہ میرے ذہن پر نقش ہے اور شب و روز کی گردشوں کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

باوجود میں اسے نہ بھول سکا۔

جعفر نے دہلی پہنچ کر آزادی سے گھومنا شروع کر دیا اسے پختہ یقین تھا کہ جس چال سے وہ آیا ہے شاید کوئی مدت تک بھی اس کی تلاش میں ادھر نہ آسکے۔ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۳ء کو وہ اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ علی گڑھ کو روانہ ہو گیا وہ علی گڑھ پہنچ کر ریل میں سوار ہو جانا چاہتا تھا۔

۱۲ ستمبر کو جب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جعفر کے گھر سے خطوط ملے اور وہ ان آدمیوں کو جو اس کے گھر سے ملے تھے انبالہ لے گیا تو ان کو دیکھ کر گورنمنٹ نے اس کی گرفتاری کے ورانٹ جاری کر دیئے وہی سپرنٹنڈنٹ پارسن وارنٹ گرفتاری لے کر تھانیسر آیا تو جعفر کو غائب پایا پھر کیا تھا شہر میں آفت مچ گئی سینکڑوں گھروں کی تلاشی ہوئی اس کی گرفتاری کیلئے دس ہزار روپے کا انعامی اشتہار جاری ہوا بوڑھی والدہ اور اس کے بھائی سعید کو جو اس وقت صرف بارہ تیرہ سال کا تھا سخت تشدد اور مار پٹائی کا نشانہ بنایا گیا پردہ نشین عورتوں کو اس قدر آلام و مصائب کا تختہ مشق بنایا گیا کہ سن کر دل لرز اُٹھتا ہے محمد سعید جو نہایت کم سن تھا سخت مار پیٹ کی تاب نہ لا سکا ڈر گیا اور جان بچانے کیلئے بول اٹھا کہ میرا بھائی دہلی گیا ہوا ہے۔

چنانچہ پارسن دہلی پہنچا اور یہاں بھی آفت مچا دی سراؤں اور شہروں کے دروازے بند کر دیئے ہزاروں آدمیوں کی تلاشی ہوئی اس پکڑ دھکڑ میں پارسن کو یہ علم ہو گیا کہ جعفر فلاں وقت دو ساتھیوں کے ہمراہ علی گڑھ کی طرف روانہ ہوا ہے اس نے اسی وقت تار برقی کے ذریعہ علی گڑھ گرفتاری کیلئے خبر کر دی۔

جعفر، علی گڑھ پہنچا تو سڑک پر اترتے ہی پولیس نے گھیر لیا اور سپرنٹنڈنٹ، کے بنگلہ پر لے گئی پھر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر دیا اس کے حکم سے تینوں کو تار کے جواب ثانی آنے تک حوالات میں بند کر دیا گیا اسی دن شام کے وقت جب وہ تیمم کر کے نماز پڑھ رہا تھا پارسن وہاں پہنچ گیا اور انہیں بحالت قید دیکھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اس کو پھانسی گھر میں نہایت حفاظت کے ساتھ بند کر دو حکم کی فوراً تعمیل کی گئی اور اسے ایک تنگ و تاریک اور کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا اردگرد پہرے دار متعین کر دیے گئے۔

آیئے اب جعفر کی کہانی ان کی زبان سے سنتے ہیں جس سے ایمانی رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔

''پھانسی گھر میں بند ہو کر مجھے عقل آئی ہے اس فرار اور تدبیر پر فخر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تھا اس فرار سے مقدمہ بہت بھاری ہو گیا اور پھر مجھے یا میرے عزیزوں اور دوستوں کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا وہ اسی فرار نابکار کا ثمرہ تھا آزمائش کے وقت بھاگ جانا سچے لوگوں کا کام نہیں ہوتا۔ علی گڑھ کے پھانسی گھر میں قید تھا کہ ایک رات پہرے دار پوچھنے لگے پھانسی والے مجرم پر بھی صرف ایک پہرہ ہوتا ہے تم ایسا کیا قصور کر آئے ہو جس سے تم پر تین پہرے لگائے گئے ہیں میں نے جواب دیا میں جس آقا کا غلام تھا اس کے حکم کے بغیر بھاگ نکلا لہٰذا وہ ناراض ہو گیا اور مجھے راستہ ہی سے پکڑوا دیا۔''

رات کے وقت اس کو جیل میں کھانا دیا گیا جو دو روٹیوں اور تھوڑے سے ساگ پر مشتمل تھا ساگ میں موٹے موٹے ڈنٹھل تھے۔ اس لئے ان کا چبانا دشوار تھا۔ روٹیوں میں چوتھائی کے قریب ریت اور مٹی ملی ہوئی تھی جسے اللہ کا صبر و شکر کر کے چند نوالوں کی صورت پیٹ میں اتارا۔

سوئے مقتل:

جعفر تھانیسری کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں تھیں پاؤں میں بیڑیاں تھیں، گلے میں طوق ڈال دیا گیا اور طوق میں بطور باگ ڈور ایک زنجیر ڈال کر اس کا سرا ایک مسلح سپاہی کو دے دیا گیا پارسن اور دوسرا انسپکٹر پولیس دائیں بائیں بھرے ہوئے تمنچوں کی جوڑیاں لے کر بدن سے بدن ملا کر بیٹھ گئے۔ دہلی کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف سفر شروع ہوا۔
علی گڑھ سے دہلی تک کھانا پینا تو درکنار کسی سخت ضروری حاجت کیلئے بھی نہ اتارا گیا جب نماز کا وقت آتا تو وہ اجازت کے بغیر ہی بیٹھے بیٹھے بحالت تیمم اشاروں سے نماز پڑھ لیتے۔ لوہے سے جکڑے ہوئے جب وہ دہلی میں داخل ہوئے تو انہیں سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی کے بنگلہ کے ایک تہ خانہ میں بند کر دیا گیا۔
دوسرے دن دہلی سے کرنال اور کرنال سے انبالہ تک لے جایا گیا جب اپنے شہر انبالہ پہنچے تو رات بھیگ چکی تھی انہیں ایک پھانسی گھر میں بغیر کھانا دیئے بند کر دیا گیا چنانچہ اپریل کے شروع تک وہ یہیں بند رہے۔

جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے:

ایک دن فجر کے وقت سپرنٹنڈنٹ پارسن میجر بام فیلڈ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور کپتان ٹائی ڈپٹی کمشنر انبالہ جیل کوٹھڑی میں آئے اور کہا کہ جعفر! تم اس مقدمے کا سارا حال بتا دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا جعفر نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا پارسن نے پہلے تو ڈرایا دھمکایا اور پھر مار پیٹ شروع کر دی جب مار انتہا کو پہنچ گئی تو جعفر تھانیسری گر پڑے ٹائی صاحب بام فیلڈ کوٹھڑی سے باہر کھڑے ہو گئے جب اس قدر تشدد پر بھی کچھ نہ بتایا تو وہ سب اس دن مایوس ہو کر چلے گئے جعفر بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے ظلم وتعدی کی یہ کیفیت دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے میرے ذمہ رمضان المبارک کے کچھ روزے تھے دوسرے دن میں نے ان کو بطور قضا کے رکھنا شروع کر دیا۔
دوسرے دن میں روزے سے تھا علی الصبح پارسن آیا اور وہی کارروائی شروع کر دی تھوڑی زدوکوب کے بعد مجھے اپنی بگھی میں بٹھا کر ڈپٹی کمشنر ٹائی صاحب کے بنگلے پر لے گیا جہاں ٹائی اور بام فیلڈ دونوں موجود تھے انہوں نے بڑی چاپلوسی کی کہ ہم تحریری عہد کرتے ہیں کہ اگر تم دوسرے شرکاء اور معاونین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہاد کے نام بتا دو تو تمہیں سرکاری گواہ بنا کر رہا کر دیں گے اور ایک بڑے عہدے پر فائز بھی کر دیں گے بصورت دیگر تمہیں پھانسی کی سزا دی جائے گی۔ میں نے اس چاپلوسی پر بھی انکار کر دیا۔ پھر پارسن ان دونوں سے انگریزی میں کچھ باتیں کر کے مجھے ایک الگ کمرے میں لے گیا اور وہاں پھر مارنا شروع کیا آٹھ بجے صبح سے آٹھ بجے رات تک مجھ پر اسقدر مار پیٹ ہوئی کہ شاید کسی پر ہوئی ہو لیکن بفضل الٰہی میں نے سب کچھ برداشت کر لیا اور ہر دم اپنے رب سے دعا کی "اے رب ذوالجلال! یہ امتحان کا وقت ہے تو مجھے ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما جب وہ ہر طرح مایوس ہو گئے تو لاچار ہو کر انہوں نے آٹھ بجے رات مجھے واپس جیل خانہ بھیج دیا۔ میں تمام دن روزے سے تھا بنگلہ سے باہر نکل کر درخت کے پتوں سے روزہ افطار کیا جیل میں پہنچ کر جو میرے حصے کا کھانا رکھا ہوا تھا کھایا اور شکر الٰہی کر کے سو گیا۔

پولیس کے تشدد اور مختلف مراحل سے گزرتا ہوا یہ مقدمہ ۲ مئی ۱۸۶۴ء کو سیشن جج کے سامنے پیش ہوا عدالت کے کٹہرے میں جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ علی اور محمد شفیع پابہ زنجیر کھڑے تھے۔

عدالت کی طرف سے سب سے پہلے جعفر کو مخاطب ہو کر کہا گیا تم بہت عقلمند، ذی علم، قانون دان اپنے شہر کے نمبردار اور رئیس ہو تم نے اپنی ساری عقلمندی اور قانون دانی کو سرکار کی مخالفت میں خرچ کیا تمہارے ذریعہ سے سرکار کے دشمنوں کو آدمی اور روپیہ بھیجا جاتا تھا۔ تم نے انکار محض سے کام لیا اور سرکار کی خیر خواہی کا قطعا دم نہیں بھرا اور فہمائش کے باوجود تم نے قطعا سرکار کی خیر خواہی نہیں کی تمہیں پھانسی دی جائے گی تمہاری کل جائیداد بحق سرکار ضبط ہو گی تمہاری لاش بھی وارثوں کو نہیں دی جائے گی بلکہ نہایت ذلت کے ساتھ جیل کے گورستان میں گاڑ دی جائے گی آخر میں یہ بھی کہا کہ میں تمہیں پھانسی پر لٹکتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جعفر نے یہ سارا بیان نہایت سکون سے سنا اور پر وقار انداز میں کہا کہ جان دینا اور لینا اللہ کا کام ہے وہ چاہے تو میرے مرنے سے پہلے تم کو ہلاک کر دے اس جواب سے وہ بہت خفا ہوا مگر پھانسی کا حکم دینے کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔

پھانسی کا حکم سن کر جعفر کو اتنی خوشی ہوئی کہ گویا اسے ہفت اقلیم کی سلطنت مل گئی ہو اس لئے کہ وہ شہید ہونیوالا تھا اس نے تشدد برداشت کیا لیکن مجاہدین میں سے کسی ایک کا نام بھی زبان پر نہ آیا اب عدالت میں بیٹھے لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کہ یہ کیسا شخص ہے پھانسی کا حکم سن کر تو بڑے بڑے بہادروں کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے جب موت سامنے رقص کر رہی ہو تو بڑے بہادر لوگ بھی راہ حق سے پھسل جاتے ہیں لیکن جعفر کا چہرہ تو اس بات کا اعلان کر رہا تھا۔

ہے اپنا وطیرہ تو اک جرأتِ رندانہ
گلے ہنس لگاتے ہیں گر موت ہو عزت کی

لوگ حکم سرکار کو سن کر دم بخود ان مجرموں کے مسکراتے ہوئے چہروں کو دیکھ رہے تھے جیل خانہ تک سڑک کے ارد گرد بیسیوں مرد عورت منہ دیکھتے ہوئے چلے گئے جیل خانہ پہنچے تو ان تینوں مجرموں کو گیروا لباس پہنا دیا گیا اور علیحدہ علیحدہ تین پھانسی گھروں میں بند کر دیا گیا اور یہ حکم سنا دیا کہ تمہارے لئے بڑے اہتمام سے تین نئی پھانسیاں اور ان کے ریشمی رسے تیار ہو رہے ہیں اور ادھر پھانسی کی منظوری کیلئے مقدمہ کو پنجاب کے محکمہ چیف کورٹ میں بھیج دیا گیا۔

جعفر اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ''اہالیان جیل ہمیں پھانسی دینے کیلئے سامان تیار کر رہے تھے اور ادھر ہم انگریزوں کا تماشہ بن رہے تھے۔ صدہا صاحب لوگ اور میم ہمیں دیکھنے کیلئے روزانہ پھانسی گھروں میں آتے تھے۔ دوسرے پھانسی والے عام قیدیوں کے برعکس جب یہ یورپین زائرین ہمیں نہایت

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شاداں وفرحاں دیکھتے تو ازراہ تعجب ہم سے پوچھتے کہ تمہیں تو بہت جلد پھانسی ہو گی پھر تم اس قدر خوشی کا اظہار کیوں کرتے ہو ہم اس کے جواب میں صرف یہ کہتے تھے کہ ہمارے مذہب میں اللہ کی راہ میں ایسے ظلم سے مارے جانے پر شہادت کا درجہ ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم اس پر مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

ایک رات ہم تینوں آدمی پھانسی گھر میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس وقت ہمارے سب محافظ باہمی مشورہ کے بعد ہم سے کہنے لگے کہ تم تینوں اس وقت اندھیری رات میں بھاگ جاؤ ہمیں غفلت کے جرم میں کچھ قید وغیرہ کی سزا ہو گی جسے ہم بھگت لیں گے لیکن تمہاری جانیں تو بچ جائیں گی ہم نے ان کی ہمت اور نیت خیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں تمہیں اس نیک نیتی کا اجر دے مگر ہم فرار نہیں ہوں گے جب اللہ چھڑا دے گا خود بخود چھوٹ جائیں گے انہی ایام پر درد میں جعفر کو خبر ملی کہ تمہاری والدہ کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور اس کے زہر سے ان کا انتقال ہو گیا ہے لیکن اس بوڑھی عورت نے جو ایک عرصہ سے اپنے بیٹے کے فراق میں آہیں بھر رہی تھی بوقت انتقال بڑا استقلال دکھایا لوگوں نے اسے کہا کہ وہ جھاڑ پھونک والے لوگوں کو بلا کر ان کی صحت کیلئے کچھ کریں چونکہ اس میں کچھ شرکیہ رسومات شامل تھیں اس لئے ان کی والدہ نے کہا ''مدت ہوئی شرک وبدعت میرے گھر سے اٹھ گیا ہے اپنے بیٹے کی غیر حاضری میں گھر میں شرک نہیں ہونے دوں گی ایسی بے ایمانی کی حیات سے موت افضل ہے۔''

جب بہت سے صاحب اور میم لوگ شہادت کے متوالوں کو زنداں کی تاریک کوٹھری میں مسرت سے معمور دیکھ گئے تو سب لوگوں میں یہ چرچا پھیل گیا چنانچہ انگریزوں نے خیال کیا کہ ایسے دشمنوں کو منہ مانگی موت نہیں دینی چاہئے جس پر وہ اس قدر مسرت کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ انہیں کالا پانی بھیج کر وہاں کے آلام و

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مصائب کا تختہ مشق بنایا جائے۔

۱۲ ستمبر کو ڈپٹی کمشنر انبالہ پھانسی گھروں میں آیا اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ تم لوگ پھانسی کی سزا کو بہت محبوب سمجھتے ہو اور اسے شہادت کا نام دیتے ہو اس لئے حکومت تمہیں تمہاری پسندیدہ سزا دینے کیلئے تیار نہیں سرکار کے بدترین دشمن اور غدار ہونے کی وجہ سے تمہاری سزا کو حبس دوام دریائے شور (بحالت قید کالا پانی عمر گزارنے) سے بدل دیا ہے۔ یہ حکم سنانے کے بعد پھانسی کے ان قیدیوں کو بھی دوسرے عام قیدیوں سے ملا دیا گیا اور دن بھر ان سے سخت مشقت لی جانے لگی۔

جیل میں بحالت تنہائی قیدیوں کی سوچ کے دھارے اکثر اپنی بے بسی و لاچاری کی طرف بہنا شروع کر دیتے ہیں اب جعفر کی زبان سے بھی اپنی لاچاری کی داستان سنئے ''دنیا کی دولت اور حشم و جاہ کی پائیداری، حالتِ سیمابی اور ہرجائی پن کا اندازہ لگایئے کہ خانہ تلاشی سے قبل ۱۲ دسمبر تک میرے پاس ہزاروں روپیہ کی جائیداد منقولہ تھی بیسیوں آدمی میری رعیت میں تھے۔ ایک بڑے شہر کا نمبر دار تھا گھوڑے اور گاڑیاں سواری کیلئے تھیں اور ہر کام کیلئے گھر میں نوکر چاکر تھے لیکن خانہ تلاشی کے چند گھنٹے بعد جب میں فرار ہوا تو سب جاہ و حشم خاک میں مل گیا میرے فرار پر شدید غصہ کی وجہ سے مقدمہ کے اختتام پر صادر ہونے والے حکم سے قبل انگریزوں نے پہلے دن ہی تمام جائیداد قرق کر لی تھی۔ دوسرے دن میرے عزیزوں کو کوئی برآمدے میں کھڑا ہونے نہ دیتا تھا وہ جائیداد جو بیوی کو مہر میں دی تھی اس کے ساتھ شرعی بیع نامہ لکھ دیا تھا وہ پیش کیا گیا تو بھی انگریز نے ایک نہ سنی اور میری بیوی اور دو شیرخوار بچوں کو ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا۔''

انبالہ جیل سے لاہور جانے کیلئے جب میں تیار ہوا تو بیوی بچے ملاقات کیلئے آئے جس دن ملاقات ہوئی رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور میں روزے سے تھا جیل سے باہر ایک کوٹھری میں دیر تک گفتگو ہوتی رہی میرا گیرو رنگ کا لباس کمبل کا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرتا اور پاؤں میں زنجیر وسلاسل دیکھ کر میرے اقربا نہایت غمگین و افسردہ ہوئے میں نے انہیں تسلی دی اور ہر حال میں ایمان وصبر پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کی، کوئی سوا سال کے بعد آج جب میں نے اپنے بیٹے محمد صادق کو دیکھا تو ایسا صحت مند تھا کہ میں اسے مشکل سے پہچان سکا اس سے یہ میری آخری ملاقات تھی اس کے بعد میں نے دوبارہ اسے اس دنیا میں نہیں دیکھا۔

یہ شانِ بے نیازی:

۱۸ فروری ۱۸۶۵ء کا دن تھا جو گیا نہ گیرو لباس زیب تن کئے کالا کمبل اوڑھے ہوئے ہتھکڑی کے زیور سے آراستہ و پیراستہ منزل در منزل کوچ در کوچ یہ قافلہ لاہور جیل کی جانب رواں دواں تھا۔ چالیس قیدیوں پر یہ قافلہ مشتمل تھا ایک دو گاڑیاں بھی ساتھ تھیں سب پیدل چل رہے تھے۔ اگر کوئی تھک جاتا تو اسے گاڑی پر سوار کرلیا جاتا ورنہ سب پیادہ خلخال چھن چھناتے چلے جا رہے تھے برس سوا برس کے بعد ان قیدیوں نے جب باہر کی ہوا کھائی تو طبیعت کو کچھ سکون ملا۔

قدرت کی کرشمہ سازیاں دیکھئے جس دن قیدیوں کا یہ قافلہ سلاسل پہنے منزل اول سے روانہ ہوا مہاراجہ مہندر والئی پٹیالہ کی برات اسی راستہ سے ان کے سامنے سے گزر رہی تھی اور دھوم دھام سے جنوب سے شمال کی جانب رواں تھی سورج طلوع ہو رہا تھا صبح کا سہانا وقت اور فروری کے آخر کے گلابی جاڑے تھے ایک طرف سورج کی کرنوں میں برات کے سونا چاندی اور مرصع زیورات کی چمک دوسری طرف لوہے کی بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کی دمک تھی ادھر دوشالوں اور کمخواب کا رنگ اور ادھر جوگیا نہ لباس کی سرخی اور سیاہی کا ڈھنگ اُدھر ہاتھی اور گھوڑوں کی ہنکار ادھر بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کی جھنکار یہ سب چیزیں ایک دوسرے کے مقابل اس دنیا فانی کی عزت و ذلت اور مدارج کی کمی بیشی کا فرق عجب انداز سے دکھلا رہی تھیں۔ ممکن ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت راجہ نے ان قیدیوں کو بڑی چشم حقارت سے دیکھا ہو لیکن جس طرح امیر و فقیر اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہیں وہ بھی خالی ہاتھ ہی جانے والا تھا۔

یہ قیدی ایک مدت کے بعد جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے نکل کر کھلی فضا میں پہنچے تھے تو انہیں مہاراجہ پٹیالہ کے باراتیوں سے کم خوشی نہ تھی وہ ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتے جا رہے تھے۔ چنانچہ یہ اسیر لدھیانہ، پھلور، جالندھر اور امرتسر سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچ گئے جب شالا مار باغ کے سامنے پہنچے تو جن قیدیوں کے پاس نقدی تھی انہوں نے اپنا من پسند جو چاہا کھایا کیونکہ جیل کی کال کوٹھڑیوں میں معمولی کھانے کے علاوہ اور چیزیں ملنی محال بلکہ جرم تھیں۔

تین بجے شام کے قریب سینٹرل جیل لاہور کے دروازے پر پہنچے چالان کے بعد تمام قیدیوں کو ایک قطار میں بٹھا دیا گیا سپرنٹنڈنٹ جیل نے آکر قیدیوں کا معائنہ کیا اور بڑے غصہ سے حکم دیا کہ ان کے پاؤں میں ایک آڑا ڈنڈا بھی ڈال دینا چاہیے۔ چنانچہ اس حکم کے صادر ہونے کے ساتھ ہی لوہار آہنی ڈنڈا لے کر حاضر ہو گئے اور دونوں پاؤں کے کڑوں کے درمیان ایک فٹ پانچ گرہ لمبا آڑا ڈنڈا ڈال دیا گیا اس ڈنڈے کی وجہ سے چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا اور رات کو پاؤں پسار کر سونا محال تھا چلنے کیلئے اچھل اچھل کر چلنا پڑتا اور ازراہ تعصب یہ ڈنڈا مسلمان قیدیوں کے پاؤں میں ہی ڈالا گیا تھا۔

اس جیل کے درمیان ایک برج تھا اور اس کے اردگرد آٹھ علیحدہ علیحدہ بارکیں، صحن اور کارخانہ مشقت بنا ہوا تھا سپرنٹنڈنٹ نے حکم دیا کہ اس مقدمہ میں ملوث تمام قیدیوں کو علیحدہ علیحدہ بارکوں میں رکھو تا کہ ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں۔

اکتوبر کے آخر تک یہی مشق ستم جاری رہی اور اس مقدمہ کے تینوں قیدیوں کو چالان کر کے ملتان روانہ کر دیا گیا روانگی کے دن کیفیت یہ تھی کہ سینٹرل جیل لاہور ریلوے اسٹیشن تک پاؤں میں بیڑی سر پر بستر جسے ایک ہاتھ سے تھامے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں ہتھکڑی اس پر سپاہیوں کی ڈانٹ ڈپٹ کہ جلدی کرو ورنہ ریل چھوٹ جائے گی بہرکیف جب اسٹیشن پہنچے تو ان کو ریل کے ڈبے میں بند کر کے اوپر سے قفل چڑھا دیئے اور تمام راستہ دروازوں کو کہیں نہ کھولا گیا گویا جانور یا مال بند ہے رات آٹھ بجے کے قریب ملتان پہنچے رات کی تاریکی میں سر پر بستر اٹھائے جیل کی طرف کشاں کشاں چل دیئے اور دو دن ملتان جیل میں بند رہے۔ دو دن کے بعد ملتان سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر دریائے سندھ کے ایک پتن سے کشتی میں سوار کر دیا گیا ہتھکڑی اور ڈنڈے تو پہلے سے ہی زیب تن تھے یہاں ایک بڑی موٹی آہنی زنجیر بھی بیڑیوں کے درمیان پھنسا دی گئی جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا بھی محال ہو گیا اس وقت تقریباً آدھا آدھا من لوہا جسموں پر تھا۔ اگرچہ دریائے سندھ نیچے ٹھاٹھیں مار رہا تھا لیکن یہ تینوں قیدی اس قدر مجبور تھے کہ وضو کرنا بھی مشکل تھا لہٰذا پڑے پڑے تیمم سے نمازیں پڑھتے رہے اسی کیفیت میں سکھر اور ٹھٹھہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے پانچ چھ روز میں کوٹری پہنچے اور کوٹری سے بذریعہ ریل کراچی منتقل ہوئے۔

کراچی جیل نسبتاً آرام دہ تھی یہاں پہنچتے ہی ہتھکڑی اور آڑے ڈنڈے سے نجات مل گئی فقط آہنی بیڑی زیب تن رہی یہاں قیدیوں کو رات کے وقت بند بھی نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں اجازت تھی کہ کھلی فضا میں چٹائیوں پر جہاں چاہے سو جاتے پہریدار جیل کی فصیل پر گردش کرتے رہتے۔ جعفر کے بیان کے مطابق یہاں پہلی مرتبہ دمکتے موتیوں سے جڑے ہوئے سیاہی مائل آسمان کے نیچے سوئے تو دیگر جیل خانوں کی نسبت بڑا آرام محسوس ہوا۔

ایک ہفتہ کراچی ٹھہرے آٹھویں روز دیگر قیدیوں کے ہمراہ بحری جہاز میں بوریوں کی طرح بھر کر بمبئی بھیج دیا گیا۔ جہاز چونکہ بہت چھوٹا تھا اس لئے قیدیوں کو تہہ خانہ میں بھر دیا گیا۔ لنگر اٹھا کر ابھی جہاز تھوڑی دور گیا تھا کہ سمندر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے تلاطم اور موجوں کی طغیانی کے باعث ڈگمگانے لگا۔جس سے قے اور متلی شروع ہوگئی جگہ کی قلت کی بنا پر ایک دوسرے کے اوپر ہی قے جاری تھی جس سے تکلیف میں اور بھی زیادہ اضافہ ہو گیا۔اس دکھ درد بھری داستان کو اپنے پیٹ میں چھپائے ہوئے جہاز تین روز کے بعد بمبئی کی بندرگاہ میں داخل ہوا تو قیدیوں کو بذریعہ ریل بمبئی کے جیل خانے میں پہنچا دیا گیا جیل کیا تھی یہ مرہٹوں کے وقت کا ایک بڑا مستحکم اور مضبوط قلعہ تھا جس کے چاروں طرف ایک بڑی گہری اور پختہ خندق بنی ہوئی تھی۔رات کے وقت قیدیوں کو دو دو جوار کی روٹیاں اور دال دے کر علیحدہ علیحدہ کمروں میں بند کر دیا گیا۔

رخصت اے بزم جہاں:

جمنا جہاز ۸ دسمبر ۱۸۶۵ء کو بمبئی سے کالا پانی روانہ ہو رہا تھا۔ یہ جہاز انگلینڈ کا بنا ہوا تھا تمام عملہ بھی انگریزوں کا تھا جب جہاز نے لنگر اٹھایا تو عرشے پر کھڑے تمام اسیرانِ بلا نے مادر وطن پر آخری محبت بھری نظر ڈالی کہ اے وطن کے باسیو! خوش رہنا پھر ملیں گے تمام قیدیوں پر ایک سکوت کی کیفیت طاری تھی ہر ایک کے دل میں درد سمٹ آیا تھا بھلا وہ پنچھی درد وغم سے معمور کیوں نہ ہو جس کو اس کے مولد و مسکن سے جدا کر دیا جائے اس جگہ سے جہاں اس نے بچپن گزارا ہو بہاروں میں کھلتے مسرت کے غنچوں کو دیکھا ہو خزاں کی اداس شاموں کو دیکھا ہو جس کی ہر ہر ڈالی سے اس کی یادیں وابستہ ہوں۔

یہ منظر بڑا دردناک تھا لیکن اے جعفر! تیرے جذبہ ایمانی کے صدقے تو سوزِ ایماں سے کس قدر معمور تھا کہ ان سب چیزوں سے مسکراتا ہوا جدا ہو رہا تھا اور اس بات کا علان کر رہا تھا۔

ساحل کے سکوں سے کسے انکار ہے لیکن
طوفانوں سے لڑنے میں مزہ ہی کچھ اور ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساحل نظروں سے اوجھل ہو گیا جہاز اب رینگتا ہوا جانب منزل رواں تھا۔ ۳۴ ویں دن ۱۱ جنوری ۱۸۶۶ء کو جہاز قبل از دو پہر پورٹ بلئر انڈمان پہنچ گیا انبالہ سے انڈمان کے پانیوں میں داخل ہونے کی مدت گیارہ ماہ ہے۔

اب آیئے جعفر کی زبان سے یہ داستان خوں رنگ سنتے ہیں۔

جہاز لنگر انداز ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی کشتیاں پہنچ گئیں تمام قیدیوں کو ان میں بٹھا کر انڈمان کے صدر مقام روس کی طرف روانہ کر دیا۔ ساحل سمندر پر ایک جم غفیر کھڑا تھا ابھی ہم کشتی پر سوار ہی تھے کہ کنارے پر کھڑے ایک آدمی نے بلند آواز سے پوچھا:

محمد جعفر اور مولوی یحییٰ علی صاحب بھی اس جہاز سے آئے ہیں؟

جی ہاں وہ دونوں آئے ہیں میں نے جواب دیا۔

یہ سننا تھا کہ وہ لوگ پانی میں کود پڑے اور ہمارا استقبال کیا ساحل پر قدم رکھتے ہی یہ خبر ملی کہ مولانا احمد اللہ چھ ماہ قبل ہی یہاں پہنچ گئے تھے اور یہ لوگ انہی کے بھیجے ہوئے تھے۔ تین برس کے بعد پہلی مرتبہ پیٹ بھر کے کھانا کھایا اگر چہ اس تاریخ سے ہم آزاد ہو گئے تھے اور پھر کبھی بارک، قیدیوں کا لباس یا قیدیوں کا کھانا نہیں دیکھا لیکن اس کے باوجود ہم اٹھارہ برس تک کالے پانی میں ملزموں کی طرح رہے۔" (ان اٹھارہ برس کے واقعات اور جزیرہ انڈمان کا مطالعہ مشاہدہ کرنے کیلئے "کالا پانی" کتاب کا مطالعہ کریں۔)

آج اٹھارہ برس کے بعد یہ حق کا راہی اپنے وطن لوٹ رہا تھا ایک وقت وہ جوگیانہ لباس میں ہتھکڑیوں سے آراستہ پولیس کے زیر حراست مغرب کی جانب روانہ ہوا تھا۔ آلام ومصائب کا تختہ مشق بنا ہوا تھا۔ دشمن، عیار اور غدار کے القاب سے نوازا گیا تھا۔

درحقیقت یہ اللہ کی طرف سے ایک امتحان تھا۔ اس دیوانے نے اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے اپنے مال و جائیداد کو قربان کر دیا بیوی بچوں کی محبت کو داؤ پر لگا دیا الزامات سہتا رہا نفرتوں کو برداشت کرتا رہا ہر زخم کو سینے پر حنا سمجھ کر سجاتا رہا اور اس بات کی تصویر بن گیا۔

ہر زخم کو زینت ایماں سمجھ کر سہتے ہیں
یہ سینہ تو واللہ زخموں کیلئے ہی سجا رکھا ہے

قدرت اس جذبہ صدقہ کا مشاہدہ کرتی رہی پھر کیا تھا اسے کامیابی کے انعام سے نواز دیا گیا۔ آج وہ اپنی کامیابی پر خوش تھا اور شاداں فرحاں اپنے وطن کی جانب محو سفر تھا۔

جعفر بیان فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز کے بعد میں پانی پت میں اپنے گھر پہنچا میری بیوی اور لڑکے مجھے دیکھ کر باغ باغ ہو گئے جو بچہ چند دن کا تھا اب بیس برس کا ہو چکا تھا پانچ دن ٹھہرنے کے بعد براستہ کرنال تھانیسر گیا اور چند گھنٹے تھانیسر قیام کرنے کے بعد انبالہ لوٹ آیا جس جس شہر میں یہ عاجز گیا ہزاروں کی تعداد میں خلقت میری آمد کی خبر سن کر میری ملاقات کیلئے آتی تھی۔ تھانیسر میں تو اس قدر اژدہام ہوا کہ میں اس رات سو بھی نہ سکا اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت سے لوگ میری ملاقات سے محروم رہ گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

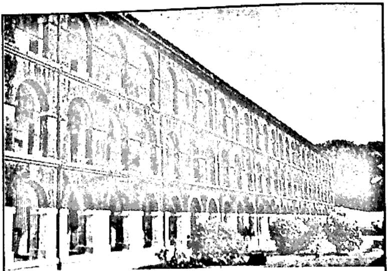

THE CELLULAR JAIL OR KALA PAANI

زیادہ دن نہیں گزرے یہاں اک جیل خانہ تھا
بالفاظ دیگر جو زدستم کا آشیانہ تھا
یہاں اک چار دیواری میں زنجیریں کھڑکتی تھیں
ہزاروں قیدیوں کی مضطرب روحیں پھڑکتی تھیں
یہاں ڈھلتی رہیں صبح و مسا لوہے کی زنجیریں
یہاں قبروں پہ قبریں بن گئیں انمول تصویریں
محبانِ وطن کا خونِ ناحق ہے نہاں اس میں
ہزاروں قیدیوں کی دفن عمر رواں اس میں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بہت سے غازیانِ سربکف کو دار پر دیکھا
بہت سی گردنوں کو خنجر خونخوار پر دیکھا
یہاں آزادئ قوم و وطن کی جستجو کی ہے
یہاں ہم نے خود اپنی بیڑیوں سے گفتگو کی ہے
یہاں ہم نے خود اپنی قوم کے جلاد بھی دیکھے
یہاں فرعون بھی دیکھے یہاں شداد بھی دیکھے
جوانانِ وطن کو پے بہ پے بڑھتے ہوئے دیکھا
بہادر ساتھیوں کو دار پر چڑھتے ہوئے دیکھا
تہ خاکِ قفس اپنی جوانی دفن کی ہم نے
پس دیوارِ زنداں اک کہانی دفن کی ہم نے
ہماری قید گاہوں کے نشان بے شک مٹا ڈالو
سب ایسی بے ضرورت یاد گاروں کو ہٹا ڈالو
یہاں گونجیں گے لیکن نالہ ہائے بے اماں اپنے
کہ اس کی خاک میں مدفون ہیں کڑیل جواں اپنے

(شورش کاشمیری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاتح قادیانیت
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

جب مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد الوداعی ملاقات کیلئے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی مجلس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: ثناء اللہ! طلبہ تمہاری بہت شکائتیں کیا کرتے تھے لیکن جسے اللہ کچھ عطا فرماتا ہے اس سے حسد بھی کیا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حال بازار امرتسری میں جیمز نامی ایک پادری عیسائیت پر تقریر کر رہا تھا اس نے اپنی تقریر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی سینکڑوں مسلمانوں کا ہجوم تھا جن میں اچھے اچھے علماء بھی موجود تھے سارا مجمع خاموشی سے تقریر سن رہا تھا کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ پادری کی جسارت پر تنقید کرے چنانچہ کسی نے بھی پادری کو نہ روکا اور نہ ہی اس سے گفتگو کی کوشش کی اسی مجمع میں ایک بچہ بھی موجود تھا جس کی عمر بمشکل پندرہ سال ہوگی اس نے جب یہ دیکھا کہ کوئی بھی اس پادری کا جواب دینے کیلئے میدان میں نہیں آیا تو وہ کم سن مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور پادری کو سلام کر کے کہا آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو پوچھوں؟ پادری نے پہلے اس بچے کی کم سنی پر غور کیا پھر کہا پوچھو میاں کیا پوچھتے ہو؟ ہم تو یہاں کھڑے ہی اس لئے ہیں کہ کوئی ہمارے ذریعے ہدایت پائے۔

بچے نے کہا پادری صاحب آپ بار بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے رہے یہ تو بتائیں کہ اللہ کی شادی کب ہوئی؟ کہاں ہوئی؟ اللہ کی زوجہ کا نام کیا ہے؟ بیٹا اللہ نے خود بنایا؟ یا کہ اللہ کی بیوی نے جنا؟

اس سوال سے حاضرین پر سناٹا چھا گیا پادری دم بخود رہ گیا ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے لیکن کوئی جواب بن نہ پایا اور نہ ہی کوئی دلیل سمجھ میں آئی پادری کو حیران و پریشان دیکھ کر وہ بچہ پھر یوں گویا ہوا پادری صاحب! کیوں اللہ کے بھیجے ہوئے رسول مسیح علیہ السلام کی توہین کر رہے ہو ان کو اللہ کا بیٹا بنا کر ان کا مرتبہ گھٹا دیا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نہ آپ کا اللہ کی ہستی پر یقین ہے اور نہ ہی اس کی صفات پر اسی طرح مسیح علیہ السلام کی رسالت و نبوت پر بھی آپ کا ایمان نہیں ہے۔ پادری صاحب! آپ کسی دوسرے کو کیا ہدایت دیں گے جبکہ خود ہی صحیح راستے سے بھٹک چکے ہیں اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گمراہی کی طرف جا رہے ہیں سنئے پادری صاحب! ہمارا اللہ برحق ہے اور اس کے رسول برحق ہمیں حق کی تعلیم دیتے ہیں اور دین برحق کی عظیم عمارت اس پر استوار ہے کہ:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

لیکن آپ کا مذہب ہے کہ اللہ کی وحدت اور مسیح علیہ السلام کی رسالت دونوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ عیسائیت نہ اللہ پر کامل ایمان رکھتی ہے اور نہ ہی مسیح علیہ السلام پر یقین رکھتی ہے۔

اس مختصری تقریر سے پادری صاحب کے پسینے چھوٹ گئے اور بھاگتے ہی بنی، مسلمانوں نے فرط مسرت سے اس بچے کو گلے لگا گیا۔

یہ لڑکا کون تھا؟ جو کم عمری میں ہی اپنے دل میں اسلام کی اتنی غیرت رکھتا تھا کہ اس کے خلاف اٹھنے والی آواز کو برداشت نہ کر سکا اور بچپن سے ہی ذہانت و فطانت اور حاضر جوابی کا لوہا منوالیا یہ لڑکا وہ تھا جسے دنیا آج ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے یہ وہی تھا جس کی ساری عمر کفر اور مذاہب باطلہ کے خلاف لڑتے ہوئے گزر گئی آیئے اس مرد مجاہد کی زندگی سے کچھ واقعات پڑھیں۔

رفوگری کی اس دکان میں ایک بھولا بھالا یتیم و مسکین بچہ صبح سے شام تک کام کرتا تھا صبح و شام کی محنت سے جو مزدوری ملتی بمشکل گزران ہوتا تھا ایک روز وہ کام میں مشغول تھا کہ ایک عالم دین بڑا سا قیمتی جبہ رفو کروانے کیلئے لائے اس بچے نے جس کا نام ثناء اللہ تھا حسب وعدہ اس کو رفو کر دیا جب عالم نے اس کا کام دیکھا تو بہت تعریف کی اسی اثناء میں کچھ مذہبی باتیں چھڑ گئیں رفوگر بچے نے چند سوالوں کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہت معقول جواب دیا عالم نے دریافت کیا میاں کہاں تک تعلیم پائی ہے۔ ثناء اللہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور کہا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں والدین فوت ہو چکے ہیں نہ کوئی پڑھانے والا نہ کما کر دینے والا رفوگری سے جو چار پیسے کماتا ہوں اس سے بمشکل گزران ہوتی ہے عالم نے اس کو مشورہ دیا کہ تم ضرور پڑھنے کی کوشش کرو تمہارا دماغ سلجھا ہوا ہے اس میں حصول علم کی اچھی خاصی صلاحیت موجود ہے نہ پڑھو گے تو اپنے نفس پر بڑا ظلم کرو گے۔

عالم تو یہ کہہ کر چلا گیا مگر ثناء اللہ پر اس کی نصیحت نے بجلی کا سا اثر کیا اس میں حصول تعلیم کا اس قدر شوق پیدا ہوا کہ اس کا یہی جی چاہتا تھا وہ تمام علوم وفنون کا شناور بن جائے چودہ سال کی عمر میں جبکہ اسے والدہ ماجدہ کی جدائی کا ابھی تازہ تازہ زخم لگا تھا وہ ادھر ادھر سے فارسی کی چند ابتدائی کتابیں پڑھ چکا تھا اس طرح اپنی تعلیم کا آغاز کر کے مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری کی خدمت میں پہنچا ان سے شرح جامی اور قطبی تک کی کتابیں پڑھ ڈالیں کمال یہ تھا کہ وہ مسکین دماغی محنت کے ساتھ دستی مشقت بھی کرتا تھا۔ یہ پودا آہستہ آہستہ جوان ہوتا رہا اس نے حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کی خدمت میں بھی زانوئے تلمذ تہ کیا اور شمس العلماء حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی شاگردی بھی اختیار کی تدریس حدیث کی اجازت ملنے کے بعد سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم سے بھی سند حاصل کی پھر دیوبند مدرسہ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی مجلس میں جا حاضر ہوا اس چشمہ سے بھی یہ تشنہ علم پیاس بجھاتا رہا۔

اور جب مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد رخصت کی اجازت لینے اور الوداعی ملاقات کیلئے شیخ الہند کی خدمت میں حاضری دی تو استاذ محترم نے انتہائی مسرت اور اطمینان کے ساتھ فرمایا:

"ثناء اللہ طلبہ تمہاری بہت شکائتیں کیا کرتے تھے۔ کہ یہ اعتراضوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں بہت وقت ضائع کرتا ہے لیکن تم کو خوش ہونا چاہئے کہ جسے اللہ کچھ عطا فرماتا ہے اس سے حسد بھی کیا جاتا ہے۔" مولانا ثناء اللہ نے جب اپنے استاذ محترم کی زبان سے یہ کلمات سنے تو فرط مسرت سے آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں اور زبان پہ یہ شعر جاری ہوگیا۔

دیدہ ام در غنچگی چندیں جفائے باغباں
بعد گل گشتن نمیدانم چہ گل خواہد شگفت

مولانا ثناء اللہ فرماتے تھے یہ واقعہ ایسا مسرت آمیز تھا کہ ساری عمر میں کسی بھی حالت میں نہ بھولا جب بھی حاضرین کے حلقہ میں دل تنگ ہوتا تو اس یاد کو تازہ کر کے فوراً دل شاد کر لیتا۔

آج وہی ثناء اللہ رفو گر اسلام کا مایہ ناز سپوت بن چکا تھا۔ انہوں نے پھر اپنی زندگی کو اسلام کیلئے وقف کر دیا انہوں نے آریہ، عیسائیت اور مرزائیت کا منہ توڑ جواب دیا یہاں ہم اُن کے کچھ مناظروں کا تذکرہ کرتے ہیں جہاں مولانا کی حق گوئی اور حاضر جوابی جھلکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

عیسائیت سے مناظرے:

عیسائی مشنریوں کی کوششوں سے دو مسلم نوجوان عبدالحق اور سلطان محمد عیسائیت قبول کر کے پادری بن گئے پادری بننے کے بعد وہ دونوں عیسائیت کا حق ادا کرنے کی کوشش میں مسلمانوں کے خلاف جگہ جگہ تقریریں کرتے اور تحریروں کے ذریعہ علماء اسلام کو چیلنج دیتے رہتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی پادری عیسائیت کی نشر واشاعت میں مصروف تھے سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان کو انگریز حکومت کا پورا پورا تعاون حاصل تھا ایک وقت ہندوستان میں ایسا آیا کہ وہ اسلام اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیگر مذاہب کے خلاف بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ توہین آمیز کلمات استعمال کرنے لگے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ان کو روک سکے یا ان پر اعتراض کر سکے آہستہ آہستہ علماء کرام نے ان کا محاسبہ کرنے کی ٹھانی۔

ملتان اہلحدیث کانفرنس کے موقع پہ اسٹیج پر مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جیسے نابغہ روزگار اشخاص موجود تھے حضرت ابراہیم میر سیالکوٹی کی تقریر کے بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا پادری عبدالحق سے مناظرہ تھا اس اجتماع میں ہندو سکھ، عیسائی، مسلمان سب ہی بڑی تعداد میں موجود تھے جب مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ تقریر کیلئے کھڑے ہوئے تو اچانک آسمان پر بادل چھا گئے اور بوندا باندی شروع ہو گئی مولانا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ بارش تیری رحمت ہے لیکن یہ رحمت کل بھی اُتر سکتی ہے لیکن پورے ہندوستان کا اجتماع کل نہیں ہوسکتا کیونکہ کانفرنس کا آخری دن تھا فوری طور پر آندھی کا جھونکا آیا تمام بادل اڑا کر لے گیا اور بارش بند ہوگئی مطلع صاف ہوگیا۔ فضا پرسکون ہوگئی، حضرت مولانا سیالکوٹی نے نہایت موثر انداز میں تقریر فرمائی حضرت کی تقریر کے بعد مولانا ثناء اللہ امرتسری نے الوہیت مسیح پر پادری عبدالحق سے مناظرہ کیا اس مناظرہ میں ہندوستانی لوگوں کے علاوہ غیر ملکی انگریز بھی تھے انگریز کا دور ہونے کے باوجود حضرت امرتسری نے پادری عبدالحق کے الوہیت مسیح کے دلائل اس قدر بے باکی اور جرأت ایمانی سے پاش پاش کئے کہ مجمع پر سناٹا چھا گیا اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو ایسی عظیم الشان فتح سے نوازا کہ سینکڑوں عیسائی مجمع میں ہی کھڑے ہوکر کلمہ توحید و رسالت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

تردید عیسائیت میں مولانا کا کردار:

۱۸۵۷ء میں عیسائیوں (انگریزوں) نے برصغیر میں مکمل سیاسی غلبہ حاصل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر لینے کے بعد اسلامی افکار وعقائد اور تمدن وثقافت کے خلاف انتہائی جارحانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا پادری پورے ملک میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک دندناتے پھرتے تھے اوران کی تحریری وتقریری جارحیت سے پوری مسلم قوم بلبلا رہی تھی۔ ایسے وقت میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے میدان میں قدم رکھا عیسائیوں سے ۵ مناظرے ہوئے جہاں وہ ہر جگہ کامیاب رہے پھر عیسائیت کی تردید کیلئے کئی ایک کتب تصنیف کیں جو عیسائی لٹریچر کے جواب میں تھیں۔

قادیانیوں سے مناظرے:

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز سے قادیانیت کا رد کیا ہے شاید ہی کسی کے نصیب میں یہ سعادت آئی ہوگی انہوں نے مرزا کا ہر میدان میں تعاقب کیا حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں جب یہ دیکھا کہ مولانا ثناء اللہ مجھے بہت تنگ کر رہے ہیں تو اپنی کتاب ''اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ تا ۲۳ میں مولانا ثناء اللہ کو الٹی میٹم دے دیا کہ قادیاں آؤ اور مناظرہ کرو چنانچہ مرزا جی کے اپنے یہ الفاظ ہیں:

''اگر یہ مولوی ثناء اللہ صاحب سچے ہیں تو قادیاں میں آکر کسی پیشینگوئی کو جھوٹا ثابت کریں تو ہر پیشینگوئی پر ایک ایک سوروپیہ انعام دیا جائے گا۔''

مولانا کب چوکنے والے تھے فوراً ہی تیار ہوئے قادیاں پہنچے اور مرزا کو اطلاع بھجوا دی: ''بندہ حاضر ہے مناظرہ کیلئے میدان میں آیئے بس پھر کیا تھا مرزا صاحب پر گھڑوں پانی پڑ گیا وہ ایک طرف تو آپ کی جرأت پر حیران وششدر تھا اور دوسری طرف اپنی بے بسی پر نادم و ماتم کناں، اب کریں تو کیا کریں نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن بالآخر آپ کو رقعہ لکھا آپ چپ چاپ چوروں کی طرح کیوں آگئے میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں میں گفتگو کیلئے وقت نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر تم ایک دوسطر میں اعتراض لکھ دیا کرو اور مجمع عام میں گفتگو یا تقریر کرنے سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

باز رہو تو میں اس اعتراض پر تین گھنٹہ تک تقریر کیا کروں گا جسے تم نے خاموش ہو کر سننا ہوگا اور تمہیں دوران تقریر یا بعد تقریر کچھ بولنے یا کہنے کا قطعاً کوئی حق نہیں ہو گا۔ اس طرح روزانہ صرف ایک ایک اعتراض کا جواب دیا جائے گا اگر یہ منظور ہو تو بہتر ورنہ تشریف لے جاؤ۔

مولانا نے جواباً لکھا کہ آپ کی یہ شرط غیر منصفانہ ہے اور اصول مناظرہ کے قطعاً خلاف ہے مگر محض اس لئے کہ کسی طرح آپ سے گفتگو کا شرف حاصل ہو جائے ایک شرط پر اسے منظور کئے لیتا ہوں آپ بے شک تین گھنٹہ بولیں مگر مجھے صرف پانچ منٹ ہر گھنٹہ بعد بولنے کی اجازت دی جائے۔ میں اس سے زیادہ کوئی درخواست نہیں کرتا۔

مگر مرزا صاحب نے جواب میں لکھا میں تمہاری یہ شرط منظور نہیں کرتا نہ میرے پاس اتنا وقت ہے نیز خدا نے مجھے مناظرہ سے روک دیا ہے لہٰذا میں تجھے کوئی جواب نہیں دوں گا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قادیانی تحریک کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا تھا چنانچہ مرزا نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا۔

''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ''

اس میں مرزا قادیانی نے لکھا ''مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا ہے میرے قلعے کو گرانا چاہا وغیرہ! اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔''

کوئی خاص وقت تھا جب یہ دعا مرزا صاحب کے منہ سے نکلی اور اس اشتہار کے مطابق مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو انتقال کر گیا اور مولانا امرتسری اسکے ۴۰ سال بعد (مارچ ۱۹۴۸ء) تک زندہ رہے۔

(قادیانیت کے رد میں مولانا کی تمام خدمات کو مولانا صفی الرحمان مبارک

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت اور ثناء اللہ امرتسری میں تفصیل کے ساتھ جمع کر دیا ہے)

آریہ سے مناظرے اور ان کی تردید:

آریہ سماج ہندوؤں کی ایک مذہبی تنظیم ہے منہ زور اور بے لگام خود ہندو ہو کر ہندو کو کافر اور چور کہتی ہے اسکے بانی سوامی دیانند ہیں جنہوں نے اپنے ہتھ پنتھ کی حمایت میں ملک کے تمام فرقوں پہ دل آزار نکتہ چینی کی۔ مولانا ثناء اللہ نے آریہ سماجی مسائل اور سوامی دیانند دونوں پر گرفت کی ان کے اکثر عالموں سے مناظرے کئے ان کی تردید اور اعتراضات کے جوابات میں کتابیں لکھیں۔ مناظرہ میں حاضر جوابی بھی آپ پر ختم تھی اور آپ اس فن میں گویا امام مانے جا چکے تھے اس کی ایک مثال درج ہے:

ایک بار آریوں سے مناظرہ تھا آریہ مناظر کو جب پتہ چلا کہ مدمقابل ثناء اللہ ہے تو اس کے چھکے چھوٹ گئے مگر وہ بہت ہوشیار تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح مولانا ثناء اللہ کی زد سے بچ جائے اور ان کی ایسی توہین ہو کہ وہ مناظرہ سے منہ موڑ لیں اس لئے اس نے چھوٹتے ہی کہا ''آج ہمارے مقابلے میں ایک ایسے شخص کو کھڑا کیا گیا ہے جو بیچارہ خود کافر ہے اور اس کے بھائیوں نے ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگا رکھا ہے چنانچہ دیکھئے میرے پاس وہ فتاویٰ جات موجود ہیں جو مولوی ثناء اللہ پر علماء نے لگا رکھے ہیں۔'' ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ مولانا ثناء اللہ اٹھے اور فرمایا:

> ''مہاشہ جی! گھبرائیے نہیں آج ثناء اللہ آپ کو چھوڑے گا نہیں مان لیا ثناء اللہ کافر ہے مگر آپ کو معلوم ہے کہ جب کوئی کافر دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے، لیجئے! آج ثناء اللہ کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھ کر مسلمان ہو رہا ہے کیا اب بھی اس کے اسلام میں کچھ شک ہے؟ تو مسلمان کی ایک نشانی ختنہ بھی ہے جس کے متعلق

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اکبر الٰہ آبادی نے کہا۔

بوقت ختنہ جو میں چیخا تو نائی نے کہا ہنس کر
مسلمانی میں طاقت خون ہی بہنے سے آتی ہے

خدا کے فضل سے وہ نشانی بھی یہاں موجود ہے..... کیا اب بھی میرے اسلام میں آپ کو شبہ ہو سکتا ہے؟

یہ جواب سن کر عوام تو قہقہے مار کر ہنسے مگر مہاشہ جی کے طوطے اڑ گئے وہ بے چارہ آپ کو لاجواب کرنا چاہتا تھا مگر خود لاجواب ہو گیا۔

آپ سے ایک دفعہ کسی سکھ لیڈر نے پوچھا:

''مولانا! بھیڑ اور سور کی شکل و شباہت قریباً ایک جیسی ہے پھر آپ بھیڑ کیوں کھاتے ہیں اور سور سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟

یہ سنتے ہی حضرت نے قہقہہ لگایا اور فرمایا: '.....سردار صاحب آپ نے یہ سوال تو بڑا ٹیڑھا کیا ہے مگر یہ تو کہیے! کہ جب آپ بیوی، ماں اور بہن میں پوری مشابہت پاتے ہیں تو پھر بیوی کو کیوں حلال سمجھتے ہیں اور ماں بہن یا بہو بیٹی کو کیوں حرام جانتے ہیں سنیے اسلام نے ہمیں بھیڑ کی حلت اور سور کی حرمت کا حکم دے دیا ہے لیکن آپ کے مذہب میں یہ صراحت بھی نہیں کہ فلاں کو بیوی بناؤ اور فلاں کو نہ بناؤ۔ سکھ نے جب آپ کا یہ جواب سنا تو عرق ندامت کو پونچھتا ہوا چل دیا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پر قاتلانہ حملہ:

مولانا ثناء اللہ نے جب کفر اور مذاہب باطلہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اپنے خون سے شب تاریک کے سینے پر توحید کا دیپ جلانا شروع کیا تو بعض کینہ پرور حضرات کو ان کی یہ کوشش وسعی بہت ناگوار گزری انہوں نے اس شمع حق کو بجھا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ یکم نومبر ۱۹۳۷ء کو امرتسر کے بعض حنفیوں نے جو پیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جماعت علی شاہ کے عقیدت مند تھے جلسہ کیا جلسے کا نام عرس امام اعظم رکھا مگر حملہ سارا اہل توحید پر تھا اور وہ مسائل بیان کئے جو بالکل قرآن و حدیث اور اقوال فقہا کے خلاف تھے۔

جو شیلے واعظین نے یہ بھی کہہ دیا کہ وہابی کو مارنے سے نجات ہوتی ہے ایک جوتا مارنے سے ایک حور ملتی ہے وغیرہ ذلک من الخرافات ان غلط خیالات کے جوابات کیلئے جماعت اہل حدیث نے مورخہ ۴ نومبر ۷ ۱۹۳ء کو جلسہ کا اعلان کیا جس کی منادی میں مولانا موصوف کا نام خصوصیت سے لیا گیا۔

مولانا وقت مقررہ پر کڑہ مہاں سنگھ میں مسجد مبارک کے باہر پہنچ کر تانگہ سے اترے ابھی سنبھلے ہی تھے کہ ایک نوجوان قمر بیگ نے یا رسول اللہ کا نعرہ لگا کر تیز کیا ہوا گنڈاسہ زور سے آپ کے سر پر دے مارا جس سے پگڑی اور سخت کلاہ کٹ کر سر پر گہرا زخم آگیا بابو عبدالمجید سیکرٹری انجمن اہل حدیث امرتسر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اسی حالت میں اس نے ایک وار سامنے چہرے پہ کیا بوجہ پکڑے ہونے کے یہ وار کمزور پڑا تاہم پیشانی سے ناک تک کافی زخم آیا اس صدمے سے مولانا زمین پر گر پڑے پھر فوراً سنبھل کر ایک دکان پر کھڑے ہو گئے زخموں سے خون جاری تھا چہرہ اور کپڑے خون سے رنگے ہوئے تھے رپورٹ نویسی اور ڈاکٹر معائنہ کے بعد انہیں دکان میں لایا گیا مولانا ابراہیم سیالکوٹی کو بذریعہ تار اطلاع کر دی گئی صبح انہیں ہوش آیا تو مولانا ابراہیم اور دیگر احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا ابراہیم اُٹھے اور چشم پرنم لئے ان سے لپٹ گئے مولانا ثناء اللہ صاحب خود رقمطراز ہیں کہ ان کے لپٹنے سے مجھے وہی راحت ہوئی جو حضرت یعقوب کو یوسفی کرتے سے ہوئی تھی موصوف نے احباب کی پروانہ وار شیدائت اور میری خستہ حالی پر نظر کر کے مجھے الگ کمرے میں لٹا دیا اور آپ بغرض حفاظت بیٹھے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ میں سو گیا پھر ہر روز صبح سے رات دس گیارہ بجے تک شہری اور بیرونی احباب کا تانتا لگا رہتا یہی صورت کئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنوں تک رہی۔

مولانا فرماتے ہیں باوجود سخت زخم لگنے کے بتصرف الٰہی مجھے کانٹا چبھنے جتنی بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی ہاں جسمانی ضعف اس قدر تھا کہ بول نہیں سکتا تھا۔ ملزم اپنا کام کر کے فرار ہو گیا باوجود پولیس کی تلاش کے نہ ملا آخر کلکتے میں اس کا پتہ چلا جہاں سے وہ پکڑا ہوا بذریعہ پولیس ۲۷ جنوری کو امرتسر پہنچا اور مقدمے کی سماعت شروع ہوئی۔

اس واقعہ پر عوام نے اشعار کی صورت میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا یہ منظوم سلسلہ خاصا طویل ہے مثال کیلئے ایک نظم پیش خدمت ہے:

مولانا ثناء اللہ زندہ شہید زندہ باد

(از مولوی محمد یوسف شمس محمدی اہل الذکر فیض آباد)

اے کہ تو نے خون اپنا نذر مولا کر دیا
ہو کے زخمی سب مسلمانوں کو زندہ کر دیا
مذہب باطل کی کمزوری نمایاں ہو گئی
دین برحق کی صداقت کو ہویدا کر دیا
ہندو ازم کی کتھاؤں کا بکھیرا تاروپود
حق پرستوں کا تو نے بول بالا کر دیا
تیرے سر کے زخم نے اے سردار اہل حدیث
تیری سرداری کو عالم آشکارا کر دیا
ترا ہر اک قطرۂ خوں بن گیا آب حیات
جس نے امرتسر کو امرت کا دھارا کر دیا
وار تجھ پہ کیا ہوا اے علم کے روح رواں
سارے ہندوستان میں اک حشر برپا کر دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو ادھر زخمی ہوا ہے آفتاب علم دین
ابر باراں شمس کی آنکھوں نے پیدا کر دیا

یہ تو ایک عالمگیر قانون ہے جسے غالباً ازل کے ہاتھوں نے تراش کر ہویدا کر دیا تھا کہ آدمی کی قدر یا اس کے مرنے کے بعد ہوگی یا پھر اس کی غیر موجودگی میں یہی کیفیت مولانا پر حملہ کے بعد ایک خط سے ظاہر ہوتی ہے جو مولوی محمد یوسف نے لکھا تھا چنانچہ رقمطراز ہیں۔

مولوی ثناء اللہ...... ہاں وہی تو جس نے دجاجلہ زماں کیلئے ضرب محمدی کو استعمال کیا وہی جس کے زخمی ہونے سے سارے ہندوستان کے سچے مسلمان تڑپ اٹھے ہیں۔ وہی جس کے زخم سر نے اس کی صداقت پہ مہر صداقت ثبت کر دی وہی جس کے قطرہ ہائے خون نے جماعت موحدین پر زندگی کا آب حیات چھڑک دیا ہے آہ! اگر وہ شہید ہو جاتا تو جماعت کی جان نکل جاتی اسی کو یاد کر کے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے۔

تو اگر کشتہ شدی آہ چہ شد حالت ما

ہماری کیا حالت ہوتی؟ اس کی فکر ہمیں ضرور ہونی چاہئے اور اس زخم کے بعد بھی اگر ہم نے اپنی تنظیم سازی نہ کی تو پھر کب کریں گے اور اگر اس روح رواں کے زخمی ہونے پر بھی ہم نے اپنی تبلیغ کو وسیع نہ کیا تو پھر کب کریں گے۔

کچھ اپنی فکر کچھ اپنے سردار کے زخمی ہونے کا ملال کچھ مذہبی غیرت کچھ دینی جوش ہم سے پرزور اپیل کر رہے ہیں کہ ہم اپنی تحریک کو پرزور طریقہ سے چلائیں۔"

پھر وہ چمن مہکا کے چل دیئے:

مارچ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے یقینی ہو جانے سے مشرقی پنجاب میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ۳ مئی ۱۹۴۷ء کو فیصلہ تقسیم کے بعد اگست و ستمبر ۱۹۴۷ء تک مشرقی پنجاب میں مسلم کشی کا جو قیامت خیز ہنگامہ بپا رہا اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگست ۱۹۴۷ء کو جس گلی میں مولانا کا مکان تھا وہاں سے ہندو سکھ بلوائیوں کا ایک جتھہ گزرا کسی بلوائی نے دستی بم پھینکا جس سے مولانا کے اکلوتے فرزند مولوی عطاء اللہ شدید زخمی ہوئے اور تھوڑی دیر بعد انتقال کر گئے۔ مولانا ثناءاللہ نے اسی وقت مسجد اہلحدیث میں نماز جنازہ پڑھائی اور بمشکل قبرستان تک لے جا کر دفن کیا اس حادثہ کے بعد احباب نے حضرت کو مشورہ دیا کہ آپ کا مکان جس بازار اور گلی میں ہے چونکہ وہ مسلمانوں کیلئے بے حد مخدوش و پرخطر ہے اس لئے فوراً اسے چھوڑ دیں آپ کا مکان کو چھوڑنا ہی تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اسی انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے ٹوٹ پڑے اور تمام سامان، نقدی زیور وغیرہ لوٹ کر لے گئے اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان بھی نذر آتش کر دیا۔

اسی پر بس نہ کی بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزاروں روپے کی نایاب و قیمتی کتابیں تھیں جلا کر خاک کر دیا اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا یہ کتابیں حضرت کا سرمایہ زندگی تھیں اس میں سے بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا اور حقیقت میں آپ کی ناگہانی موت کے یہ دو ہی صدمات تھے ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرا بیش قیمت کتب کی سوختگی۔ ۱۴ اگست کو نہایت کسمپرسی کے عالم میں مع اہل و عیال لاہور پہنچنے میں کامیاب ہوئے چند دن لاہور میں قیام کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مولانا عبدالمجید سوہدروی کی تحریک پر گوجرانوالہ منتقل ہو گئے اور جنوری ۱۹۴۸ء میں آپ گوجرانوالہ سے سرگودھا تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثنائی پریس امرتسر کے بدلے ایک پریس الاٹ ہوا تھا آپ دوبارہ اخبار اہلحدیث جاری کرنے کی کوشش میں تھے کہ ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو انتقال کر گئے۔

مولانا مرحوم نے ایک بار خاص مناسبت سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء کے اہلحدیث میں دعا سپرد قلم کی تھی۔

میرا جنازہ جو نکلے تو اس طرح نکلے
کہ ہوں جنازے پہ سارے موحد و مومن

آج ان کی یہ آرزو پوری ہوئی اور سرگودھا کے اہل توحید اور اہل ایمان نے آپ کو سپرد خاک کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خراج عقیدت

اگر رات کوئی نیا فرقہ اسلام کے خلاف پیدا ہو جائے تو صبح سب سے پہلے اس کی تردید کی جرأت مولانا ثناء اللہ رکھتے ہیں۔ (امام العصر حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی)

مولانا ثناء اللہ کی وفات سے دنیا سے حاضر جوابی ختم ہوگئی۔

(ظفر علی خان رحمہ اللہ)

مولانا ثناء اللہ اسلام کے بڑے مجاہد تھے اسلام کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ آپ ہی ہوتے۔ (علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ)

میں اسلام کو حقانیت پر مبنی اس لئے مانتا ہوں کہ مولانا ثناء اللہ جیسا محقق اس پر عمل پیرا ہے۔ (سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ)

تو مناظر تو مفسر تو محدث با کمال
تاب تھی کس آنکھ میں دیکھے ترا رعب و جلال

(ابوالبشر نشر)

تکتے ہیں تارے شبانہ ماہ عالمتاب کو
ڈھونڈتا پھرتا ہے ہندوستان شیر پنجاب کو

(مجاز اعظمی)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیری فرقت کے غم میں تیرے غم خواروں پہ کیا گزری

(از مولانا محمد داؤد صاحب راز شکراوی)

بتا اے بلبل نادان یہ گلزاروں پہ کیا گزری
یہ ٹوٹا کوہ غم کیسا یہ کاشانوں پہ کیا گزر

سنا جب ابو الوفاء کی موت کو ٹوٹے ہوئے دل نے
بتاؤں کیا؟ دماغ و قلب اور آنکھوں پہ کیا گزری

تجھے اے تصویر وفا جا کر کوئی کہہ دے
تیری فرقت کے غم میں تیرے غم خواروں پہ کیا گزری

بجھایا موت کے ہاتھوں نے جب شمع حقیقت کو
دل ناشاد بتلا دے کہ پروانوں پہ کیا گزری

جہاں بہتے تھے دریا فیض قرآن و سنت کے
وہاں ہے ہو کا عالم یہ خدا خانوں پہ کیا گزری

جہاں پر علم و فن کے موتیوں کی جگمگاہٹ تھی
وہاں کچھ ہے خبر؟ ان گوہر افشانوں پہ کیا گزری

کہاں ہیں ہائے مولانا ثناء اللہ سے فاضل؟
کہ جن کی موت سے وحدت کے مستانوں پہ کیا گزری

صراحی ہے نہ پیمانہ سبو ہے اور نہ خم خانہ
بتا پیر میخانہ! یہ میخانوں پہ کیا گزری

مٹائے ہائے چرخ بے وفا نقش وفا تو نے
کہاں کتب ثنائی ہیں؟ وہ اخباروں پہ کیا گزری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہاں وردِ ثنائی ہے؟ کہاں جامع ثنائی ہے؟
اے ذاتِ قادرِ برحق! یہ حق والوں پہ کیا گزری

اے رازِ ناتواں صبر و سکون ہر حال میں بہتر ہے
بھلا دیجئے خزاں کے وقت گلزاروں پہ کیا گزری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ

وہ ایک ترکھان کا بیٹا تھا اور سیدھا سا مسلمان نوجوان تھا اسے پتہ چلا کہ ایک ہندو نے مسلمانوں کے نبی کی گستاخی کی ہے اور ازواج مطہرات پر کیچڑا اُچھالا ہے اس کا خون کھولنے لگ گیا اس نے ساری رات سوتے جاگتے بے چینی میں گزار دی اور صبح بھرے بازار میں گستاخ رسول کو قتل کر دیا پھر وہ نہ بھاگا اور نہ اس قتل سے انکار کیا اور پھانسی کا پھندا گلے میں ڈال کے تاریخ کا حصہ بن گیا اور جب اس کی قبر تیار ہوئی تو برصغیر کے نامور صحافی مولانا ظفر علی خان قبر میں اُترے اور روتے ہوئے کہنے لگے کاش یہ مقام مجھے نصیب ہوتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ مسکراتا ہوا تختہ دار کی جانب بڑھ رہا تھا اور پھر پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لیا، اس کی طرف دیکھ کر لوگ درسِ عبرت حاصل نہیں کر رہے تھے اس کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھ رہے تھے اس لئے کہ اس کے جرم نے اسے ذلت و رسوائی کے گڑھے میں ڈالنے کی بجائے سربلند کر دیا تھا آج وہ ایک مرگ کی صورت نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا لیکن اوراقِ تاریخ میں ایک درخشاں ستارہ بن چکا تھا۔

اس کا جرم کیا تھا؟ ۱۹۲۷ء میں ایک بزدل ہندو راجپال کے ناپاک ہاتھ دامانِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی جانب دراز ہوئے اس نے جانثارانِ محمد عربی ﷺ کے نام لیواؤں کے سینوں سے رسولِ عربی کی محبت کم کرنے کیلئے ایک کتاب کو شائع کیا جس کا نام تھا ''رنگیلا رسول'' کتاب کا نام ہی ایک غیرت مند مسلم کے سینے میں آگ لگانے کے مترادف تھا پھر اس میں امہات المومنین پر رکیک حملے کئے گئے اس کتاب کے خلاف نفرت کی چنگاریاں آگ بن کر بھڑک اٹھیں ہندوستان میں اس بے ہودہ کتاب کے خلاف مظاہرے شروع ہوئے راج پال کی کتاب کے خلاف ہائیکورٹ میں مقدمہ چلا، جسٹس دلیپ سنگھ نے قانونی سقم کی بنا پر یا ہندوؤں سے سازباز کے تحت کتاب پر سے پابندی اٹھا لی راج پال کو رہا کر دیا گیا۔ اس خبر نے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا شوقِ شہادت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا اس سلسلہ میں سب سے پہلا ہاتھ جو گستاخ راجپال کی جانب بڑھا وہ ایک غیرت مند مسلمان خدا بخش کا تھا ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کی صبح راجپال حسب معمول اپنی دکان پر کاروبار میں مشغول تھا خدا بخش نامی شخص نے اپنے تیز دھار چاقو سے اس پر حملہ کیا جس سے راجپال کو کل چار زخم آئے جس میں ایک زخم خاصہ گہرا تھا لیکن یہ زخم جان لیوا ثابت نہ ہوئے شاید قدرت کو کسی اور کا امتحان مقصود تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

واردات کے دوسرے دن سی ایم جی اوگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ چلا زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیراتِ ہند مقدمے کی سماعت شروع ہو گئی۔ رائے صاحب ایشرداس کورٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ استغاثے کی جانب سے پیروکار تھے لیکن غازی خدا بخش کی جانب سے کوئی وکیل حاضر عدالت نہ ہوا تھا چشم دید اور رسمی گواہوں کی شہادتیں قلمبند ہوئیں اس کے بعد مضروب راجپال ولد رامداس نے اپنے بیان میں کہا "سوموار صبح ساڑھے آٹھ بجے کا واقعہ ہے۔ میں دوکان کے اندر کام کر رہا تھا باہر سے میرے ملازم نے آواز دی کہ سوامی جی بلا رہے ہیں میں باہر نکل آیا اور اپنے دوست کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو گیا کہ ملزم نے اچانک میرے قریب آ کر میری چھاتی پر چاقو سے حملہ کیا جب اس نے چاقو مارا میں پیچھے تھا مجھے چاقو لگا اور خون جاری ہو گیا ملزم نے مجھے دھکیل کر اندر کر دیا جس وقت میں دوکان میں پہنچا تو گر گیا اور ملزم میرے اوپر چڑھ گیا میں اپنی چھاتی کو چاقو کے حملے سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا سوامی سوتنتر کے پہنچنے سے پہلے ملزم نے مجھ پر چار زخم لگائے ہندو راجپال نے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا میری رائے میں مجھ پر حملہ کتاب رنگیلا رسول کی اشاعت اور مسلمانوں کی ایجی ٹیشن کا نتیجہ ہے میں نے کتاب شائع کی ہے اس کتاب کی وجہ سے مجھے مقدمہ میں سزا ہوئی تھی اور بعد ازاں مقدمہ سے ہائیکورٹ میں مجھے بری کر دیا گیا مجھے ملزم سے اب بھی خطرہ ہے کہ یہ مجھے مار دے گا حملے کے وقت بھی ملزم کہے جاتا تھا کہ کافر تو آج میرے ہاتھ آیا ہے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

جب عدالت نے اس محب رسول ﷺ سے پوچھا جو خدا بخش کے نام سے عدالت میں موجود تھا کہ وہ جرح کے طور پر کوئی سوال کرنا چاہتا ہے تو اس نے بلند آواز سے کہا میں مسلمان ہوں ناموسِ رسالت کا تحفظ میرا فرض ہے میں تاجدار مدینہ کی توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتا یہ گواہ رنگیلا رسول کا لفظ منہ سے نکال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے میں اس کی زبان بند کرنا چاہتا ہوں۔

یہ تھے شجاعت و بہادری اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور الفاظ جن سے عدالت میں سناٹا طاری ہو گیا ایک دو دن کی مختصر کارروائی کے بعد عدالت نے ملزم کو سات سال قید سخت جس میں تین ماہ کی قید تنہائی بھی شامل تھی کا حکم سنایا اور مجسٹریٹ نے اپنے مقدمے کے فیصلے میں مزید لکھا کہ معیادِ قید کے بعد ملزم کو پانچ ہزار روپے کی تین ضمانتیں حفظ امن زیر دفعہ ۱۰۴۔ ضابطہ فوجداری داخل کرنا ہونگی اگر مجرم ضمانت نہ دے سکا تو اسے ایک سال مزید قید محض بھگتنا پڑے گی۔

راجپال کے زخم مندمل ہونا شروع ہوئے اور چند روز میں بھر گئے لیکن اہل اسلام کے جذبات میں نیا جوش اور نئی طغیانی عود کر آئی اور نیم مندمل زخم پھر سے ہرے ہونے لگے۔

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کی شام ہسپتال روڈ پر ایک ہنگامہ بپا تھا اس بار حملہ آور عبدالعزیز نامی ایک غیور مسلمان تھا جو اس شہر میں تنہا تھا پردیسی تھا وہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے وطن کا رہنے والا افغان تھا اگر محمود غزنوی باطل خداؤں کو توڑنے کیلئے نکلا تھا تو یہ ایک باطل مذہب کی پیداوار ہندو کی گردن اتارنے کیلئے بڑھا۔ مسلمانوں کے سینوں میں راجپال کے خلاف نفرت وحقارت کا ایک الاؤ دہک رہا تھا عبدالعزیز کے دل میں بھی گستاخِ رسول کے خلاف غضب وغصہ کا ایک عظیم طوفان مقید تھا لیکن وہ اجنبی تھا دیارِ غیر میں اس کا کوئی واقف کار نہیں تھا اس دوران وہ عزیز واقارب کو ملنے کی خاطر اپنے وطن گیا تو دیکھا وطن والے بھی ایسے پے در پے ایمان سوز واقعات سے کبیدہ خاطر ہیں چنانچہ عبدالعزیز جب اپنے وطن سے لوٹا تو اس کے دل میں ایک نئی دنیا آباد تھی اب وہ فکر معاش کی بجائے اپنے شکار کی تلاش میں سیدھا لاہور پہنچا۔ لاہور میں اس کے چند دن حالات پڑھنے میں گزر گئے پھر ایک دن اس نے انارکلی بازار سے راجپال کی دوکان کے متعلق پوچھا اور ہسپتال روڈ پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واقع بدذات ناشر کی دوکان پر پہنچ گیا اس وقت مہاشہ راجپال کی دکان پر دو شخص بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان کی گفتگو کا موضوع مذہب اسلام اور بانی اسلام رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تھی۔ عبدالعزیز نے ان سے کہا کہ میرے مذہب کی توہین نہ کرو لیکن وہ باز نہ آئے جس سے بات بڑھ گئی اور آپس میں تو تو اور میں میں ہونے لگی اس دوران دس بارہ ہندو دوکاندار بھی جمع ہو گئے اور مذہب اسلام کے متعلق توہین آمیز طعن و تشنیع کرنے لگے اتفاق سے راجپال دوکان پر موجود نہ تھا اور کاروبار اس کا دوست سامی ستیانند چلا رہا تھا عبدالعزیز نے سمجھا کہ معروف شاتم رسول یہی ہے اور اپنا چاقو نکال کر اس پر برس پڑے چنانچہ عبدالعزیز کے بھرپور وار سے ستیانند شدید زخمی ہوا اور چاقو اس کی تلی تک پہنچ گیا البتہ نانک چند اور چونی لال کے زخم معمولی تھے۔

اس حادثے سے پورے شہر میں سنسنی پھیل گئی اور حکومت کو اس قدر خطرہ لاحق ہوا کہ کنور دلیپ سنگھ کی کوٹھی پر فوراً پولیس کا سخت پہرہ لگا دیا گیا۔

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء میں مسٹر اوگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں غازی عبدالعزیز کا چالان بدیں الزام پیش ہوا استغاثے کی طرف سے مہتہ ایشر داس کورٹ انسپکٹر پیروکار تھے لیکن غریب الوطن ملزم کی طرف سے کوئی وکیل پیش نہ ہوا دوران سماعت جج اور ملزم کے درمیان ایک قابل تحریر مکالمہ ہوا عدالت نے ملزم سے پوچھا:

عدالت! کیا تم نے اس چاقو سے سوامی ستیانند پر حملہ کیا؟

ملزم: ہاں، کیا۔

عدالت: تم نے حملہ کیوں کیا؟

ملزم: انہوں نے میرے مذہبی جذبات کو مجروح کیا تھا۔

عدالت: کیا یہ چاقو اور استرا تمہارا ہے؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملزم: ہاں میرا ہے۔

عدالت: کپڑا ان کے بند ہونے والی جگہ کیوں لپٹا ہوا ہے؟

ملزم: تاکہ ان کو آسانی سے کھول سکوں۔

عدالت: کیا تم ان کو ہر وقت کھلا رکھتے ہو؟

ملزم: جی نہیں میں نے انہیں اسی وقت کھولا تھا۔

عدالت: تم لاہور کب آئے؟

ملزم: آج سے ایک ماہ پیشتر۔

عدالت: کیا تم نے نانک چند اور چونی لال کو زخمی کیا؟

ملزم: میں کسی شخص کو نہیں جانتا۔

عدالت: کیا تم نے نانک چند کے سوا کسی اور آدمی کو بھی زخمی کیا ہے؟

ملزم: میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنے آدمیوں کو زخمی کیا ہے۔

عدالت: کیا تمہیں کچھ اور کہنا ہے؟

ملزم: میں اپنے فعل سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

۱۲ اکتوبر کو مقدمہ دوبارہ عدالت میں پیش ہوا اور سرسری سماعت کے بعد عدالت نے اپنا فیصلہ سنا دیا سوامی ستیانند پر قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں اسے سات سال قید سخت کی سزا دی گئی جس میں تین ماہ قید تنہائی بھی شامل تھی نانک چند اور چونی لال کو مجروح کرنے کے الزام میں بھی اسے اسی قدر مزید سزا سنائی گئی میعاد قید ختم ہونے پر پانچ پانچ ہزار کی تین ضمانتیں دینا لازمی تھیں بصورت دیگر بعد از مدت اسیری تین سال قید محض کاٹنے کیلئے جیل میں ہی رہنا ضروری قرار دیا۔

یہ محبت ناموس مصطفیٰ ﷺ سے بھرپور دوسرا ورق تھا جو تمام ہوا۔

اب آئیے تیسرا ورق کھولتے ہیں جس پر ایک مردِ غیرت مند کی ایمان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

افروز داستان رقم ہے جس نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے دامن مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کی اور یہی مردحق پرست ہماری اس داستان کا محور و مرکز ہے۔

مسلمانوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا سینہ ان زخموں سے فگار تھا۔

لاہوری دروازے کے باہر ایک جلسۂ عام کا اعلان کر دیا گیا۔ لاہور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر اوگلوی نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ لگا دی انگریز حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہوا تو مسلمانوں کے دل اور بھی مجروح ہوئے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے والے کئی مسلمان گرفتار ہوئے ان مظاہروں اور جلوسوں نے ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں احاطہ عبدالرحیم میں جلسہ کے انعقاد کا فیصلہ ہوا جلسہ ناکام کرنے کیلئے فوجی جوانوں کا پہرہ لگا دیا گیا لیکن محمد عربی ﷺ کے جانثار ایسی رکاوٹوں کے باوجود پولیس اور فوجیوں کی سنگینوں کی پرواہ کئے بغیر جلسہ گاہ میں آتے رہے۔

قرآن پاک کی تلاوت ہوئی پھر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی گرجدار آواز لاہور کی فضاؤں میں گونج اٹھی تقریر کیا تھی الفاظ کے تیر تھے جو دلوں میں ترازو ہو کر رہ گئے۔

"اے محمد عربی ﷺ کے وفادار سرفروش مسلمانو! آج تم تاجدار رسالت ﷺ کے ناموس کی حفاظت کیلئے اور اپنے نبی ﷺ کا جانثار امتی ہونے کا ثبوت پیش کرنے کیلئے اس جلسہ میں آئے ہو آج جنس انسانیت کو عزت بخشنے والے رسالت مآب کی عزت خطرے میں ہے آج تم نے رسول مکرم ﷺ کی عزت و آبرو کی حفاظت نہ کی تو پھر توہین رسالت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے کھل جائے گا آج مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مرتضیٰ حسن مولانا احمد سعید دہلوی اور مفتی کفایت اللہ یہاں تشریف لائے ہیں ان کے دروازے پر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرار داد لے کر گئیں اور فرمایا ہم امہات المومنین ہیں تمہاری اور سب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی مائیں آج ہمیں بازاروں میں گالیاں دی جاتی ہیں کیا تمہاری غیرت جوش میں نہیں آتی اور وہ دیکھو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دروازہ پر تمہیں پکار رہی ہیں کہ تم میں سے کون ہے جو ہماری عزت و آبرو کی حفاظت کرے (یہ جملہ شاہ صاحب نے اتنے جلال اور محبت بھرے انداز میں کہا کہ لوگ دروازہ کی طرف دیکھنے لگے کہرام بپا ہوگیا مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں)

محبت اندھی ہوتی ہے محبت کرنے والی آنکھ محبوب کے عیب نہیں دیکھتی اور کان محبوب کے عیب نہیں سنتے۔غیور مسلمانو! یا سننے والے کان نہ رہیں اور بات کہنے والی زبان نہ رہے گستاخ راجپال کیلئے اب دھرتی پر کوئی جگہ نہیں ہونی چاہئے۔

مسلمانو! تمہارے دروازے پر بی بی عائشہ دستک دے رہی ہیں اٹھو گناہ بخشوانے کا وقت آج ہی ہے آج بڑے بڑے بیرسٹر کام نہیں آسکتے آج نامی گرامی لیڈر کام نہیں آسکتے۔ آج یہی داڑھی منڈے کام آئیں گے جو یہاں بیٹھے ہیں آپ دوستوں کی محبت میں کٹ مرتے ہیں آج سبز گنبد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ رہے ہیں آج ازواجِ مطہرات یعنی ہماری ماؤں کی بے حرمتی ہو رہی ہے کیا ہمارا ایمان اس قدر کمزور ہے کہ بازاری عورتوں اور معشوقوں کیلئے تو مرمٹیں مگر عائشہ رضی اللہ عنہا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عزت پر حملہ ہو تو ہم یوں ہی خاموش بیٹھے رہیں اگر آج ہم ان کی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتے تو اس سے بہتر ہے کہ ہم پلیگ ہیضہ یا کسی اور وبا کا شکار ہو جائیں۔

آج گورنمنٹ نے ہمارا جلسہ روکنے کیلئے زمین پر قبضہ تو کر لیا لیکن وہ دلیپ سنگھ کے قلم پر قابض نہ ہو سکی ملاپ اور پرتاپ کے ایڈیٹروں کو بس میں نہ کر سکی ہم نے تین سال تک جبر برداشت کیا لیکن ہندو اسے نہ سمجھ سکے وہ یاد رکھیں جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ سکتے۔ پولیس جھوٹی ہے حکومت کوڑھی ہے ڈپٹی کمشنر نا قابل ہے وہ ہندو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخبارات کے سنڈے ایڈیشنوں کو ہرزہ سرائی سے نہیں روک سکتا لیکن علماء کرام کی تقریریں روک دیتا ہے میں دفعہ ۱۴۴ کو جوتے کے نیچے مسل کر بتادوں گا۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کر راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

وقت آ گیا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے پرخچے اڑا دیئے جائیں بیس بیس مسلمانوں کے دستے ممنوعہ جلسہ گاہ میں جائیں اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر جو بھی مصیبت آئے بطیب خاطر جھیلیں اور اپنی زندگیاں حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کر دیں مجھے اطلاع ملی ہے کہ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ نے لوگوں کو ہنٹر مارے ہیں یہ کیسی بزدلی ہے جو شخص اس قدر بزدل ہو وہ شہر کا انتظام کیسے چلا سکتا ہے۔

جلسہ ختم ہوا لوگ روتے اور سسکیاں بھرتے ہوئے گھروں کو لوٹ گئے رات کو سناٹا چھا گیا ہر طرف خاموشی ہر طرف سکوت کا عالم طاری ہے ایک غریب ترکھان کے بیٹے کے کانوں میں ابھی تک یہ الفاظ گونج رہے تھے سننے والے کان نہ رہیں یا کہنے والی زبان نہ رہے محبت کرنے والی آنکھ محبوب کے عیب نہیں دیکھتی۔

وہ کروٹیں بدلتا رہا سونے کی کوشش کرتا رہا مگر نیند نہ آئی ایک غیرت مند مسلم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کیسے برداشت کر سکتا تھا اس نے آنکھیں بند کر کے کئی بار سونے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اس کے کانوں میں پھر آواز آئی گستاخ رسول راج پال کیلئے اب اس دھرتی پہ کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے۔ رات بے چینی میں بسر کی صبح ہندو کا بھیس بدل کر ہندو کباڑیئے سے ساڑھے تیرہ انچ لمبی چھری لی لاہور کے بازاروں میں چہل پہل ہونے لگی تھی راجپال بھی دوسرے دوکانداروں کی طرح دوکان پر آیا ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء کو ہفتے کا تاریخی دن طلوع ہو چکا تھا اڑھائی بجے کے قریب غازی علم الدین ناشر کی دوکان پر پہنچے راجپال دوکان کے اندر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چارپائی پر لیٹا پوسٹ کارڈ لکھنے میں مصروف تھا علم الدین نے اسے للکار کر کہا اے میرے رسول ﷺ کے دشمن اور گستاخ مرنے کیلئے تیار ہو جا۔ میں تجھے ہرگز زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ آواز سن کر راج پال نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن علم الدین کی چھری گستاخ رسول کے سینے میں پیوست ہو چکی تھی اسلام کا باغی خاک و خون میں تڑپ رہا تھا اور علم الدین اس بات کا اعلان کر رہا تھا۔

پس دیوار قفس و دار و رسن کیا معنی
انہیں دیکھ کر تو میرا شوق سوا ہوتا ہے

راجپال کے ملازم بوکھلا گئے اور اس پر چند کتابیں پھینکیں جو علم دین سے ٹکرا کر بازار میں جا گریں۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھے دویارتن کے ٹال پر پہنچے وہاں نلکے سے اپنے ہاتھوں کو راجپال کے گندے خون سے صاف کیا اور دوبارہ راجپال کی دوکان کا رخ کیا ادھر شور بلند تھا مہاشہ قتل ہو گئے قاتل ایک مسلمان ہے خون آلود چھرا ہاتھ میں ہے اور وہ مشرق کی جانب بڑھ رہا ہے پکڑو جانے نہ پائے ایک بھگدڑ مچ گئی اور دونوں نوکر فتو نامی ایک مسلمان کو پکڑ لائے آپ نے یہ شور سنا تو با آواز بلند کہا نابکار راجپال کا قاتل میں ہوں دامان مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت میرا فرض تھا میرے نزدیک یہ کوئی جرم نہیں چند ہندوؤں نے آگے بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا۔

راجپال کے قتل کی خبر ایک مختصر وقت میں پورے شہر میں گشت کرنے لگی لوگ جوق در جوق موقعہ واردات کی جانب امڈے چلے آ رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ہندو خاصے سہم گئے اور سارے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ہندو مسلم کشیدگی پر قابو پانے کی خاطر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی راجپال کا پوسٹ مارٹم ہو چکا تھا اور علی الصبح ہندوؤں کا ایک جم غفیر ہسپتال کے اردگرد جمع ہو گیا پورا مجمع ''ہندو دھرم کی جے'' اور ''ویدک دھرم کی جے'' کے نعرے لگا رہا تھا لوگ برہنہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سر تھے اور بھجن گا کر جلوس شہر میں سے گزارنے کا مطالبہ کر رہے تھے حکام کو ہندو مسلم فسادات کی بو سنگھائی دے رہی تھی اس مطالبے کو مان کر وہ اپنے لئے نئے مسائل کھڑے نہیں کرنا چاہتے تھے بالآخر لالہ ارجن دیو نے راجپال کی دھرم پتنی سرسوتی دیوی کی طرف سے پر امن رہنے کی یقین دہانی کرائی اور ضلعی حکام نے نعش ورثاء کے حوالے کر دی ہندوؤں کا جلوس میو ہسپتال سے نکل کر نیلا گنبد کے راستے انار کلی بازار سے ہوتا ہوا مہاشہ مقتول کی دوکان پر گیا اور وہاں سے راوی روڈ پہنچا اور گوردت بھون کے آگے سے گزر کر شمسان بھوانی نزد بادامی باغ میں داخل ہوا تفتیش کا دائرہ وسیع کر دیا گیا غازی علم دین کے گھر کی تلاشی کے دوران ہر ادنی و اعلیٰ چیز توڑ دی گئی پولیس میں اکثریت سکھ لوگوں کی تھی انہوں نے ہر چیز پامال کر دی غازی علم دین کے باپ کو حکومت کی ناجائز سختیوں سے دوچار ہونا پڑا ان کے بڑے بھائی کو دہلی دروازے کے قریب سے گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس نے غازی علم دین کو دو دن حوالات میں بند رکھا اور ضروری پوچھ گچھ کیلئے آٹھ دن کا ریمانڈ حاصل کر لیا پولیس نے فتو نامی ایک اور شخص کو بھی شامل تفتیش رکھا یہ شخص راجپال کا کرایہ دار تھا اور مقتول کے لواحقین اس کے متعلق بھی شک رکھتے تھے۔ چھرا معائنہ کیلئے کلکتہ بھیج دیا فتو نامی ملزم کا پولیس نے چودہ دن کا ریمانڈ لیا شک کی بنا پر دو اور آدمی بھی زیر تفتیش رکھے چونکہ علم دین اپنے فعل کا متواتر اقرار کئے جا رہا تھا اس لئے تفتیش و چالان میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی مدت ریمانڈ کے بعد مسٹر فرخ حسین بیرسٹر کی دلچسپی سے فتو کو رہائی مل گئی اور دیگر دو اشخاص کو پولیس نے از خود چھوڑ دیا راجپال قتل کے بعد ہندو جرائد و رسائل کا رویہ انتہائی دلخراش ہو گیا تھا غلط بیانیوں کا ایک انبار لگ گیا درجنوں دلآزار اداریے طبع ہوئے جن میں راجپال نمبر اور مزید مضامین بھی شامل تھے کوئی کہتا تھا ایک نہیں ہزاروں راجپال پیدا ہونگے ایک نہیں ایسی ہزاروں کتابیں لکھی جائیں گی۔

غازی علم دین کے ہاتھوں میں ہتھکڑی کا زیور جھلک رہا تھا وہ صاف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کپڑوں میں ملبوس تھا اور اسے ایک بنچ پر بٹھا دیا گیا تھا۔ آج دس اپریل کی صبح تھی سنٹرل جیل میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ای۔ ایس۔ لوئس کے سامنے مقدمہ کی کارروائی کا آغاز ہوا سرکار کی طرف سے ایشرداس مقدمہ کی پیروی کر رہا تھا آغاز مقدمہ میں مرد مجاہد علم دین کی جانب سے کوئی وکیل پیش نہ ہوا استغاثے کی جانب سے پہلا گواہ راجپال کا ملازم کدارناتھ پیش ہوا جس نے بیان میں کہا کہ جب مہاشہ جی پر حملہ ہوا میں دوکان میں موجود تھا ملزم نے جلدی سے چھرا گھونپ دیا اور پھر بڑی سرعت رفتاری سے باہر نکل گیا اس وقت میں کتابوں کو ترتیب دے رہا تھا میں نے دوکان کی کتابیں اُٹھا کر ملزم کو ماریں جو باہر بازار میں جا گریں پھر میں نے چیخ و پکار شروع کر دی جس پر اردگرد کے لوگ اس واقعہ پر متوجہ ہوئے دوسرا چشم دید گواہ بھگت رام تھا اس نے عدالت میں اپنا جو بیان لکھوایا اس کا ماحصل اور الفاظ کی ترتیب بھی وہی تھی جو اس سے پہلے کدارناتھ کی تھی۔

دو یارتن گواہ نے بتایا کہ پکڑو پکڑو کی آواز سن کر میں ہوشیار ہوا ملزم میرے کوارٹر کی طرف آیا اس کے پیچھے لالہ پرمانند اور لالہ نانک چند کپور اور کئی دوسرے اشخاص دوڑے چلے آرہے تھے جب میں نے ملزم کو اپنی گرفت میں لیا تو اس نے کہا میں نے اپنے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا ہے میں نے دیکھا مہاشہ راجپال کے کپڑے خون میں تربتر تھے چھرے کی نوک ٹوٹی ہوئی تھی اور دستہ کالے رنگ کا تھا نیز وہ بھی خون میں لت پت تھا۔

استغاثے کے چوتھے گواہ لالہ نانک چند کپور نے اپنا تفصیلی بیان قلمبند کرواتے ہوئے کہا کہ ملزم دوڑتا ہوا لالہ سیتارام لکڑی والے کے ٹال میں داخل ہوا وہاں لالہ دو یارتن نے اس کو پکڑ کر گرفتار کر لیا ہم بھی اس کیساتھ ہو گئے ملزم نے وہاں بلند آواز سے کہا یہ میرا دشمن نہ تھا بلکہ میرے رسول ﷺ کا دشمن تھا۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عدالت نے غازی علم دین سے پوچھا تم گواہ سے کچھ کہنا چاہتے ہو علم دین نے نفی میں جواب دیا اس کے بعد پولیس کے ملازموں کی شہادتیں ہوئیں۔

اب آتمارام کباڑی والد گوپی مل دوکاندار کمیٹی باغ ذات کمبوہ عمر ۷۸ سال کا بیان ریکارڈ ہوا اس نے کہا:

قتل کے روز ایک شخص ساڑھے ۹ بجے کے قریب میری دوکان پر آیا اور پوچھا کیا آپ کے پاس چھریاں ہیں میں نے کہاں ہاں ہیں اس کے کہنے پر میں نے پانچ چھ دیسی چھریاں جیسی عدالت میں پیش ہیں ملزم کو دکھائیں میں نے سوا روپیہ مانگا آخر کار ایک روپے پر سودا طے ہو گیا وہ چھری لے گیا یہ دو چھریاں بطور نمونہ ہیں۔ بعد از قتل پولیس نے مجھ سے پوچھ گچھ کی میں نے تھانے میں اس شخص کو دس بارہ اشخاص سے دوران پریڈ شناخت کر لیا تھا۔

لالہ جواہر لال انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی لاہور نے بیان دیا کہ میں نے اس مقدمہ کی تفتیش کی ہے ملزم کے ہاتھ پر دو زخم بھی دیکھے تھے اور اس کا خون آلود کرتہ بھی اتروایا تھا۔

سماعت جاری تھی کہ ایک نوجوان کمرہ عدالت میں داخل ہوا یہ نوجوان بیرسٹر فرخ حسین تھا جس کا دفتر موچی دروازہ کے باہر تھا۔ اس نے مجسٹریٹ سے مخاطب ہو کر کہا ملزم کی طرف سے میں پیروی کرونگا۔ عدالت سے اجازت لے کر انہوں نے چند منٹ علم دین سے بات چیت کی اور کہا کہ یہ ایک نہایت اہم مقدمہ ہے یہ ایسا مقدمہ ہے جس میں ملزم کی زندگی اور موت کا سوال ہے ملزم کی خواہش ہے کہ مقدمہ ملتوی کر دیا جائے تا کہ اسے صفائی کا پورا حق حاصل ہو عدالت نے کہا سماعت مقدمہ ملتوی نہیں کی جا سکتی عدالت کے اس سوال پر کہ آپ کس بنا پر التوائے مقدمہ چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا ہمیں فائل دیکھنے کا موقع نہیں ملا آخر کافی جرح کے بعد زیر دفعہ ۵۲۶ ضابطہ فوجداری ایک ہفتے کی مہلت مل گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ۱۹ اپریل اور ۱۵ مئی کو علم دین کو مقدمہ جات میں حاضر عدالت ہونا پڑا۔

۲۲ مئی سیشن کورٹ میں سماعت کا آخری دن تھا اسیسروں نے اپنا اپنا فیصلہ عدالت کے گوش گزار کیا اس روز مسٹر ٹیپ کے روبرو وکلائے فریقین کے مابین قانونی بحث ہوئی۔ مسٹر سلیم ایڈووکیٹ نے غازی کے حق میں مدلل اور معقول دلائل پیش کئے۔ مسٹر سلیم ایڈووکیٹ اپنے دلائل سے فارغ ہوئے اب فیصلہ سنایا جانے والا تھا لیکن درمیانی وقفہ میں علم دین نے چلا چلا کر کہنا شروع کر دیا شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قاتل میں ہوں میں نے ہی نابکار راجپال کو جہنم رسید کیا تھا لہٰذا غازی علم دین کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔

اب ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی ڈاکٹر اقبال کے مشورے سے مقدمہ کی پیروی کیلئے ایم۔اے جناح (قائداعظم) سے رابطہ کیا گیا۔

یہ آخری مقدمہ تھا اور پیروی کرنے والے محمد علی جناح تھے کہ ملک کے اطراف واکناف میں ان کی قانون دانی کا بڑا چرچا تھا۔ اس وقت وہ قائداعظم نہیں بنے تھے اور نہ ہی مسلم لیگ کو ان کی قیادت ابھی نصیب ہوئی تھی۔ ہائیکورٹ میں مسٹر جناح نے جو تقریر کی اس قدر مدلل اور موثر تھی کہ اسے خصوصاً مسلم اور عموماً غیر جانبدار اخبارات نے "جناح کی باطل شکن تقریر" کے عنوان سے یاد کیا۔ ۱۴ جولائی کا دن تھا گیارہ بجنے میں بارہ منٹ باقی تھے کہ مسٹر ایم اے جناح مسٹر فرخ حسین کے ساتھ کمرہ عدالت میں داخل ہوئے گیارہ بج کر پانچ منٹ پر جناح صاحب نے اپنے دلائل کا آغاز کیا۔

۱۔ انہوں نے فرمایا: میں سب سے پہلے اس پولیس افسر کی شہادت کی طرف عدالت عالیہ کی توجہ مبذول کراتا ہوں جس نے بیان کیا کہ ہم ملزم سے یہ اطلاع پاتے ہیں کہ میں نے آتمارام کباڑی سے چھری خریدی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے فوراً اس کی دوکان پر پہنچے پولیس نے بذات خود کوئی تفتیش نہیں کی اور صرف ملزم کے بیان پر اکتفا کیا ہے لیکن قانون شہادت دفعہ ۲۷ کی رو سے ملزم کا بیان بطور شہادت نہیں پیش ہو سکتا میں چاہتا ہوں کہ جج صاحبان اس کا فیصلہ صادر کریں مسٹر جسٹس براڈوے نے کہا کہ شہادت کے قابل قبول یا نا قابل قبول ہونے کا فیصلہ کرنا ماتحت عدالت کا کام ہے مسٹر جناح نے کہا آپ اس نکتہ کا اب نہیں تو آخر میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۲۔ موقع کی شہادتوں میں صریح اختلاف ہے غور طلب امر یہ ہے کہ ملزم کو اس مقدمے میں ماخوذ کرنے کی کافی وجوہ ہیں یا نہیں۔ ۴ اپریل کو راجپال ہلاک کیا گیا لیکن سوال یہ ہے کہ جس نے راجپال کو قتل کیا وہ کون تھا؟ استغاثے کی شہادت میں دو عینی گواہوں کی شہادت کے قابل اعتماد ہونے کو پرکھنے کیلئے میں فاضل ججوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ یہ دونوں گواہ راجپال کے ملازم تھے ان شہادتوں کو پرکھنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ان کے بیانات کے اختلافات دیکھے جائیں آپ نے کدارناتھ کا بیان پڑھ کر سنایا اور کہا کہ سخت تعجب کی بات ہے اس کے گواہ بھگت رام کا بیان ہے کہ اس نے ملزم کا تعاقب کیا اور کدارناتھ نے بھگت رام کا نام نہیں لیا حالانکہ ایک عینی شاہد کی حیثیت سے کدارناتھ کو بھگت رام کا نام سب سے پہلے لینا چاہیے تھا۔

۳۔ (طبی شہادت سے تردید) کدارناتھ گواہ نے ارتکاب جرم کا جس قدر وقت بتایا ہے طبی شہادت سے اس بات کی تردید ہوتی ہے طبی شہادت سے ظاہر ہے کہ گواہ کے بیان کردہ وقت سے دو چند وقت صرف ہوا ہے۔

۴۔ گواہ کا بیان ہے کہ جب ملزم پکڑا گیا اس نے کہا میں نے کوئی چوری نہیں کوئی ڈاکہ نہیں مارا میں نے صرف اپنے پیغمبر ﷺ کا بدلہ لیا ہے ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لحہ کیلئے ہم فرض کر لیتے ہیں ملزم بھاگتا جاتا تھا اس کا تعاقب بھی کیا گیا لیکن کیا یہ ممکن ہے بھاگنے والا کوئی شخص گرفتار ہوتے ہی فوراً اس طرح اقبال جرم کر لے یہ شہادت بھی پیش کی گئی وہ متواتر اقبال جرم کرتا رہا پولیس کا ایسے موقع پر فرض تھا کہ وہ مجسٹریٹ کے روبرو ملزم کے بیانات قلمبند کراتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا ہر ایک تجربہ کار پولیس افسر کیلئے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے لوگوں کا بیان ہے کہ ملزم نے راجپال کی دوکان پر آ کر بھی اقبال جرم کیا ایسا غیر ممکن ہے وہاں پولیس موجود تھی جس کے سامنے ایک نوعمر لڑکا ایسی جرات نہیں کر سکتا یہ سب کہانی ایسی غیر قدرتی ہے کہ اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

۵۔ مسٹر جناح نے کہا کہ یہ سب کہانی غلط ہے گواہ نے نہ صرف بھگت رام کا نام ترک کر دیا ہے بلکہ وزیر چند کا نام بھی چھوڑ دیا ہے حالانکہ وزیر چند نے ملزم کا تعاقب کیا تھا جرح پر گواہ نے کہا ہے کہ میں وزیر چند نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا میں اس شہادت پر صرف یہی کہوں گا کہ اگر گواہ سچ بولتا تو وہ بھگت رام کا نام ضرور لیتا اس کے علاوہ پولیس افسر کے سامنے وہ الفاظ بتاتا جو اس کے بعد ملزم کی طرف منسوب کئے گئے لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس لئے یہ کہانی فرضی ہے۔

٦۔ دیوان وزیر چند کی شہادت پڑھ کر سناتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ آپ فاضل جج صاحبان اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ کدارناتھ وزیر چند کو نہیں جانتا اگر اسے نام نہیں آتا تھا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ کوئی آدمی وہاں موجود تھا اس کے بعد گواہ بھگت سنگھ بھی تقریباً ایسی کہانی سناتا ہے اس کا بیان ہے کہ ملزم کی پیٹھ اس کی طرف تھی ظاہر ہے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا پھر ہر ایک گواہ ان الفاظ کے متعلق جو ملزم نے کہے مختلف بیانات دیتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے چنانچہ بھگت کے بقول ملزم نے کہا تھا ہتھکڑیاں سونے کے کڑے ہیں نانک چند گواہ کا بیان ہے کہ ملزم کہتا تھا راجپال میرا دشمن نہیں تھا بلکہ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔ گواہ سچارنند نے کم وبیش وہی الفاظ کہے جو نانک چند نے بیان کئے ہیں لیکن گواہ دو یارتن جس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ اس نے ملزم کو گرفتار کیا بالکل مختلف الفاظ بیان کرتا ہے۔

۷۔ آغا رام کباڑی بناوٹی گواہ ہے میں صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آغا رام کباڑی ایک سکھایا ہوا گواہ ہے اسے اسی روز معلوم ہو گیا تھا کہ راجپال مارا گیا ہے پھر شناخت کی پریڈ ہوئی جس میں تین مرتبہ گھومنے کے بعد اس نے ملزم کو شناخت کیا گو اس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ملزم کی ناک کے قریب ایک نشان ہے کیا کوئی چھریاں بیچنے والا اس قدر باریک بین ہو سکتا ہے کہ وہ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ خریدار کی ناک کے پاس نشان بھی ہے گواہ کا اپنا بیان ہے کے ملزم کے کان میں دھاگہ پڑا ہوا تھا حالانکہ وہ ۷۸ سالہ بوڑھا ہے اس کی بینائی بھی اچھی نہیں اسی گواہ کا بیان ہے میں فروخت کی ہوئی چھریوں کو پہچان سکتا ہوں لیکن بعد ازاں اس نے غلط چھری کو شناخت کیا مسٹر جناح نے ٹوٹی ہوئی نوک والی چھری کی طرف جج صاحبان کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ خود ان چھریوں کو دیکھ کر بتائیں کہ ان میں کیا تمیز ہو سکتی ہے۔

۸۔ ایم۔ اے جناح نے فرمایا سب انسپکٹر کی شہادت ہے کہ ملزم کی شلوار قمیص پر خون کے نشانات تھے۔ ملزم کا بیان ہے کہ میرے ساتھ تشدد کیا گیا ہے استغاثہ نے کہیں بھی یقینی طور پر بیان نہیں کیا کہ ملزم کے کپڑوں پر خون کے جو نشانات تھے وہ اسی قتل کی وجہ سے تھے۔ طبی شہادت یہ ہے کہ یہ نشانات شاید مقتول کے قریب آنے سے لگ گئے ہوں۔ یہ امر واضح ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ ملزم مقتول کے قریب نہیں آیا اس میں شک نہیں کہ خون کے نشانات کسی انسان کے خون کے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ مقتول کے خون کے نشانات ہیں اگر میری انگلی زخمی ہو جائے تو اس کے اندر سے بھی کافی خون نکل آئے گا جس سے میرے کپڑوں پر بڑے بڑے نشانات لگ سکتے ہیں۔

۹۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ فاضل جج نے فیصلے میں غلطی کی ہے اس نے لکھا ہے کہ دو ہندو اسیسر ملزم کو مجرم بتاتے ہیں لیکن دو مسلمان اسیسر اسے بے قصور ٹھہراتے ہیں اگر اس وقت ہندو مسلم فرقوں میں کشیدگی تھی تو فاضل جج کا فرض تھا کہ وہ اپنی رائے سے فیصلہ کرتا اس کا کیا ثبوت ہے کہ کہ ہندو اسیسروں کی رائے فرقہ پرستانہ نہ تھی اس کے علاوہ فاضل جج نے شہادتوں سے بھی غلط نتیجہ مرتب کیا ہے۔

۱۰۔ مسٹر جناح نے کہا کہ ملزم نوجوان ہے راجپال نے بدنام زمانہ کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا ہے اس لئے سزائے موت سخت سزا ہے اشتعال کے تحت جرم اور کم عمر کیلئے قانون میں سزا کی واضح رعایت ہے اس لئے ملزم پر رحم کیا جائے۔

اس مدلل اور معقول تقریر کے جواب میں استغاثہ کے وکیل مسٹر جے لال کپور نے کہا:

۱۔ ملزم واردات کے فوراً بعد خون آلود چھرے اور خون آلود کپڑوں کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اس لئے یوں سمجھنا چاہئے کہ وہ موقع پر ہی گرفتار ہوا ہے قتل کے بعد ملزم کا فرار ہونا لازمی تھا۔ دو یارتن کا ٹال مہاشہ راجپال کی دوکان سے صرف ایک فرلانگ ہے۔

۲۔ مقتول راجپال کے دو ملازم کدار ناتھ اور بھگت رام موقعہ پر موجود تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے راجپال کو قتل ہوتے دیکھا مگر انہوں نے ملزم کو پکڑنے کی اس لئے کوشش نہیں کی کہ اس کی آنکھوں پر خون سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں چھرا تھا اگر وہ مزاحمت کرتے تو ایک کی بجائے تین قتل ہو جاتے۔ ملازم ہونے کی بنا پر ان کے بیانات پر شک کرنا معقولیت نہیں ہے۔

۳۔ یہ درست ہے کہ ابتدائی رپورٹ میں کدارناتھ نے بھگت رام کا نام نہیں لکھوایا مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا رپورٹ درج کرانے کا مقصد پولیس کو قتل کی اطلاع دینا تھی تفصیلات اور جزئیات بعد میں پولیس اور عدالت کو بتائی جاتی ہیں۔

۴۔ یہ درست ہے کہ کتاب رنگیلا رسول میں بعض باتیں اسلامی عقائد کے خلاف ہیں مگر مقتول اس کا صرف ناشر تھا مصنف نہیں اس غرض سے ناشر کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳ کا مقدمہ چلایا گیا تھا مگر ہائی کورٹ نے اس فعل کو کوئی جرم نہیں سمجھا اور ملزم بری ہو گیا۔

۵۔ مزید برآں اشتعال کے تحت سزا میں رعایت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ملزم کا اقدام فوری ہو نہ کہ سالوں کے بعد یعنی جونہی کتاب چھپ کر آئی ملزم اس پر حملہ کر دیتا تو وہ اشتعال کی رعایت حاصل کر سکتا تھا (اس پر مسٹر جناح نے جواب دیا کہ ہو سکتا ہے ملزم کو اس کتاب کے مندرجات کا علم اسی روز ہوا ہو جس روز اس نے حملہ کیا)

۶۔ چھری نئی یا پرانی کا کوئی سوال نہیں یہ ایک آلہ قتل ہے ہر نئی چیز استعمال کے فوراً بعد پرانی ہو سکتی ہے چھری کو جس دن قتل کیلئے استعمال کیا گیا اس دن یقیناً وہ نئی اور تیز تھی۔ اس کے بعد چھ ماہ کا عرصہ زیر استعمال نہ رہنے کی وجہ سے زنگ آلود ہو گئی ہو اور مال خانے میں الٹنے پلٹنے کی وجہ سے اس کی نوک بھی شکستہ ہو سکتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۷۔ فوجداری طریق کار کے مطابق ملزم کی باقاعدہ شناخت پریڈ کرائی گئی تھی اسے نہ صرف آتمارام نے بلکہ کدرانا تھ اور نانک چند اور پرمانند نے بھی شناخت کیا تھا۔

۸۔ پیغمبر پر رکیک حملے کرنا واقعی افسوسناک ہے مگر تعزیرات ہند میں اس جرم کی کوئی سزا نہیں عدالت کا کام ملزم کو مروجہ قانون کے مطابق سزا دینا ہے نہ کہ تعزیرات ہند میں ترمیم کرنا یا خود ایک نیا قانون بنانا۔

''عدالت نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد حاضرین کو باہر نکال دیا اور عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ یعنی سزائے موت کا جب غازی علم الدین کو جیل میں سنایا گیا تو اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔''

۱۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ کا دن تھا ڈپٹی کمشنر پھانسی گھر پہنچ چکا تھا داروغہ جیل سول سرجن اور دوسرے متعلقہ حکام بھی موقع پر موجود تھے۔

داروغہ جیل کی اطلاع پر ساڑھے چھ بجے علم دین پھانسی گھاٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہاں موت کا نام سن کر بڑے بڑے بہادر کانپ جایا کرتے ہیں مگر جس کی رات کا ظلمت کدہ تاجدار عرب و عجم کی وجہ سے بقعہ نور بن جائے وہ خبیب رضی اللہ عنہ کی طرح تختہ دار پر تو چڑھ جاتا ہے خوف محسوس نہیں کرتا۔

تختہ دار پر کھڑے ہو کر علم دین نے با آواز بلند فرمایا:

''حاضرین! بلاشبہ شاتم رسول کا قاتل میں ہوں میں نے اسے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے سرشار ہو کر قتل کیا ہے آپ سب میرے کلمے کے گواہ رہنا۔''

پھانسی کے پھندے کو چوما اور گلے میں ڈال لیا جیل کے قواعد کے مطابق ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دیئے گئے آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی اور سات بجے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جلاد نے تختہ کھینچ دیا اور یہ جنت کا مہمان درس شجاعت دیتا ہوا رخصت ہو گیا علم دین شہید کو آٹھ بجے تختہ دار سے اتارا گیا جیل کے باہر پر امن ہجوم شہید کو دیکھنے کیلئے بے تاب تھا۔ دس بجے لاش کو ایک چار پائی پر ڈال کر باہر لایا گیا گروہ کے گروہ اس میدان کی طرف بڑھے جہاں شہید رسالت ﷺ کی لاش پڑی تھی۔ ڈی۔ ایس پی نے حکم دیا کہ چارپائی کو اٹھا کر لے چلو لوگ بھی جنازے کے پیچھے چل دیئے جنازے کو لاوارثوں کے قبرستان لے جا کر رکھ دیا گیا تو تمام ہجوم قبرستان سے متصل سڑک پر رک گیا حکام نے جب دیکھا کہ لوگ گھروں کو نہیں جا رہے تو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سپاہیوں کو پر امن ہجوم پر سنگ باری کا حکم دیا اور نماز جنازہ کی اجازت تک نہ دی۔ فرزند توحید علم دین کو بغیر کفن کے ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا جب دفن کیا جا رہا تھا تو ایک مسلمان نمبردار قیدی نے اپنا کمبل ان کے جسم پر ڈال دیا ادھر بعض جوشیلے مسلمانوں نے جوابی کارروائی کی جس سے ایک انگریز افسر کے دانت ٹوٹ گئے اور وہ شدید زخمی ہو گیا۔ مسلمانوں نے نعش واپس لینے کا مطالبہ کیا احتجاج کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو چکا تھا مسلمانوں کے مطالبے میں روز بروز شدت آ رہی تھی بڑی بڑی شاہراہوں اور ہر کوچے کے در و دیوار پر جلی حروف میں لکھا ہوا نظر آتا:

"غازی علم دین کی میت ملت اسلامیہ کے حوالہ کرو۔"

چنانچہ تین ماہ کے بعد ہزاروں مسلمانوں کی موجودگی میں غازی شہید کی قبر کو کھودا گیا مٹی کو ہٹانا شروع کیا تو خوشبو دل و دماغ کو معطر کرنے لگی جسد خاکی ظاہر ہوا بدن تر و تازہ تھا لبوں پر تبسم تھا چہرہ مسکرا رہا تھا غسل دیا گیا نماز جنازہ ہوئی قبر مولانا ظفر علی خان نے خاص اپنی نگرانی میں بنوائی جب لحد میں اتر کر وہ جسامت کا جائزہ لینے لگے تو روتے ہوئے پکار اٹھے کاش یہ مقام آج مجھے نصیب ہوتا آج وہ مرد حق پرست اور محمد عربی ﷺ کا لاڈلا امتی میانی صاحب کے قبرستان کے بائیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جانب برلب سڑک مدفون اس بات کا اعلان کر رہا ہے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر کٹنے والے

وہ ایک پرچم رہے سلامت اس اک لوا کو سلام پہنچے
حرم کی عزت پہ کٹنے والوں کے نقش پا کو سلام پہنچے
عروس لالہ بہار پر ہے بہار کو تہنیت کا ہدیہ
چمن چمن پر درود لازم صبا صبا کو سلام پہنچے
نفس نفس برکتوں کے مخزن قدم قدم رحمتوں کے چشمے
ہر ایک حلقہ بگوش سردار انبیا کو سلام پہنچے
زمین لاہور جن کے خون سے بہشت کو ماند کر چکی
تمام خونیں کفن شہیدانِ باصفا کو سلام پہنچے
جو تیغ کی دھار کو چومتے ہیں جو کوئے قاتل میں گھومتے ہیں
نثار جس پہ فضا کے تیور اس اک ادا کو سلام پہنچے
(شورش کاشمیری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ

کمرہ عدالت میں ہی اس نے گستاخ
رسول کی گردن پر چاقو سے حملہ کیا اور قتل
کر دیا۔ جج نے پوچھا تم نے اس شخص کو
قتل کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا تم اپنے
بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کرتے تو
میں شہنشاہ دو عالم ﷺ کی توہین کیسے
برداشت کر سکتا ہوں؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۹۳۳ء کے ایام شکستہ سرعت کے ساتھ گزر رہے تھے لندن میں ہندو مسلم سربراہوں کی تیسری راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا ہنگامہ بپا تھا ہندوستان کی آزادی کے سوال پر بحث جاری تھی۔لوگوں کے دل ودماغ سے ابھی راجپال کی بزدلانہ موت اور علم دین کی شہادت کا واقعہ محو نہ ہوا تھا کہ ادھر آریہ سماج حیدر آباد (سندھ) کے سیکرٹری نتھو رام نے (History of Islam) کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے شائع کی جس میں رحمت عالم ﷺ کی شان اقدس میں سخت دریدہ دہنی اور افتراء پردازی کا مظاہرہ کیا گیا مسلمانوں کے رستے ہوئے زخموں پر یہ نمک لگانے کے مترادف تھا اب اس ہندو بزدل نے مسلم دشمنی کا دوسرا ہاتھ بڑھا دیا تھا قدرت کسی علم دین کی تلاش میں تھی جو اسے موت کے گھاٹ اتار کر گستاخی رسول ﷺ کا بدلہ چکا دے۔

مسلمانوں میں اس کتاب کی اشاعت پر بڑا اضطراب پیدا ہوا مظاہرے شروع ہو گئے اور بڑے پیمانے پر قانون شکنی کے واقعات پیش آنے لگے حکومت نے متاثر ہو کر کتاب کو ضبط کر لیا اور نتھو رام پر عدالت میں مقدمہ چلایا گیا عدالت نے معمولی سے جرمانے اور ایک سال کی قید کا فیصلہ سنا دیا۔عدل وانصاف کی نرمی نے نتھو رام کا حوصلہ بڑھا دیا اور اس نے وی ایم فیرس جوڈیشنل کمشنر کے یہاں ماتحت عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی کمشنر کی عدالت نے اس گندہ دہن شاتم رسول کی ضمانت منظور کر لی اس سے مسلمانوں کو بہت صدمہ ہوا اور ناموس رسالت پر نتھو رام کے اس ناروا حملوں نے ان کے خرمن سکون وصبر کو جلا کر خاک کر دیا۔اس لئے کہ مسلمان اپنی سخت دل آزاری کے باعث ملزم کے بارے میں انگریزی حکومت سے اس رعایت کی توقع نہ رکھتے تھے چنانچہ ہر مسلمان کی غیرت ایمانی جوش میں آ گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہزارہ کا رہنے والا یہ نوجوان جس کا نام عبدالقیوم تھا کراچی میں وکٹوریہ گاڑی چلاتا تھا جونا مارکیٹ کی کسی مسجد میں نماز پڑھنے گیا تو وہاں توہین پیغمبر ﷺ کا واقعہ سن کر اس کے غم و اضطراب کی انتہا ہو گئی اس کے سینے میں پیغمبر کائنات ﷺ کی گستاخی کرنے والے کے خلاف نفرت اور غصہ کا طوفان امڈ آیا چنانچہ اس نے اپنے چاقو کو تیز کیا اور اس ناپاک خون کو بہانے کیلئے موقع کی تلاش میں رہا۔

ستمبر ۱۹۳۴ء میں مقدمہ اہانت رسول ﷺ کے ملزم نتھورام کی اپیل کراچی کی عدالت میں سنی جا رہی تھی۔ عدالت دو انگریز ججوں کے بینچ پر مشتمل تھی کمرہ عدالت ماہرین قانون اور شہری نمائندوں سے بھرا ہوا تھا نوجوان عبدالقیوم نہایت اطمینان سے دوسرے تماشائیوں کے ساتھ وکلاء کی قطار کے پیچھے نتھورام کی برابر والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا عین مقدمے کی سماعت کے دوران وہ اپنا تیز دھار چاقو لے کر نتھورام پر ٹوٹ پڑا اور اس کی گردن پر دو بھرپور وار کئے نتھورام چاقو کے زخم کھا کر زور سے چیخا اور زمین پر لڑکھڑا کر گر پڑا۔ غازی عبدالقیوم نے پولیس کی گرفت سے بچنے اور فرار ہونے کی ذرہ برابر کوشش نہیں کی۔ بلکہ وہ تو شہادت کا متمنی تھا اور بھری عدالت میں یہ اعلان کر دینا چاہتا تھا۔

سرور کونینؐ کی خاطر فنا ہو جاؤں گا
میں نثار سید خیر الوریٰؐ ہو جاؤں گا
اس صدی کے قیصر و کسریٰ کی ہیبت کو توڑ کر
حضرت فاروق اعظمؓ کی دعا ہو جاؤں گا

انگریز جج نے ڈائس سے اتر کو مطمئن کھڑے اس نوجوان سے پوچھا:

''تم نے اس شخص کو قتل کیوں کیا؟''

غازی عبدالقیوم نے عدالت میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تصویر تمہارے بادشاہ کی ہے کیا تم اپنے بادشاہ کی توہین کرنے والے کو موت کے گھاٹ نہیں اتارو گے؟ اس ہندو نے میرے آقا اور شہنشاہ دو عالم ﷺ کی توہین کی ہے جسے میری غیرت نے برداشت نہیں کیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

غازی عبدالقیوم پر قتل کا مقدمہ چلا اور سیشن کورٹ کی عدالت سے اس کو سزائے موت سنا دی گئی۔ غازی عبدالقیوم نے اقبال جرم کر لیا تھا۔ جب اسے سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا تو اس نے جج کو مخاطب کر کے کہا ''جج صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے موت کی سزا دی یہ ایک جان کس گنتی میں ہے اگر میرے پاس لاکھ جانیں بھی ہوتیں تو ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دیتا۔''

اس فیصلے کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی دین دار مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ غازی عبدالقیوم کا قانونی دفاع کرنے کیلئے سامنے آ گیا۔

چنانچہ سید محمد اسلم بار ایٹ لاء نے عبدالقیوم کی پیروی کی لیکن اس مرد مجاہد (عبدالقیوم) نے پہلی ہی ملاقات میں اپنے قانونی مشیر پر واضح کر دیا کہ میں نے ماتحت عدالت میں جو اقبالی بیان دیا ہے اس کے خلاف کچھ کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہیں کروں گا۔ سید محمد اسلم نے مقدمے کی تیاری جاری رکھی اور شہادتوں کے سلسلہ میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ملک کے ممتاز علماء کو بطور گواہ طلب کرنے کی درخواست کی تاکہ وہ اسلامی نقطہ نظر سے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مسلمانوں کے مذہب سے وضاحت کر سکیں۔

عدالت کے کٹہرے میں عبدالقیوم پابند سلاسل کھڑا تھا۔ اپیل کی سماعت جسٹس دادیبا مہتہ (Dadiba Mehta) اور نو ارکان جیوری کے سامنے شروع ہوئی جیوری چھ انگریزوں دو پارسیوں اور ایک عیسائی ممبر پر مشتمل تھی عدالت کے باہر کم وبیش ہزاروں مسلمانوں کا ایک بڑا ہجوم فیصلے کا منتظر تھا اس تاریخی مقدمہ میں اشتعال، ایمان وعقیدہ اور مغلوب الغضب ہونے کی نفسیاتی کیفیات پر قانونی تشریحات اور اہم توجیہات پر معرکۃ الآراء بحث ہوئی۔

ایڈووکیٹ جنرل کے دلائل کے بعد غازی عبدالقیوم کے پیروکار سید محمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلم نے صفائی کا موقف پیش کیا انہوں نے مقدمہ کے بنیادی نکات اور اقدام قتل کے محرکات پر مدلل بحث کی انہوں نے کہا:

"یہ ایک مسلمان کا ایمان و عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ناموس رسول ﷺ پر حملہ کرے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے مصنف نتھورام نے کتاب میں مسلمانوں کے نبی ﷺ کی توہین کی اور یہ گویا ان کے عقیدہ پر واضح حملہ تھا جسے واقعی ہی ایک مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔"

انہوں نے اشتعال کے قانونی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے کہا "سوال یہ نہیں کہ عبدالقیوم کا اقدام ملک کے قانون کے خلاف ہے سوال یہ ہے کہ عبدالقیوم نے یہ اقدام انتہائی اشتعال کے عالم میں کیا ہے تو کیوں نہ اسے کم سے کم سزا دی جائے جس کی اجازت دفعہ ۳۰۲ کے تحت قانون دے رہا ہے۔ اگر قانون زمین کے چھوٹے ٹکڑے یا کسی عورت کے معاملہ میں قاتل کو اشتعال کی رعایت دیتا ہے تو رعایت کا یہ اصول عبدالقیوم کے مقدمے میں کیوں قابل قبول نہیں جبکہ ایک مسلمان کیلئے ناموس رسول ﷺ پر حملے سے زیادہ اور کوئی اشتعال انگیزی نہیں ہو سکتی۔ وکیل صفائی کی تقریر کے دوران جج نے مداخلت کرتے ہوئے کہا: کیا آپ کے اس اظہار خیال سے فرقہ وارانہ کشیدگی میں اضافہ نہیں ہوگا؟

سید محمد اسلم نے اس موقع پر جواب دیا؟" جناب والا! مسلمان، حکومت اور ہندو اکثریت کو یہ سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے ہیں کہ ان کیلئے رسول اللہ ﷺ کی محبت کیا حیثیت رکھتی ہے اور اس بارے میں مسلمانوں کے جذبات کیا ہیں؟ مگر ان دونوں نے کوئی توجہ نہ دی اب مجھے عدالت میں یہ واضح کرنے کا موقع مل رہا ہے کہ ناموس رسالت کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز اور قوت کو ختم کرنے میں مسلمانوں کو تعزیرات ہند کی پرواہ ہے نہ پھانسی کے پھندے کی۔ غازی عبدالقیوم کے پیروکار سید محمد اسلم نے اقدام قتل کیلئے اشتعال کے مفہوم کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہمیت پر جو قانونی نکتہ پیش کیا تھا اگر وہ تسلیم کر لیا جاتا تو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی مذموم تحریک ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتی اور آئندہ کوئی اس جسارت کا تصور بھی نہ کر سکتا لیکن عدالت عالیہ نے یہ اپیل خارج کر دی اور غازی عبدالقیوم کیلئے سزائے موت بحال رہی، پُر جوش اور مضطرب مسلمانوں کیلئے یہ وقت بڑی آزمائش کا تھا بالآخر فروری ۱۹۳۶ء میں کراچی کے مسلمانوں کا ایک وفد حکیم الامت علامہ اقبال کی خدمت میں لاہور بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا یہ وفد جس میں مولانا ثناء اللہ، عبدالخالق اور حاجی عبدالعزیز شامل تھے لاہور پہنچے اور میکلوڈ روڈ والی کوٹھی میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مقدمے کی روداد تفصیل سے سنائی اس کے بعد عرض کیا کہ آپ وائسرائے سے ملاقات کریں اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لائیں اور اس پر آمادہ کریں کہ غازی عبدالقیوم کی سزائے موت عمر قید سے بدل دی جائے وفد نے اصرار کے ساتھ کہا کہ آپ نے سعی و توجہ فرمائی تو پوری توقع ہے کہ غازی عبدالقیوم کی جانب سے رحم کی اپیل حکومت ہند ضرور منظور کر لے گی۔

علامہ وفد کی یہ گفتگو سن کر دس بارہ منٹ تک بالکل خاموش رہے اور گہری سوچ میں ڈوب گئے وفد کے ارکان منتظر تھے کہ دیکھئے علامہ کیا فرماتے ہیں توقع یہی تھی کہ جواب اثبات میں ملے گا۔ اس سکوت کو پھر علامہ اقبال کی آواز نے ہی توڑا انہوں نے فرمایا۔ کیا عبدالقیوم کمزور پڑ گیا ہے؟ ارکان وفد نے کہا نہیں اس نے تو ہر عدالت میں اپنے اقدام کا اقبال اور اعتراف کیا ہے اس نے نہ تو بیان تبدیل کیا اور نہ کوئی کمزوری کی بات کہی وہ تو بانگ دہل کہتا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے مجھے پھانسی کے پھندے سے بچانے کی کوشش مت کرو۔

وفد کی یہ گفتگو سن کر علامہ کا چہرہ تمتما اٹھا انہوں نے برہمی کے لہجہ میں فرمایا جب وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے تو میں اس کے اجر و ثواب کی راہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں کیسے حائل ہو سکتا ہوں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ایسے مسلمان کیلئے وائسرائے کی خوشامد کروں وہ زندہ ہے تو غازی اور مر گیا تو شہید ہے۔

علامہ کے لہجے میں اس قدر تیزی اور سختی تھی کہ وفد کے ارکان اس سلسلے میں کچھ اور کہنے کی جرأت نہ کر سکے وفد کراچی واپس ہو گیا۔

ناموس رسالت ﷺ پر کراچی کے مسلمانوں کی جاں نثاری اور جوش و غضب کا یہ عالم تھا کہ انگریز حکام نے غازی عبدالقیوم کو پھانسی دینے کے بعد مقررہ وقت پر برسر عام جسد خاکی ورثا کے سپرد کرنے کی جرأت نہیں کی بلکہ کسی اور وقت شہید کی میت کو جیل سے نکال کر تدفین کیلئے بھیجا گیا۔

حکیم الامت علامہ اقبال کے ذیل میں درج مشہور اشعار ان ہی دونوں جاں نثاری کے واقعات کی شعری تفسیر ہیں۔ ایک غازی عبدالقیوم کا واقعہ جو کراچی میں پیش آیا اور دوسرا واقعہ غازی علم دین کا جو لاہور میں پیش آیا ان کے اشعار کا عنوان بھی انہی دونوں شہروں سے منسوب ہے۔

مندرجہ بالا واقعات کے پس منظر پر غور کیا جائے تو دل و دماغ پر سوز و گداز کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے یہ اشعار ''لاہور اور کراچی'' کے عنوان سے ''ضرب کلیم'' میں شائع ہو چکے ہیں مگر غازی عبدالقیوم کیلئے رحم کی درخواست کے اس واقعہ کی روشنی میں ان اشعار کا مفہوم کچھ اور زیادہ ابھرتا ہے۔

لاہور اور کراچی

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آہ اے مرد مسلماں، تجھے کیا یاد نہیں
حرف ''لاتدع مع اللہ الھاً اخر''

ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے وقت جنازہ جلوس نکالے ہزاروں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نچھاور کرنے والے اس شہید کو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ میوہ شاہ علاقہ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہ منہ چھپا کے جئے ہم، نہ سر جھکا کے جئے
ستمگروں کی نظر سے نظر ملا کے جئے
اب ایک رات اگر کم جئے تو کم ہی سہی
یہی بہت ہے کہ ہم مشعلیں جلا کے جئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بطل حریت
سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

اے قائد مرحوم تماشائے وفا دیکھ
تربت سے ذرا نکل اپنے عزیزوں کی ریا دیکھ
آہ اے میرِ سپاہ تیرے قافلے والے
اب چھوڑ چکے ہیں تیرا نقشِ کفِ پا دیکھ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الہٰ آباد کی اس کانفرنس میں اسٹیج پر سکھ، مسلم اور ہندو لیڈر جلوہ افروز تھے کانفرنس میں سکھوں نے اعلان کیا کہ اگر پنجاب میں ہمیں مناسب مراعات نہ دی گئیں تو ہم خون کی ندیاں بہا دیں گے مختلف تقریروں کے بعد جب مولانا داؤد غزنوی سٹیج پر جلوہ گر ہوئے تو قوت ایمانی سے بھری گرجدار آواز میں کہا:

''میں خیالی خون کی ندیوں میں تیرتا ہوا امن کے ساحل کی امید میں الہ آباد پہنچا ہوں اگر کوئی منصفانہ صلح کی تجویز سامنے آئے تو ان شاء اللہ ہم اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہیں اگر نہ ہو سکے تو خون ہماری تاریخ میں کوئی نئی چیز نہیں اور نہ ہی ہم اس سے ناواقف ہیں۔''

ان الفاظ کے بعد وہ مجمع پہ چھا گئے۔

ادیب ایسا کہ جس کے لہجے میں گلکدوں کی کہانیاں تھیں
خطیب ایسا کہ اس کے پیرائیہ سخن میں جوانیاں تھیں

اس کانفرنس میں مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ بھی موجود تھے مولانا غزنوی نے جونہی تقریر ختم کی تو مولانا ظفر علی خان نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے۔

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو
اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی
کلکتہ میں ایک اور بھی ہیں ان کے ہم لقب
یہ ہست غزنوی ہیں اور وہ ہیں بود غزنوی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین! آیئے ردائے ماضی پر بکھرے ہوئے تابناک ستاروں میں سے اس ستارے کی روشنی سے قلب وجگر کو روشن کریں۔

وہ دہلی اور لکھنؤ سے فراغت کے بعد واپس امرتسر تشریف لے آئے تھے اور اپنے آبائی مدرسہ میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو گئے جہاں ایک عرصہ تک تشنگان علوم کی تسکین کا باعث بنے رہے۔ مگر وہ بطل جلیل جس کی رگ رگ میں وطن کی محبت اور قوم کا درد سرایت کر چکا ہو جس کی تاریخ سیاہی کی بجائے خون سے لکھنے کے قابل ہو اور جس کے آباؤ اجداد محض راہ حق میں گھر بار سے نکالے گئے ہوں وہ مسند تدریس کی عافیت گوشی میں کیوں کر فرحت وانبساط سے ہمکنار ہوسکتا تھا۔

اور ایسے وقت میں جو سیاسی اعتبار سے انتہائی ہنگامہ خیز اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا زمانہ تھا چنانچہ غزنی کا گرم خون جوش میں آیا اور مولانا نے مسند تدریس کو خیر باد کہہ کر سیاست کی خارزار وادی میں قدم رکھ دیا۔

مولانا غزنوی نے اپنے زور خطابت سے مارشل لاء کی جو ہیبت و دہشت عوام کے دلوں پر طاری تھی اسے یکسر ختم کر دیا ویسے بھی وہ مولانا کی جوانی کا زمانہ تھا اور وہ عوام وخواص میں مقبول اور ہر دلعزیز ہو گئے۔

مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غزنوی نے ایک دفعہ چوک کنڑہ میں تقریر کی جو بڑے معرکہ کی تقریر تھی خیال تھا مولانا گرفتار ہوجائیں گے اور باقی مسلمانوں پر بھی اس کی زد پڑے گی دوسرے روز اسی جگہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریر کی اور کہا کہ کل اس جگہ مولوی داؤد غزنوی جو آگ لگا گیا ہے میں اس پر پانی ڈالنے کی غرض سے آیا ہوں۔

مولانا غزنوی شاہ صاحب کی اس تقریر سے عوام میں غلط فہمیوں کا اندیشہ محسوس کرتے ہوئے ان کی خدمت میں تشریف لے گئے تبادلہ خیالات ہوا مولانا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غزنوی نے شاہ صاحب کو اخبارات دکھائے تو شاہ صاحب فرمانے لگے بھائی میں نے تو کبھی اخبار پڑھا ہی نہیں اور نہ ہی کبھی سیاست میں حصہ لیا ہے مجھے تو حالات کا کوئی علم نہیں ہے۔

مولانا غزنوی نے فرمایا برطانیہ عالم اسلام کے ساتھ کیا کچھ کر رہا ہے اور ترکی کے حالات کس خطرناک موڑ پر ہیں ایسے موقع پر گوشہ نشینی کوئی مناسب عمل نہیں ہے۔ اٹھیے اور میدان سیاست میں نکل کر آزادی کی جدو جہد کیجئے اس وقت عالم اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس سے بڑھ کر کوئی خیر خواہی نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ شاہ صاحب نے بھی مولانا غزنوی کے ساتھ مل کر تقریریں شروع کر دیں یہاں تک کہ امام خطابت تسلیم کر لئے گئے لوگوں کا کہنا ہے کہ عطاء اللہ خطیب نہیں جادو گر تھا اس کی آواز کانوں سے نہیں دل سے ٹکراتی تھی۔

شاہ صاحب کا مولانا غزنوی سے حجۃ اللہ پڑھنا:

سول نافرمانی کی تحریک میں مولانا غزنوی اور شاہ صاحب مع اپنے دیگر رفقاء کے گرفتار ہو کر میانوالی جیل میں پہنچے جہاں پنجاب کے گرفتار شدہ تمام اراکین اسمبلی موجود تھے ان پر سخت پابندیاں تھیں حتیٰ کہ ایک دوسرے سے ملاقات کی بھی اجازت نہ تھی مگر جب سید داؤد اور سید عطاء اللہ جیسے انقلابی حضرات تشریف لے آئے تو ان قیدیوں نے مل کر اپنے مطالبات منوانے شروع کر دیئے اور آہستہ آہستہ پابندیاں کم ہوتی گئیں جب تمام ہنگامے تھم گئے اور چین وسکون برقرار ہو گیا تو شاہ صاحب نے مولانا سے فرمایا کہ مجھے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی حجۃ اللہ البالغہ پڑھایا کریں اولاً تو مولانا نے ٹال مٹول سے کام لیا مگر بعد میں شروع کرا دی، کیا بہترین شاگرد اور کیسا بہترین استاذ اور تعلیم وتعلم کا نظارہ بھی قابل دید ہوگا۔ ابھی دو ماہ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ان قیدیوں کو منتشر کر کے مختلف جیلوں میں بھیج دیا گیا مولانا غزنوی روہتک جیل بھیج دیئے گئے جس سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انگریز کا جبر و استبداد پوری طرح بام عروج پر تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ میری مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا اور دنیا کی کوئی طاقت میرے اقتدار کی طرف جھانکنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتی۔

جب خلافت کمیٹی بنی تو اس کی سرگرمیوں کی وجہ سے پہلی دفعہ ۱۹۲۱ء میں داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو تین سال قید بامشقت ہوئی اور دوسری دفعہ ۱۹۲۵ء میں گرفتار ہوئے تو پھر یہ سلسلہ ہی شروع ہو گیا اور متعدد دفعہ جیل میں گئے۔

مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز حکومت کی شدت سے مخالفت کی اور ہر اس تحریک میں شامل ہوئے جو انگریز کے مخالف تھی انہوں نے آزادی وطن کی تحریکوں میں حصہ لینے کی پاداش میں مجموعی طور پر اپنی عمر عزیز کے ۱۰ برس قید و بند کی صعوبتوں میں بسر کئے مگر کلمہ حق کبھی پست آواز سے نہیں کہا اور انگریزی اقتدار کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ مختلف اوقات میں امرتسر، سیالکوٹ، شاہ پور، روہتک ملتان لاہور، منٹگمری، میانوالی، سرگودھا اور گجرات کی جیلوں میں رکھے گئے گویا جیل ان کیلئے امن و سکون کا گہوارہ بن چکی تھی خلافت کمیٹی، جمعیت علماء ہند، مجلس احرار اور کانگریس کی تحریکوں میں بار بار گرفتار ہوئے سول نافرمانی کی تحریک کے وقت مولانا غزنوی مسلم لیگ میں شریک ہو چکے تھے جس سے پورے ملک میں تہلکہ مچ گیا گویا ایوان کانگریس میں زلزلہ آ گیا تھا مولانا نے ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا اور اپنے زور خطابت سے ہندو اور انگریز دونوں کے عزائم بے نقاب کئے۔

میں ڈھونڈتا ہوں تجھ کو، اے دولت گم گشتہ:

جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان کے زیر اہتمام ملتان کے باغ لانگے خان میں جہاد کانفرنس منعقد ہو رہی تھی صدر اجلاس حضرت مولانا احمد علی لاہوری تھے جمعیت کے اجلاس شوریٰ میں جو خان بہرام خانصاحب رئیس اعظم ملتان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دولت کدہ پر منعقد ہوا تھا۔ مولانا احمد علی لاہوری نے حاضرین کے سامنے آزادی ہند کے بعض واقعات بیان فرمائے اکابر دیو بندی حضرات اور ان کے بزرگوں کی قربانیوں کا ذکر کیا اور مجاہدین کے اسماء گرامی قدرے تفصیل سے بیان کئے جنہوں نے انگریز کے خلاف قربانیاں دے کر برصغیر کے جیل خانوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر مولانا ممدوح نے اپنی اس تقریر میں ان تحریکوں کا ذکر کرتے ہوئے کسی ایک بھی اہلحدیث بزرگ کا نام نہ لیا جونہی مولانا احمد علی لاہوری نے تقریر ختم کی تو مولانا غزنوی نے اٹھ کر صدر اجلاس سے اجازت طلب کی اور مولانا احمد علی کے اس انداز تقریر پر یوں احتجاج کرتے ہوئے خطاب فرمایا:

"تحریک آزادی ہند میں جن لوگوں کی تاریخ خون سے لت پت ہے اور جنہوں نے انگریز سامراج کے خلاف بڑی بڑی مالی و جانی قربانیوں سے اس تحریک کو پروان چڑھایا آہ! ان میں سے کسی ایک بزرگ کا بھی نام نہیں لیا گیا" نیز مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے علماء بنگال و بہار کی مجاہدانہ خدمات بالخصوص علماء خاندان صادقپور پٹنہ عظیم آباد، حضرت مولانا احمد اللہ صاحب صادقپوری، حضرت مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی، حضرت مولانا یحییٰ علی صاحب مونگیری، حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری اور وہ علمائے کرام جنہوں نے انگریز کے خلاف بڑھ چڑھ کر تحریک جہاد میں حصہ لیا اور تختہ دار پر کلمہ حق بلند کیا انڈیمان نکوبار اور پورٹ بلیر جیسے دور دراز کے جزائر میں پہنچ کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں بلکہ بعض اکابر کی قبریں بھی آج تک وہاں موجود ہیں ان حضرات کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ تقسیم بنگال سے لے کر سازش انبالہ اور کوٹ قاضی خان کے مقدمات اور واقعات آپ کے سامنے ہیں پھر مولانا غزنوی نے حضرت امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی تک جملہ مرحومین کی پر خلوص خدمات کا نقشہ پیش کیا اور ہر تحریک کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلسلے میں خواہ وہ سیاسی ہو یا مذہبی علماء اہلحدیث کے نام لے کر ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور باطل قوتوں کے مقابل مدافعت کے واقعات اس انداز سے دہرائے کہ حاضرین عش عش کر اٹھے اور جب مولانا غزنوی نے اپنی احتجاجی تقریر ختم کی تو حضرت مولانا احمد علی صاحب نے وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے بلا چون و چرا اپنے حافظہ کی کمزوری پر اظہار ندامت کرتے ہوئے ان تمام بزرگان جماعت اہلحدیث کی خدمات کو سراہا اور اپنی معذرت کا اظہار فرمایا اور آئندہ اس معاملہ میں شرح صدر سے ان حقائق کو بیان کرنے کا وعدہ کیا۔

عجب نہیں کہ فضاؤں کا حبس مٹ جائے:

مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کے اجلاس منعقدہ گوجرانوالہ کے موقع پر حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی صاحب نے جمعیت کی بعض خامیوں پر پورے جوش وخروش سے تقریر کی اور ان تمام خامیوں کا ذمہ دار مولانا غزنوی کو ٹھہرایا ایک قرارداد پر یہ رسہ کشی اس حد تک پہنچ گئی کہ اس بھرے اجلاس میں رائے شماری کی نوبت پیش آگئی اور ووٹوں کی گنتی پر مولانا عبدالمجید صاحب کے حق میں صرف تین ووٹ آئے جبکہ مولانا غزنوی کی طرف تین سو ووٹ تھے اسطرح وہ قرارداد مولانا غزنوی کے حق میں منظور ہوگئی تو مولانا نے دردمندی اور سچی محبت کا یوں مظاہرہ کیا کہ کرسئ صدارت سے اتر آئے اور حضرت مولانا سوہدروی صاحب کو اپنے دونوں بازوؤں سے تھام کر سٹیج پر لے گئے گلے لگایا اور پاس بٹھا لیا پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

> ”احباب کرام! اس واقعہ کو میری فاتحانہ حیثیت نہ سمجھو، مولانا عبدالمجید صاحب ہماری جماعت کے زبردست عالم اور ہماری جمعیت کے قوی بازو ہیں ان کی تنقید کو میں اپنے اور اپنی جماعت کیلئے مضبوطی کی خاطر پر خلوص سمجھتا ہوں یاد رکھیں ایسے لوگ جب تک جماعت میں ہمارے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بازو بن کر رہیں گے اور ہمارے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں گے تو یقیناً ہمارے قدم کبھی متزلزل نہیں ہوں گے اور نہ ہی ہم غرور و تکبر کا شکار ہو کر جماعت کی سرپرستی کے جنون میں مبتلا ہوں گے اور نہ ہی کسی وقت فاخرانہ انداز اختیار کر سکیں گے بلکہ اسلاف صالحین کی طرح اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کریں گے مولانا عبدالمجید صاحب کی تنقید بہت حد تک اصلاح کا موجب ہے خبردار اس گمراہی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ کوئی شخص آپ کے اعمال و افعال کا جائزہ لے کر آپ کو بھلائی کی راہ بتائے آپ فریب نفس میں مبتلا ہو کر اس کی صحیح راہنمائی کو نظر انداز کر دیں۔"

ایک مولانا داؤد غزنوی کا خاندانی رعب و دبدبہ اور پھر مولانا کا سوز و گداز اور آپ کا آبدیدہ ہو کر یہ درد بھری تقریر کرنا بس کیا تھا سارے حاضرین پر گہرا اثر ہوا گویا سکتہ طاری تھا تمام حاضرین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

پیر کے روز ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء کو صبح پونے نو بجے میکلوڈ روڈ گنج (ضلع بہاول نگر) سے مولانا کی ایک عزیزہ کا ٹیلی فون آیا انہوں نے بات کرنے کیلئے ابھی ریسیور اٹھایا ہی تھا کہ اچانک دل کا دورہ پڑا اور بستر پر گر گئے فوراً ڈاکٹروں کو بلایا گیا لیکن وہ اپنے معبود حقیقی سے جا ملے تھے۔ اس کے بعد اخبارات کے ضمیمے شائع ہوئے اور ریڈیو میں ان کی وفات کی ساتھ ان کے حالات زندگی بیان ہونے لگے پھر جیسے جیسے لوگوں کو پتہ چلتا گیا ان کے مکان پر پہنچتے گئے غسل دینے اور کفن دینے کے بعد ان کی میت اوپر سے اتار کر نیچے دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ہال میں رکھ دی گئی اور لوگ ان کا آخری دیدار کرنے لگے۔

۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو منگل کے روز صبح دس بجے ان کا جنازہ اٹھانے سے پہلے چار پائی کے دونوں طرف لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یت کو کندھا دے سکیں۔ جنازہ بہت بڑے ہجوم کے ساتھ بھاٹی دروازے کی طرف گیا پھر انارکلی اور پرانی انارکلی سے گزرتے ہوئے یونیورسٹی گراؤنڈ میں لے جایا گیا جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل سلفی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں تمام مذہبی سیاسی اور سماجی تنظیموں کے اکابر و اعیان شامل تھے مولانا کی وفات کے افسوس میں لاہور کے تمام کاروباری ادارے بند رہے مولانا کو میانی صاحب کے قبرستان ان کے چھوٹے بھائی حافظ محمد سلیمان غزنوی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

ایک دن راوی روڈ لاہور کی ایک ہوزری کے مالک نے اخبار میں اشتہار دیا کہ انہیں پیکنگ کیلئے چند خواتین کی ضرورت ہے جو روزانہ چھ گھنٹے کام کریں گی اور انہیں پانچ روپے اجرت دی جائے گی۔ وقت مقررہ پر کچھ خواتین پہنچیں اور قطار میں کھڑی ہو گئیں مالک کرسی پر بیٹھا سب کے نام اور پتے پوچھتا اور رجسٹر میں لکھتا گیا اور انہیں کام کی نوعیت سمجھاتا گیا چھٹے یا ساتویں نمبر پر ایک برقع پوش خاتون کھڑی تھیں اس کی باری آئی تو ہوزری کے مالک نے اس کا نام اور پتہ پوچھا اس نے بتایا۔ ”بیوہ مولانا داؤد غزنوی ۴ شیش محل روڈ لاہور“

مالک نے یہ الفاظ سنے تو حیرت و استعجاب سے اس کی طرف دیکھا پھر ایک دم کرسی سے اٹھا بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور نگاہیں نیچی کر کے خاتون کے سامنے کھڑا ہو گیا ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے التجا کی:

”بی بی آپ کرسی پر تشریف رکھئے۔“

خاتون نے جواب دیا میں مزدوری کرنے آئی ہوں کرسی پر بیٹھنے نہیں آئی اگر کرسی پر بیٹھنے سے میرا اور میرے بچوں کا پیٹ بھر سکتا تو کرسیاں میرے گھر میں بہت ہیں انہی پر بیٹھی رہتی یہاں کیوں آتی۔

مالک کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس نے التجا کے لہجے میں کہا مہربانی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فرما کر آپ یہاں تشریف نہ لایا کریں آپ کے آنے سے مجھے شرمندگی ہوگی میں دس روپے روزانہ آپ کے گھر بھجوا دیا کروں گا خاتون نے کہا: میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں اپنے ہاتھ سے کما کر انہیں روکھی سوکھی روٹی کھلانا چاہتی ہوں آپ سے دس روپے فی سبیل اللہ نہیں لینا چاہتی پھر دس روپے روزانہ آپ دیتے بھی کب تک رہیں گے وہ کچھ دن ہوزری میں کام کرتی رہیں محلے کے بعض لوگوں کو بھی اس کا علم ہو گیا ایک دن ایک شخص نے مولانا کے انتہائی قریبی عزیز سے کہا کہ اللہ نے آپ کو سب کچھ دیا ہے ان کا بھی خیال رکھیں یہ محنت مزدوری کرتی ہیں اور ہم شرمسار ہوتے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا تم کون ہو ہمارے گھریلو معاملات میں دخل دینے والے میں تمہاری ٹانگیں چیر دوں گا۔

چھ سات روز کے بعد مولانا کے ایک انتہائی عزیز نے مولانا کی بیوہ سے طنز آمیز غصے میں کہا اس مزدوری سے بہتر یہ ہے کہ آپ دارالعلوم کے دروازے پر بیٹھ کر پکوڑے بنانا شروع کر دیں اس سے زیادہ آمدنی ہوگی۔

یہ الفاظ سن کر ستم رسید خاتون رو پڑیں اور خاموش ہو گئیں اس سے زیادہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھیں۔

چند روز گزرے تھے کہ پتہ چلا لاہور کے علاقہ سنت نگر میں لڑکیوں کے ہائی سکول میں ایک ایسی عورت کی خدمات درکار ہیں جو لڑکیوں کو کشیدہ کاری سکھا سکیں چار سو پچیس روپے اسے ماہانہ تنخواہ دی جائے گی، اس نیک بخت اور مصیبت زدہ خاتون نے وہاں درخواست دے دی جو منظور کر لی گئی کچھ عرصہ اس سکول میں ملازمت کرتی رہیں۔

مولانا کی اہلیہ کی والدہ اور بہن بھائی کراچی رہتے تھے چھوٹے بھائی کراچی میں ملازمت کرتے تھے۔ وہ کراچی کی ملازمت چھوڑ کر لاہور آ گئے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہاں ملازمت کرنے لگے وہ بیوہ بہن کے پاس رہتے تھے اور جو کچھ کماتے تھے بہن کی خدمت میں پیش کر دیتے بڑے بھائی بھی کراچی سے اپنی استطاعت کے مطابق مدد کرتے رہے یہ تمام لوگ یکے بعد دیگرے وفات پا گئے۔

مولانا کا ایک وفادار تبتی ملازم محمد عمر اسی کمرے میں رہا جس میں مولانا کی زندگی میں رہتا تھا اب اس کا کام رونا دھونا رہ گیا تھا وہ اوپر جا کر مولانا کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا پہلے وہ مولانا صاحب کہہ کر پکارتا تھا اب ان کے چھ سالہ بچے یحییٰ کو بھرائی ہوئی آواز میں پکارتا...... یحییٰ......!

مولانا گرمیوں میں براؤن چپل یا براؤن مکیشن اور سردیوں میں کبھی مکیشن اور کبھی براؤن بوٹ پہنا کرتے تھے۔ان کی وفات کے بعد ان کی ایک شیروانی چند قمیصیں اور چپل اور بوٹ وغیرہ محمد عمر کو دے دیئے گئے تھے وہ انہیں پہن کر اور دیکھ کر کبھی خوش ہوتا تھا اور کبھی رونے لگتا تھا مولانا کی وفات سے تقریباً اٹھارہ برس بعد محمد عمر کا جنازہ اسی کمرہ سے نکلا جو مولانا نے انہیں دیا تھا۔

باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں نہ ایسی سنیے گا
جو کہتے کسی کو سنئے گا تو دیر تلک سر دھنیے گا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صِلہ آہنی زنجیریں تھیں
سر فروشوں کیلئے دارو رسن قائم تھے
خان زادوں کیلئے مفت کی جاگیریں تھیں
بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں
خونِ احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں
از اُفق تابہ اُفق خوف کا سناٹا تھا
رات کی قید میں خورشید کی تنویریں تھیں
راہنماؤں کیلئے حکم زباں بندی تھا
جرم بے جرم کی پاداش میں تعزیزیں تھیں
جانشینانِ کلایو تھے خداوندِ مجاز
سرِّ توحید کی برطانوی تفسیریں تھیں
حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے
اور زنداں کے سزاوار فقط ہم ٹھہرے

(شورش کاشمیری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ملزم کمرہ عدالت سے باہر نکلا تو ہجوم میں
سے اکثر احباب کے رونے کی آواز آئی
اس نے غصے سے کہا کون بزدل رو رہا
ہے، تعلق بخاری سے اور رونا عورتوں کی
طرح............

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ داستان حق ہے اس مرد مجاہد کی کہ جس کی ساری زندگی اس بات کی آئینہ دار تھی۔

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالت کیلئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسم سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ہے

وہ درویش صفت انسان کہ جس کا ہر ہر لمحہ تبلیغ دین میں گزرا جس کی گرجدار آواز سے انگریز کی آمریت لرزاٹھی اس کیلئے بارہا ہتھکڑی کا کڑا کھولا گیا اور درزنداں نے اس کو سلام کہا لیکن وہ تھا کہ طوفانوں سے ٹکراتا رہا اور موجوں کی تلاطم خیزی اس کے چٹان سے عزائم سے ٹکرا کر اپنا رخ بدلتی رہی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۲ اپریل ۱۹۲۱ء کو ایڈیشنل مجسٹریٹ کی عدالت میں آج خلاف معمول عوام کی بہت بھیڑ تھی مجرموں کی صف میں ایک پر وقار درویش آدمی کھڑا تھا مجسٹریٹ اس کی جانب متوجہ ہوا اور کہا:

آپ نے ۲۵ مارچ کو ایک تقریر کی تھی جس کی رپورٹ موجود ہے کہ آپ نے حکومت کے خلاف نفرت و حقارت پیدا کی یا اس کا اقدام کیا اور برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کے خلاف لوگوں کے دلوں میں حقارت پیدا کی کیا آپ نے یہ جرم کیا ہے؟ مجرم کی آواز گونجی ''میں نے قرآن پاک پڑھا ہے جرم ہرگز نہیں کیا قرآن کریم پڑھنا جرم نہیں۔''

مجسٹریٹ: جرح کیلئے گواہ بلانے ہیں یا صفائی کے گواہ؟

مجرم: میں ترک موالات کا حامی ہوں قرآن میری صفائی ہے قرآن میرا گواہ ہے قرآن ہی میرا مذہب ہے اور قرآن ہی میرا دین، اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ عدالت کی کارروائی جاری رہی آخر ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء کا دن بھی آ گیا جب یہ فیصلہ سنا دیا گیا کہ ملزم کو تین سال قید بامشقت ہوگی جس میں تین ماہ کی قید تنہائی بھی شامل ہے۔ ملزم کمرہ عدالت سے باہر نکلا تو ہجوم میں سے اکثر احباب کے رونے کی آواز آئی اس نے غصے میں آ کر کہا کون بزدل رو رہا ہے؟ تعلق بخاری سے اور رونا عورتوں کی طرح...... یہ تھے امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فرنگی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا انکی زندگی گرفتاریوں کے لامتناہی سلسلہ کا مرقع ہے ہم ان میں سے چند ایک اختصار سے پیش کریں گے۔

آزادی کے چھن جانے کے بعد گو غلام ہندوستان کا نہ کوئی تمدن رہا تھا اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہ ہی تہذیب کے پاس کوئی پیرہن تھا کہ جس کی گرہ کشائی سے گمشدہ تہذیب کی نشان دہی ہوتی لیکن بجھتی ہوئی قندیلیں ابھی ایسی روشنی دے رہی تھیں جن کے جلو میں چند حدی خوان دکھائی دیتے تھے جو ویران صحراؤں میں حجازی لے پر تہذیب کہنہ کے گیت الاپ رہے تھے۔ یہ گیت کبھی مدھم اور کبھی بلند ہوتے رہے تحریک ہجرت کی ناکامی کے بعد خلافت اور ترک موالات کی ہنگامہ آرائیوں میں پھر سے توانائی پیدا ہونے لگی ادھر انگریز افغانستان کے خوف سے بے نیاز ہو چکا تھا چنانچہ ۵ نومبر ۱۹۲۰ء کو دہلی میں مہاتما گاندھی کی راہنمائی میں بدیشی مال کا بائیکاٹ اور فوجی بھرتی کے خلاف عام لڑائی کا اعلان کر دیا گیا۔ ہندوستان کی ان دونوں تحریکوں میں انگریز کو اپنی موت دکھائی دینے لگی ادھر دہلی سے اٹک کے کنارے تک سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چرچے ہو رہے تھے ان کی تقریروں میں مذہب کے ساتھ برطانوی سامراج پر کھلی تنقید ہوتی تھی چنانچہ غلامی کا احساس جوان ہو کر حاکموں سے متصادم ہوا انگریزوں کی فوج میں بھرتی کو شرعاً حرام قرار دیا جا چکا تھا گجرات چونکہ فرنگی افواج کا مرکز تھا اس کی حفاظت سلطنت برطانیہ کی سب سے بڑی ضرورت تھی لہٰذا شاہ جی کو باغی قرار دے کر ان کی سرکاری طور پر نگرانی میں لیل و نہار کی تمیز اٹھا دی گئی انگریزی قانون شکاری کتے کی طرح ان کے نقش پا کی تلاش میں مصروف ہو گیا۔ لیکن شاہ صاحب کی گھن گرج برابر جاری رہی چنانچہ انہوں نے مارچ ۱۹۲۱ء میں راولپنڈی میں ایک تقریر کی جو ۲۰ مارچ کو زمیندار میں شائع ہوئی شاہ صاحب کی یہ پہلی تقریر تھی جو اخبارات میں شائع ہوئی جس کا ایک ایک لفظ عوام کے دل و دماغ میں اترتا چلا گیا۔

برادران ملت! آج میں تقریر کیلئے نہیں آیا بلکہ آپ کی طرح سننے والوں میں سے تھا سخت تحیر اور تعصب کا مقام ہے کہ کوہاٹ کے جبہ پوش تو اس جلسہ میں شریک ہوں اور باشندگان راولپنڈی جلسے میں دکھائی نہ دیں کیا ان میں نور ایمان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہے؟ کیا وہی قرآن کریم پر عمل پیرا ہیں؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ عدالتوں میں اُلو بول رہے ہیں وکالت پیشہ احباب اپنی وکالت کیوں ترک کرنے لگے؟ دراصل وہاں کے باشندوں نے وہاں کا بائیکاٹ کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ وکالت پیشہ افراد کو اپنی وکالت ترک کرنا پڑی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سنو، بدمستی چھوڑ دو جن کے صدقے میں تمہیں آرام تھا وہ بے آرام ہیں لیکن تم ہو کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے جن کی وجہ سے تم عیش وعشرت کرتے تھے وہ آج کل نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہیں تم ہی کوئی تجویز بتاؤ کہ ہم بھی تمہارے قائل ہو جائیں۔

ترکوں نے خلافت اسلامیہ کیلئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا لیکن تم ہندوستانیوں پر قرآن اور کعبہ لعنت بھیجتا ہوگا فرشتے ترکوں کو ذبح کرنے کیلئے آسمانوں سے نہیں اترے حرمین شریفین کے محافظوں کو اگر قتل کیا تو تم نے۔ ہندوستان میں سب سے بڑا مرکز راولپنڈی کا ضلع ہے جس نے انگریز فوج میں بھرتی دی جنگی قرضے میں تم نے اپنا سب کچھ دے دیا ارے تم میں تو اتنی غیرت بھی نہیں اگر تمہاری لڑکیوں کو یورپین مانگیں تو تم ان کو بھی دینے پر آمادہ تھے اب بھی تم مصطفیٰ کمال کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہو سفید خداؤں سے ڈرتے ہو جس کعبہ کی طرف تم منہ کر کے نماز پڑھتے ہو اسی پر ہاتھ صاف کرتے ہو ارے تم میں تو شمہ بھر بھی غیرت نہیں تم تماشہ دیکھتے ہو گے کہ ابوالکلام آزاد، محمد علی، شوکت علی جیل چلے جائیں تو کام بند ہو جائے گا ارے آزادی کس چیز کا نام ہے قید کس چیز کا نام ہے قید اور آزادی میں کیا فرق ہے؟ اگر ہمارا گھر آزاد ہے تو ہم آزاد ہیں اگر وہ آزاد نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ کیا ترک مٹ جائیں گے تو مکہ اور مدینہ کو بچا لو گے کیا کالا غلاف جس میں اس وقت سوراخ ہے بچا لو گے دیکھو! ترکوں کا جو بچہ پیدا ہوتا تھا وہ حرمین شریفین کی بھینٹ چڑھا دیا کرتے تھے۔

میں ڈنکے کی چوٹ سے کہتا ہوں ہم ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لئے سکھ اپنی جانیں دے رہے ہیں غیر نوحہ خوانی کر رہے ہیں لیکن تم ہو کہ شادمانی کر رہے ہو تم کہتے ہو محمد علی نہیں آئے شوکت علی نہیں آئے صدر صاحب نہیں آئے ارے سنو اور غور سے سنو اللہ ہمارا صدر ہے اور قرآن کریم ہمارا دستور العمل ہے تمہارا قافلہ بہت دور جا چکا ہے اور تم پھر اس قافلے کو واپس لا رہے ہو جہاں سے چلا ہے تمہارا دل پتھر کا ٹکڑا ہے گوشت کا لوتھڑا نہیں اگر تم ان باتوں سے منحرف ہو تو نیا خدا بنا لو نیا قرآن لے آؤ تم اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہو تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے تمہارے نعرے بے روح ہیں۔

مولانا ظفر علی خان، مولانا فاخر، مولوی لقاء اللہ کیلئے تم نے کیا کیا؟ تم نے ان سے کون سی ہمدردی کی؟ تمہارے مولوی تو سی۔آئی۔ڈی کے اندر موجود ہیں تم نے ہی ان تک اطلاعیں بھجوائیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں دیکھ لیتا کہ انگلستان یا آئرلینڈ کے لوگ اس قسم کی اطلاعیں پہنچانے میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں تم نے مولانا محمود الحسن کے کہنے پر عمل کیا؟ اس بزرگ کے اقوال کا اتباع کہاں تک کیا؟ ارے مسلمانو! تمہاری اس حالت پر مجھے افسوس ہوتا ہے اور حسرت بھی مجھے سیال شریف کے پیر ضیاء الدین سے پچھلے دنوں ملنے کا اتفاق ہوا اس نیک بخت بزرگ نے اپنے مریدوں کے نام یہ حکم جاری فرمایا ہے کہ جو شخص میرے حلقہ مریدی میں رہنا چاہتا ہے اس کیلئے لازم ہے کہ وہ افواج یا گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری ترک کر دے ورنہ وہ میرا مرید نہ ہوگا۔"

اخبارات کے ذریعہ عوام میں ابھی اس تقریر کے چرچے ہو ہی رہے تھے کہ ۲۵ مارچ کو نماز جمعہ کے بعد امرتسر خلافت کمیٹی کے جلسہ عام میں جو خیر الدین کی مسجد میں ہوا شاہ جی نے دوسری تقریر کی اس تقریر کے بعد حکومت نے شاہ جی کو مزید ڈھیل دینا مناسب نہ سمجھا اور ۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء کو رات دو بجے کوچہ موہر کنداں کرموں ڈیوڑھی امرتسر سے دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت گرفتار کر لیا شاہ جی ان دنوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گجرات سے اپنی ہمشیرہ کی شادی کے سلسلہ میں امرتسر آئے ہوئے تھے۔

امرتسر میں ہڑتال:

طلوع آفتاب سے پیشتر سارے شہر میں شاہ جی کی گرفتاری کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ دوکانیں کھلنے سے پہلے بند ہونے لگیں گلی کوچوں نے ماتمی لباس پہن لیا۔ یہاں تک کہ سارا شہر اُمڈ کر کوتوالی آن پہنچا حکومت برطانیہ مردہ باد، سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد کے پیہم نعروں نے پولیس افسروں کو مجبور کر دیا کہ وہ عوام کی مرضی دریافت کریں۔ عوام نے مطالبہ کیا کہ ہم شاہ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں یا انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔

ہجوم کا یہ مطالبہ افسران بالا تک پہنچا آخر طے پایا کہ ہجوم اپنے چند آدمی منتخب کرے چنانچہ ۵ ہندو ۵ مسلمان کوتوالی کے اندر حوالات میں شاہ جی سے ملنے گئے واپسی پر ان کا بیان تھا کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی شیر کچھار میں ٹہل رہا ہو انہیں اپنی گرفتاری کا ذرہ برابر خوف نہیں چہرہ اسی طرح سرخ اور آنکھیں اسی طرح مسکرا رہی ہیں زبان پر قرآن کریم کی آیات جاری ہیں۔

ہم نے ضمانت کیلئے عرض کیا تو ناراض ہو کر فرمانے لگے آپ نے مجھے بزدل یا وطن کا غدار سمجھا ہے میں نے کوئی جرم نہیں کیا اگر آپ نے ایسا کیا تو میں کوتوالی سے باہر آتے ہی وہی کچھ کروں گا جس کی وجہ سے میں یہاں لایا گیا ہوں۔

پھر شاہ جی کے والد ملنے آئے تو دیکھا کہ سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے ہیں حوالات کے آس پاس پولیس افسروں کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں والد صاحب کو دیکھ کر شاہ جی نے السلام علیکم کہا والد نے جواب میں وعلیکم السلام کے بعد کہا:

''میں اسی دن کا منتظر تھا اللہ تعالیٰ تمہیں استقامت دے۔''

پھر شاہ صاحب نے کہا ابا جی میں آپ کی دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتا ہوں اور بس۔ گرفتاری کی خبر جب دوسرے شہروں میں پہنچی تو ہر جگہ برطانوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے خلاف جلسے ہوئے۔ تحریکات آزادی وطن کے جلتے ہوئے الاؤ میں شاہ جی کی گرفتاری نے ایسا تیل چھڑکا کہ اس آگ کے شعلے ایوان فرنگی تک جا پہنچے جس سے غلامی کی زنجیریں پگھلنے لگیں ان دنوں شاہ جی کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔

بخاری کی للکار عدالت میں:

۱۲ اپریل ۱۹۲۱ء میں پہلی دفعہ شاہ جی کو مسٹر ایف۔ اے کانز ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں میں پیش کیا گیا، کچہری میں عوام کی اس قدر بھیڑ تھی کہ دوسری عدالتوں میں ان کو اپنا کام جاری رکھنا مشکل ہو گیا دس بجے سے ذرا بعد شاہ جی کو پولیس کی لاری میں کچہری لایا گیا شاہ جی کو دیکھتے ہی عوام نے برطانوی راج مردہ باد کے نعرے لگائے انتظام کیلئے گورکھا فوج کا دستہ پہلے سے موجود تھا لیکن ان دنوں عوام کے جذبات پولیس اور فوج کے رعب سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ عدالت کا کمرہ وکلاء اور دوسرے معززین سے بھرا پڑا تھا۔

مجسٹریٹ (شاہ جی سے مخاطب ہو کر) آپ نے ۲۵ مارچ کو خیر الدین کی مسجد میں تقریر کی تھی؟

شاہ جی! میں نے وہاں بھی قرآن کریم پڑھا تھا اور یہاں بھی قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں۔

مجسٹریٹ: آپ لکھ کر دے دیں۔

شاہ جی۔ جس نے وہاں میرا قرآن نوٹ کیا ہے وہی لکھے اگر یہاں درست نہیں نوٹ کر سکتے تو وہاں کس نے درست نوٹ کیا ہوگا۔

مجسٹریٹ: آپ کا بیان؟

شاہ جی: میرا بیان وہی ہے۔

سرکاری وکیل نے استغاثہ پڑھ کر سنایا۔

”مولوی عطاء اللہ صاحب ایک ذی عزت آدمی ہیں ان کے والد بھی ذی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عزت آدمی ہیں انہیں معلوم تھا کہ جو لفظ میرے منہ سے نکلتے ہیں ان کا اثر ہوگا ان کو علم تھا کہ ایسی تقریروں کا کیا اثر ہوتا ہے۔ پہلے بھی ان کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایسی تقریروں سے منع کیا تھا یہ تقریر جو انہوں نے جمعہ کے دن وعظ کی صورت میں کی تھی قرآن شریف کی آڑ میں انہوں نے اپنی سیاسی خواہش کو پورا کرنا چاہا تھا انہوں نے جو کچھ کہا اس سے ان لوگوں کے دلوں میں جو سننے والے تھے برے خیالات پیدا ہونے کا احتمال ہے انہوں نے مسجد میں قسم کھا کر کہا کہ مکہ معظمہ پر گولیاں چلائی گئیں اس طرح ان لوگوں کے دلوں میں مذہبی نفرت اور جوش پیدا کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی اور وہ بطور راشن کے سپاہیوں کو دی گئیں دس دس آدمیوں کو ایک عورت دی گئی اور ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں عورت کی عزت و احترام بہت ہے۔

انہوں نے کہا جو روپیہ لڑائی کیلئے ہم سے لیا گیا اس سے گولیاں خریدی گئیں اور ہمارے اپنے بھائی ان سے مارے گئے۔

یہ ایسی تقریر تھی جو بے علم لوگوں پر جن کو واقفیت نہ ہو برا اثر کرسکتی ہے اور پھر سراسر گورنمنٹ کے خلاف تھی۔

جب شاہ جی وعظ میں جمعہ کے دن یہ لفظ کہہ رہے تھے ان کو معلوم تھا کہ وہ کس قسم کے لوگوں سے مخاطب ہیں ایسی بات سن کر وہ فساد کرنے لگتے ہیں جس سے حکومت کے خلاف بغاوت کا احتمال ہے لہٰذا حسب ذیل امور اس تقریر میں جرم تحت ۱۲۴۔ الف تعزیرات ہند عائد ہوتے ہیں۔ (پھر پولیس ڈائری کی یہ رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی) جس میں تقریر کے یہ اقتباسات تھے:

۱۔ فرعون اور حکومت کے مابین مقابلہ کیا گیا یہ کہ انگریز چاہتے ہیں کل دنیا کو عیسائی بنائیں انگریز کا لفظ برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ لارڈ کچز وغیرہ کا استعمال کیا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر کیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی سلطنت کو تباہ کر دیا تھا وہ بچوں کو قتل کرتا تھا یہ حکومت طریقہ تعلیم سے وہی بات کرتی ہے۔

۳۔ پولیس والے چند روپے لے کر اپنے بھائیوں کے گلے کاٹتے ہیں فرعون کے مخبر بھی تھے لیکن انہیں تنخواہ زیادہ ملتی تھی موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو مارا خدا کو غصہ پسند ہے میری تعلیم بھی یہی بتاتی ہے کہ سرخ کپڑے ہوں اور میں حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں چلا جاؤں۔

۴۔ ہمارے بھائی برطانوی فوج میں بھرتی ہو کر مدینہ منورہ گئے اور اپنے بھائیوں کو مارا خانہ کعبہ کے غلاف میں چھید کئے حج کیلئے غربت کا عذر پیش کیا جاتا ہے لیکن مذکورہ بالا کام قلیل تنخواہ پر کر رہے ہیں۔

۵۔ انگریز نے جو زنانہ مدارس لڑکیوں کیلئے قائم کئے ہیں بے شرمی کا اڈہ ہیں اور ملیشیا میں عورتوں کو راشن کے طور پر تقسیم کیا گیا۔

۶۔ انگریز مکھیوں کی طرح ہیں اگر تم ان سے لڑو گے تو وہ تمہیں ڈنگ ماریں گے۔ ان کو ہڑتال کی دھونی دو اور اس طرح وہ بوریا اٹھا کر چل دیں گے اور بمبئی کی بندرگاہ سے سوار ہو کر چلے جائیں گے اور ہم کنارے پر کھڑے ہو کر غرق ہونے کی دعا کریں گے اور شہد کھائیں گے۔

۷۔ افسوس ہے کہ ہمارے بچے ابھی تک انجمن اسلامیہ کے سکول میں پڑھتے ہیں جس نے پچھتر ہزار روپیہ انگریزوں کو دیا جس سے گولیاں خریدی گئیں اور یہ گولیاں ہمارے ہی بھائیوں پر چلائیں گئیں۔

۸۔ انگریزوں نے جس طرح دباؤ میں رکھنا چاہا بھرتی کر لیا لڑائی میں مروایا جلیانوالہ باغ میں گولیاں چلائیں قید کیا پھانسیاں دیں لڑائی کا چندہ لے کر ہم کو لوٹ لیا چونکہ سڑیشن میٹنگ ایکٹ نافذ ہے مسجد ہی امن کی جگہ ہے۔

یہ تمام الفاظ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴۔الف کی زد میں آتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں طوفانوں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
میں اذاں بن کے صنم خانوں پہ لہراتا رہا
آئے دن کے حادثوں کی گود میں پلتا رہا
میں بیابانوں میں لے کر آبلے چلتا رہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فردِ جرم:

مجسٹریٹ: (شاہ جی سے) آپ نے ۲۵ مارچ کو ایک تقریر کی جس کی رپورٹ میں درج ہے کہ آپ نے برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کی کیا آپ نے یہ جرم کیا ہے؟

شاہ جی: میرا وہی جواب ہے کہ میں نے جرم ہرگز نہیں کیا قرآن کریم پڑھا ہے قرآن کریم پڑھنا جرم نہیں۔

مقدمے کی کارروائی مسلسل جاری رہی آخر ۱۸۔ اپریل ۱۹۲۱ء کو حسب ذیل فیصلہ سنا دیا گیا۔

"قیصر ہند بنام مولوی عطاء اللہ ولد حافظ ضیاء الدین قوم سید سکنہ ناگڑیاں جرم زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف مجموعہ تعزیرات ہند۔ تاریخ اجراء ۲ اپریل ۱۹۲۱ء اس مقدمہ میں امرتسر شہر کا ایک مولوی عطاء اللہ ملزم ہے یہ شخص زیر دفعہ ۱۲۴۔ تعزیرات ہند ایک وعظ کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے جو اس نے شیخ خیر الدین کی مسجد واقع ہال بازار امرتسر بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء کو کثیر التعداد جماعت کے سامنے بیان کی استغاثہ کا بیان ہے کہ اس وعظ سے اس حکومت کے خلاف جو بروئے قانون قائم ہے نفرت اور حقارت پھیلنے کا احتمال ہے یہ استغاثہ حکومت کی منظوری لینے کے بعد کیا گیا استغاثہ کے دس گواہوں نے یہ بیان سنا اس میں سے ایک غلام محی الدین ہیڈ کانسٹیبل گواہ استغاثہ نمبر ۴ تھا جو وعظ سننے کے بعد کوتوالی پہنچا اور اس نے وعظ کے نوٹ تیار کر کے اپنے حکام کے پاس بھیجے اس کے بعد وعظ کا ترجمہ مختصراً پڑھ کر سنایا گیا۔ جو سراسر انگریز حکومت کے خلاف تھا یہ اقتباسات کافی ہوں گے میرے روبرو ملزم نے بیان کیا ہے کہ اس نے محض قرآن کریم پڑھا ہے ملزم نے کوئی جواب استغاثہ کو اس بنا پر پیش نہیں کیا کہ وہ عدم تعاون کا پابند ہے پھر موجودہ نازک ساعت میں مذہب کے نام سے ایک غیر تعلیم یافتہ اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشتعال انگیز مجمع کے سامنے کوئی تقریر کرنا ایسے ہے کہ اس سے بحیثیت مجموعی دلوں میں ایسی تلخی پیدا ہو جائے گی کہ لوگ فوری عملی کارروائی شروع کر دیں گے۔

سامعین میں سے اگر کوئی شخص ملزم کا وعظ سننے کے بعد باہر آتا اور پہلا انگریز جو اسے ملتا اس پر وہ سربازار حملہ کر دیتا تو یہ امر چنداں باعث تعجب نہ تھا۔

لہٰذا میں بلا تامل ملزم کو زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات ہند مجرم قرار دیتا ہوں جون ۱۹۲۰ء میں اسے تنبیہہ ہو چکی تھی اس لئے وہ اس قسم کی تقریر کے نتائج و عواقب اور سزا سے بخوبی آگاہ تھا قانون کی رو سے زیادہ سے زیادہ سزا حبس دوام عبور دریائے شور ہو سکتی ہے لیکن میں ملزم کو تین سال قید بامشقت کی سزا دیتا ہوں جس میں تین ماہ کی قید تنہائی ہوگی۔

دستخط.....................الف۔اے۔کانز

۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

عدالت کا فیصلہ سننے کے بعد شاہ جی نے مجسٹریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے فی البدیہہ کہا۔

دار کے حق دار کو قید سہ سالہ ملے
ہائے مشکل آساں ہوتے ہوتے رہ گئی

راہ حق کے دستور نرالے دیکھے:

۱۱۔ اپریل کو حسب دستور ڈسٹرکٹ جیل امرتسر سے شاہ جی کو لاہور سنٹرل جیل میں تبدیلی کا حکم ملا یہ کام پولیس اور دوسرے حکام نے بڑی رازداری سے کرنا چاہا لیکن نہ جانے اہل شہر کو کس طرح پتہ چل گیا کہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ریلوے اسٹیشن پر شاہ جی کی آمد سے پہلے پہنچ گئے۔

گاڑی چلنے میں کچھ منٹ باقی تھے کہ پولیس کی بھاری معیت میں شاہ جی کو اسٹیشن پر لایا گیا پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑی اس حالت میں یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرد درویش جب اسٹیشن کی عمارت میں داخل ہوا تو پتھر بھی آبدیدہ ہو گئے برطانوی سامراج کا مجرم، وطن کا سپاہی، قرآن کا مبلغ، آزادی وطن کے جرم میں آہنی زنجیروں میں جکڑا ہوا گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا آخر سینکڑوں انسانوں نے آنسوؤں کے ہار اور دل کی دعاؤں سے تین سال کیلئے اپنے سے جدا کیا گاڑی نے منزل کی طرف سفر شروع کیا تو شاہ جی نے کھڑکی سے باہر منہ نکال کر کہا۔

در و دیوار پہ حسرت کی نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

ہم لوگ نہیں بکتے منڈی میں مفادوں کی:

شاہ جی کو لاہور سنٹرل جیل آئے ہوئے دو ہفتے ہوئے تھے کہ اچانک ایک دن انہیں جیل کے دفتر میں بلوا کر ان کے سامنے انگریزی میں لکھی ہوئی ایک درخواست پیش کی جس میں درج تھا:

اگر اس دفعہ حکومت مجھے معاف کر دے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ میری کوئی حرکت ایسی نہ ہوگی جس سے حکومت کو کسی قسم کی شکایت پیدا ہو۔

اس درخواست کے نیچے کسی کا نام درج نہ تھا اور نہ تحقیق پر کسی کا نام مل سکا شاہ جی نے اس درخواست کا ترجمہ سن کر اسے سپرنٹنڈنٹ کے ہاتھ سے لے لیا اور کئی ٹکڑے کر کے اپنے پاؤں تلے روندا اور غصے کی حالت میں اس پر تھوکا پھر واپس چلے گئے اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد شاہ جی کو میانوالی ڈسٹرکٹ جیل میں بھیج دیا گیا اور ہندوستان بھر کے سیاسی رہنماؤں کو اسی جیل میں منتقل کر دیا۔

جیل خانے کے شب و روز رینگتے گزرتے چلے جا رہے تھے عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان اونچی دیواروں کے پیچھے قید ہوئے تو اس وقت وہ اپنی تقریروں کے ذریعہ انگریز حکومت کے خلاف آتش برسا چکے تھے ہندو اور مسلم دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے بغاوت پہ آمادہ تھے۔ جب آزاد ہوئے تو ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۴ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے حالات میں بڑا فرق آچکا تھا اب عوام انگریز کی بجائے آپس میں ہی جھگڑ رہے تھے ہندو مسلم فسادات اپنا رنگ جما چکے تھے۔ شاہ جی جیل سے رہا ہوئے تو ہندوستان گیر شہرت نے اُن کے قدم چومے ایسے میں شاہ جی جب گھر سے چلے تھے نہ قالین ان کے پاؤں تلے تھے نہ سونے کا چھتر سر پر تھا درویش جب تاج شاہی سے ٹکراتا ہے تو قباؤں کے پیوند ہی اس کا ساتھ دیتے ہیں اس مسموم فضا میں امرتسر کے ایک ہندی رسالہ ورت مان نے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کیچڑ اچھالا جسے احتجاج کی بنا پر رائج الوقت قانون نے چھ ماہ کی سزا دی مگر کتاب رنگیلا رسول (نعوذ باللہ) نے حالات کو بد سے بدتر کر دیا ہندوستان کے مسلمانوں نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ راج پال کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جائے جس پر مہاشہ راج پال کو گرفتار کر لیا گیا عدالت نے تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی لیکن سیشن جج نے جرمانہ معاف کر دیا پھر ہائیکورٹ میں اپیل پر جسٹس کنور دلیپ سنگھ (عیسائی) نے راج پال کو بری کر دیا اس فیصلے پر لاہور کے انگریزی روزنامے ''مسلم آؤٹ لک'' نے تبصرہ کیا تو اسے توہین عدالت پر سزا ہوئی۔ چنانچہ ۴ اور ۵ جولائی کی درمیانی رات کو مسلمانانِ لاہور نے دہلی دروازہ کے باغ میں ایک جلسے کا اعلان کیا اس میں احرار قائدین بھی تشریف لائے ڈپٹی کمشنر نے دفعہ ۱۴۴ لگا کر جلسے کو ممنوع قرار دے دیا تو میاں عبدالرحیم کے احاطہ میں جلسہ کا انعقاد ہوا صدارت چوہدری افضل حق نے کی۔ فوج اور پولیس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر مسٹر اوگلوی ذاتی طور پر بھی احاطہ کے باہر موجود تھے اور اس نے اندر آ کر اعلان کیا:

دفعہ ۱۴۴ کے باعث یہ مجمع خلاف قانون ہے آپ لوگ پانچ منٹ کے اندر یہاں سے چلے جائیں ورنہ مجھے گولی چلانے کا حکم دینا پڑے گا۔

ڈپٹی کمشنر کے اس اعلان پر خواجہ عبدالرحمٰن غازی نے اس کو انگریزی میں کہا ''ہم اس قانون کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں جو قانون ہمیں ناموس

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ضمانت نہیں دیتا تم جو چاہو کرو ہم یہ جلسہ کریں گے۔"
اس کے بعد شاہ جی نے تقریر کی شاہ جی اس انداز سے تقریر فرما رہے تھے کہ حاضرین میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اس تقریر کو روزنامہ زمیندار نے ۷ جولائی ۱۹۲۷ء کو شائع بھی کیا تھا۔

شاہ جی نے آخر میں ایک قرارداد پیش کی اور کہا:

"ہمارا موقف قتل و غارت گری نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت تعزیرات ہند میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ کرے جس کی رو سے بانیانِ مذاہب کے خلاف تقریر وتحریر کی پابندی ہو اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم قرار پائے"

اس قرارداد کے بعد جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

ڈپٹی کمشنر نے قانون کی آڑ میں اپنی شکست کا انتقام لیتے ہوئے ۱۰ جولائی ۱۹۲۷ء کی دوپہر شاہ جی اور خواجہ عبدالرحمٰن غازی کو زیر دفعہ ۱۰۷ کے گرفتار کرلیا گرفتاری سے پیشتر شاہ صاحب دہلی، لاہور، امرتسر اور لدھیانہ کے اضلاع میں تقریریں کر کے مسلمانوں کو توہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقام پر آمادہ کر چکے تھے۔

دفعہ ۱۰۷ کے تحت قانون کا منشا ادھورا دیکھ کر شاہ جی پر دفعہ ۱۰۸ کے تحت بھی مقدمہ چلایا گیا انہیں حکم ہوا کہ تین ہزار کی ضمانت اور تین ہزار کا مچلکہ دے کر دوران مقدمہ رہا ہو سکتے ہیں لیکن شاہ جی نے نہ صرف فرنگی قانون کی یہ رعایت ٹھکرا دی بلکہ عدالت میں بیان اور مقدمہ میں صفائی دینے سے بھی انکار کر دیا سماعت مقدمہ تک لاہور بورسٹل جیل میں رہے مسلسل چار روز کی یک طرفہ کارروائی کے بعد شاہ جی اور خواجہ عبدالرحمٰن کو ایک ایک سال کی قید بامشقت کی سزا دے کر روہتک جیل میں منتقل کر دیا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر تعزیرات ہند میں لچک پیدا ہوگئی:

غیر ملکی نظام حکومت غلام رعایا کو باہم دست و گریباں دیکھ چکا تھا دلوں کے انگارے دہکنے لگے تو شاطرانِ فرنگ نے محکوم رعایا پر دست کرم کیا کہ تعزیرات ہند میں ترمیم کر کے دفعہ ۱۹۵ کا اضافہ کیا جس کی رو سے ہر ایسی تقریر و تحریر کو قانوناً جرم قرار دیا گیا جس سے کسی مذہب کے بزرگ یا بانی کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو اور یہ شاہ جی کی تقریر کا نتیجہ تھا۔

جب قادیاں کی سرزمین لرز اٹھی:

مرزائیوں نے مکمل طور پر اب مسلمانوں کے عقائد پر حملے شروع کر دیئے تھے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ زنی جاری تھی جب مسلمانوں کی برداشت سے باہر ہو گیا تو انہوں نے ایک منظم طریق پر کام کرنے کا فیصلہ کیا اس سلسلہ میں فیصلہ ہوا کہ قادیاں میں کانفرنس کا انعقاد ہو اس کانفرنس کیلئے ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر کی تاریخوں کا اعلان کیا گیا تھا اس کانفرنس کیلئے ایک سکھ زمیندار کی اراضی حاصل کی گئی تھی۔ اس زمیندار کا نام بشیر سنگھ تھا پنڈال تیار ہونا شروع ہوا لیکن مرزائیوں نے اس اراضی پر قبضہ کر لیا اب مجلس احرار والوں کیلئے اور کوئی راستہ نہیں تھا یا تو وہ اراضی کیلئے لڑتے یا شہر سے دور کانفرنس منعقد کرتے احرار نے جھگڑے سے گریز کیا کیونکہ اس وقت مرزائیوں کی مسلسل یہی کوشش تھی کہ جھگڑا ہو جائے اور اس بنیاد پر کانفرنس کو امن عامہ کے خلاف ثابت کر کے بند کروایا جائے مجلس احرار ان کے اس ارادے کو بھانپتی تھی اس لئے انہوں نے قادیاں سے ایک میل کے فاصلے پر ڈی۔ اے۔ وی سکول کے پہلو میں پنڈال تیار کروایا۔

کانفرنس کے دوران پہلے ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے نامہ نگار نے قادیاں سے خبر بھیجی تھی جس سے اس کانفرنس کے خدو خال کا اندازہ ہوتا ہے مجلس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احرار ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر کو ایک کانفرنس قادیاں میں منعقد کر رہی ہے اس کانفرنس کیلئے بڑے وسیع پیمانے پر تیاریاں ہو رہی ہیں مرزائیوں کی طرف سے مسلسل یہ مہم چلائی جا رہی ہے کہ اس کانفرنس سے ان کا جان و مال خطرے میں پڑ گیا ہے چنانچہ مرزائیوں نے اپنی حفاظت کیلئے لاتعداد دیہاتیوں اور مریدوں کو قادیاں میں جمع کرنا شروع کر دیا ہے ادھر احرار کی اس کانفرنس میں ۲۰ سے لے کر ۵۰ ہزار کا ہجوم ہے مزید برآں کانفرنس کے منتظمین کا مطالبہ ہے کہ ان کو کانفرنس کے صدر کا جلوس نکالنے کی اجازت ہونی چاہئے اور یہ جلوس قادیاں شہر سے گزرے۔

اس کانفرنس کے پیش نظر آج صبح پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس بہ نفس نفیس قادیاں آئے ان کے ہمراہ پولیس کی ایک بھاری جمعیت تھی چنانچہ انسپکٹر نے کانفرنس کا موقع دیکھا اور احکام جاری کر دیئے کہ اگر اس کانفرنس کے دوران قادیانیوں نے کوئی اجتماع کرنے کی کوشش کی تو یہ اجتماع خلاف قانون متصور ہوگا انسپکٹر جنرل نے احراریوں اور ان کی کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کو بھی متنبہ کر دیا ہے کہ وہ کانفرنس میں کسی قسم کے ہتھیار کے ساتھ شرکت نہیں کر سکتے۔ نیز اگر کسی قسم کا جلوس نکالا گیا تو اسے شہر میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ امن و امان بحال رکھنے کیلئے چار سو پولیس کے سپاہی پہنچ جائیں گے اور اردگرد کے تمام علاقے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے اور لاٹھیاں ساتھ نہ لانے کی بھی منادی کرا دی گئی ہے۔

امیر شریعت کی کانفرنس میں آمد اور تقریر:

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پورے پنجاب میں اس کانفرنس کے کس قدر چرچے تھے اور کتنے گوشوں سے اس کانفرنس کی کامیابی اور ناکامی کی خبروں کا انتظار کیا جا رہا تھا اس فضا میں کانفرنس ہوئی اس کانفرنس کے صدر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے۔ چنانچہ رات جب اپنا پورا سایہ ڈال چکی لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے تو اس کانفرنس کے صدر سید عطاء اللہ شاہ بخاری تشریف لائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہزارہا انسانوں کا ہجوم اور امیر شریعت کی پنڈال میں آمد اور کون سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تھا جس کا شباب اور شعلہ بیانی دونوں اپنے عروج پر تھے جو لاؤڈ اسپیکر کے بغیر ہزاروں انسانوں کو مسخر کرسکتا تھا جس کا حسن اور بیان دونوں الگ الگ جادو جگاتے تھے۔ ہزاروں کا مجمع رات کی خاموشی قمقموں کی روشنی اور اتنے میں شعلہ بیاں خطیب اور امیر شریعت کی آمد شاہ صاحب ہیں کہ مسکراتے ہوئے مجمع کو چیرتے ہوئے اسٹیج کی جانب بڑھ رہے ہیں نعروں کا ایک سیل رواں ٹوٹ پڑا مجمع خاموش ہوا تلاوت ہوئی شاہ صاحب نے کوئی ساڑھے نو بجے تقریر شروع کی ہوگی اور رات تھی کہ وہ دم بخود گزرے جارہی تھی لیکن شاہ صاحب کی شعلہ بیانی بڑھتی جارہی تھی اس شعلہ بیانی اور آتش نوائی کو قدم قدم پر نعروں، قہقہوں اور آنسوؤں کے ذریعے خراج عقیدت پیش ہورہا تھا یہ تقریر جو رات کی خاموشی میں شروع ہوئی تھی مؤذن کی اذان نے اس سیل رواں کو روک دیا اور خطابت کے دریا کو بند مار دیا۔

فرد جرم:

عدالت نے امیر شریعت پر فرد جرم عائد کرتے ہوئے لکھا: ملزم نے اپنی تقریر کے دوران ملک معظم کی رعایا کے دو طبقات احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان دشمنی اور حقارت پیدا کرنے کی کوشش کی لفظ ''طبقات'' مذہبی فرقوں پر اطلاق پاتا ہے۔

اب ہم ملزم کی تقریر کی طرف آتے ہیں سامعین جو اکثر گنوار تھے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ملزم نے دوران تقریر کہا اس علاقہ میں جہاں بت خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں ہم غریبوں کا اکٹھا ہونا جن میں سے اکثر کا گھر بھی نہیں پھر ملزم نے کہا فرعون کا تخت الٹا جارہا ہے اور خدا نے چاہا تو یہ نہیں رہے گا پھر قادیاں کے متعلق ملزم نے کہا کہ قادیاں کے اندر ایک اور حکومت پیدا ہوگئی ہے جہاں ظلم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ناانصافی تکبر اور غرور اتنا بڑھ گیا ہے کہ جب بخاری امرتسر آیا تو پولیس سائے کی طرح اس سے لگی رہی اور امرتسر پہنچنے پر اسے دفعہ ۱۴۴ کے تحت دو انسپکٹروں نے نوٹس دیا پھر تقریر کرتے ہوئے کہا اللہ اللہ قادیاں میں غریب شاہ پٹ جاتا ہے ظالم سمجھتا ہے کہ وہ مر گیا اور حکومت کہتی ہے کہ گواہ نہیں ملتا یہ چشم پوشی ہے اور ہم اتنے ذلیل ہیں اس لہجہ میں ملزم نے قادیاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں احمدیوں نے ریاست بہاولپور، پٹیالہ اور کشمیر جیسے اختیارات حاصل کر لئے ہیں اور ہمیں استنجا تک کرنے کی اجازت نہیں۔

ملزم نے لوگوں کو تلقین کی کہ دلیری سے تکلیفیں برداشت کریں اور اپنے رسول ﷺ کے قدموں کی پیروی کریں ملزم نے خلیفہ قادیاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ وہ ایک نبی کا بیٹا ہے میں نبی کا نواسہ ہوں وہ آئے تم خاموش بیٹھے رہو وہ میرے ساتھ اردو، پنجابی، عربی، فارسی میں تمام مسائل پر بحث کرے تو اس جھگڑے کا آج ہی فیصلہ ہو سکتا ہے وہ پردے سے نکلے گھونگھٹ اٹھائے اور حکومت کو ہمارے اختلافات کے بارے میں درمیان میں نہ لائے اور وہ جس شان سے چاہے آئے وہ موٹر میں آئے میں پیدل آؤں گا وہ حریر پہن کر آئے میں کھدر کا کرتہ پہن کر آؤں گا وہ اپنے ابا کی سنت کے مطابق عنبر، بھنا ہوا گوشت یا قوتیاں اور پلومر کی ٹانک وائن پی کر آئے اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں گا اسے حکومت سے مدد نہیں مانگنی چاہیے اکیلا آئے اور بخاری کے جوہر دیکھے۔

اگر ہم یہاں دو چار سال تک رہے تو خدا کے فضل سے یہ بالکل تباہ ہو جائیں گے اخبار زمیندار اور اس کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور اپنے اس کانفرنس کے صدر ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملزم نے یہ بھی کہا کہ ہندوستان کے کسی مولوی میں اس طرح قادیاں میں آنے کی طاقت نہیں یہ کسی اکیلے آدمی کا کام نہیں یہ ایک جماعت کی طاقت ہے جماعت کے سر پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے حکومت آج آزما کر دیکھے کہ باوجود پابندیوں کے جو حکومت نے لگا دی ہیں اور باوجود جماعت احمدیہ کی مخالفت کے غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی زیادہ تعداد میں نظر آتے ہیں۔

پھر قادیاں اور خلیفہ کا ذکر کر کے ملزم نے کہا ہم سب کو ایک عزم یہاں لایا ہے اور وہ ہے کہ اس ناپاک زمین کو پاک کیا جائے اللہ اس زمین کو پاک کرے کیونکہ یہاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اس جگہ پیارے مکی و مدنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں ہیں یہاں شرک ہے اور یہاں چالیس کروڑ مسلمانوں کے تیرہ سو سالہ قبلہ کے احترام کی توہین کی جاتی ہے میں ایک بات جانتا ہوں کہ خواہ کوئی شخص مکہ میں پیدا ہو اور مکہ ہی میں مرے لیکن اگر اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ رکھی تو اس کی نجات نہیں ہو سکتی میں غریب ہوں اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہوں حکومت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو شخص نبوت کی قمیص تک نہیں چھوڑتا ہم اس کیلئے طاعون اور ہیضے کی طرح ہیں اگر حکومت کوئی اور ہاتھ دیکھنا چاہتی تو اس کی مرضی۔

تم نے ہمیں سینکڑوں بار آزمایا ہے قبل ازیں خلافت اور مقامات مقدسہ کے احترام کا سوال اٹھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ کیا گیا تو یہ احمدی خوشی کے مارے اچھل پڑے جب ملک کا سوال اٹھا انہوں نے کہا یہ مرزائی ہندوستان کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے ہیں حکومت نے ہماری طاقت کو آزمایا گیارہ بجے ہیں سورج نکلنے میں ابھی سات گھنٹے باقی ہیں اور یہاں ہزاروں لوگ جمع ہیں حکومت کو اپنی طاقت ہٹا لینی چاہئے۔

میں گورنمنٹ کے سامنے مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن اس شخص کا کیا حشر ہوگا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

یہ ہمارے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں؟ یہ انگلستان والوں کے دم کٹے کتے ہیں اور انگریزوں کی چاپلوسی بھی کرتے ہیں ان کی جوتیوں کے تلوے صاف کرتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں میں فخر نہیں کرتا اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر مجھے اکیلا چھوڑ دیا جائے تو تم میرے اور بشیر کے معرکے دیکھو۔

میں کیا کہوں لفظ تبلیغ نے مجھے مشکل میں ڈال رکھا ہے یہ پولیٹکل کانفرنس نہیں ہے اگر باہیں ڈھیلی چھوڑ دی جائیں تو مرزائیو! میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاؤ ہم نے کبھی حکومت سے امداد حاصل نہیں کی ان کی نبوت اور خلافت حکومت کے سہارے کھڑی ہے تمہیں کیا پتہ پانچ سال کے عرصہ کے اندر اندر یہ پولیس ہمارے قبضہ میں ہوگی۔

پھر علماء سے جو اسٹیج پر بیٹھے تھے ملزم نے مخاطب ہو کر کہا کہ آیا جو شخص پانچویں جماعت میں فیل ہوجائے وہ نبی بن سکتا ہے؟ ہندوستان میں تو اس کی ایک مثال موجود ہے کہ ایک شخص نے فیل ہو کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

پھر ملزم نے کہا کہ حدیث اور تفسیر سے ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں اور یہ کہ نبی دھوکے باز نہیں ہوتا پھر اب دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے غریب شاہ کو مارا گیا محمد امین کو قتل کر دیا گیا۔

اور مسیح کی بھیڑو! تم سے نمٹنے کیلئے کوئی نہیں آیا ہاں اب تمہارا مجلس احرار سے مقابلہ ہے اس نے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے انگریز اور مرزائی ہر جگہ ایک ہی ہیں انگریز اگر مکہ پر بھی قبضہ کر لے تو یہ وہاں بھی ان کی امداد کریں گے اور او مرزائیو! یہ تمہاری نبوت کی تصویر ہے اور یہ حکومت سے مخفی نہیں ہے تم اس کی دیر تک خدمت کرتے رہے ہو اور تم اس کے ناصح اور خیر خواہ ہو۔

یہ ہندوستانی نبی ڈپٹی کمشنر کے پاس جا جا کر کہتا ہے کہ میں نے اور میرے باپ نے حکومت کی بڑی خدمتیں کی ہیں او خبیث اگر تم نبی ہو گئے تھے تو تمہیں اپنا وقار قائم رکھنا چاہیے تھا۔

ملزم نے ایک جھوٹے مدعی کی مثال بیان کی جس نے شہنشاہِ عالمگیر کو گمراہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا اور کہا اگر نبوت ہی کا دعویٰ کرنا تھا تو پھر تمہیں انگریزوں کا کتا نہیں بننا چاہئے تھا۔ تف ہے اور لاکھ لعنت ہے اس نبوت پر۔ کتاب آئینہ کمالات کا ذکر کرتے ہوئے ملزم نے کہا مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ وہ جو مجھے نہیں مانتا حرامی ہے۔

میں حکومت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اور حکومت کو جواب دینا ہوگا اگر ایسا ہی کوئی لفظ زمیندار، احسان، سیاست یا احرار میں چھپ جائے تو یہ تمام اخبارات ضبط ہو جائیں گے لیکن یہ مرزائی حرامی کا لفظ استعمال کرے تو کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا نور اسلام میں بھی جو مرزا غلام احمد کی لکھی ہوئی کتاب ہے کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے مخالفین جو اس پر ایمان نہیں رکھتے سور (خنزیر) ہیں اور ان کی بیویاں کتیاں ہیں تقریر ختم کرنے سے پہلے ملزم نے حکام کو مخاطب کر کے کہا کہ کانفرنس کے انعقاد سے ہماری غرض لڑائی نہیں بلکہ اس علاقے کے مظلوم مسلمانوں کا بچاؤ ہے اور سامعین کو یاد دلایا کہ مرزائی دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند کے نافذ کرا لینے پر بھی شرمندہ نہیں ہیں۔

پھر عدالت کے قلم میں جنبش پیدا ہوئی:

یہ بیان سن کر مجسٹریٹ نے لکھ دیا کہ میں ملزم کو زیر دفعہ ۱۵۳ تعزیرات ہند حضور ملک معظم کی رعیت کے دونوں فرقوں یعنی احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان نفرت ڈلوانے کے الزام میں مجرم قرار دیتا ہوں فیصلہ کے متعلق اس بات کا پورا احساس رکھتے ہوئے کہ یہ تقریر ایک تبلیغی کانفرنس میں ہوئی تھی میں سمجھتا ہوں کہ چھ ماہ قید بامشقت اس کیلئے کافی ہوگی پس میں ملزم کو چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دیتا ہوں اس کے ساتھ بی کلاس کے قیدیوں کا سا برتاؤ کیا جائے۔

دستخط سکھانند

مجسٹریٹ درجہ اوّل گورداسپور

مورخہ ۳۵-۴-۱۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اسیری اعتبار افزاء جو ہو فطرت بلند

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری کی زندگی گرفتاریوں کے ایک لامتناہی سلسلہ کا مرقع ہے لیکن ان تمام گرفتاریوں کی وجہ ان کی حریت پسندانہ طبیعت اور رسول مکرم ﷺ سے محبت ہے اگر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے متعلق بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے اس لئے ان گرفتاریوں کو ترتیب وار فہرست کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۲۴۔الف (تحریک بغاوت) ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء مدت تین سال

جیل میانوالی۔

دوسری گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجدار (نقض امن و آئین شکنی) ۲ جولائی ۱۹۲۷ء، مدت سزا ایک سال بورسٹل جیل لاہور (بہ سلسلہ سدباب فتنہ شاتم رسول راجپال)

تیسری گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۰۸۔الف ۳۰ اگست ۱۹۳۰ء مدت سزا چھ ماہ علی پور جیل ڈم۔ ڈم جیل (بہ سلسلہ تحریک حقوق خود اختیاری و آئین سازی)

چوتھی گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۲۴۔الف ۱۹۳۱ء مدت سزا ایک سال بہ سلسلہ تحریک کشمیر۔

پانچویں گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۵۳ نومبر ۱۹۳۴ء مدت سزا چھ ماہ بعد از اپیل سیشن کورٹ سزا پندرہ منٹ تا برخاست عدالت ۶ دسمبر ۱۹۳۰ (بہ سلسلہ تحریک استیصال مرزائیت وتقریر احرار کانفرنس قادیان)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چھٹی گرفتاری:

بوجہ خلاف ورزی دفعہ ۱۴۴ عائد شدہ برداخلہ قادیاں مدت سزا چھ ماہ گورداسپور جیل و نیو سنٹرل جیل ملتان (بہ سلسلہ ادائے نماز جمعہ در سرزمین قادیاں)

ساتویں گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۱۷۔ ۱۵۳۔ وغیرہ ستمبر ۱۹۳۹ء دوران سفر برلاری بربنائے تقریر راولپنڈی۔

آٹھویں گرفتاری:

زیر دفعہ ۱۱۷۔ ۱۲۴۔ ۱۵۳۔ ۲۰۳۔ ۲۸ جون ۱۹۳۹ء مدت سزا بہ شکل حوالات ایک سال سات ماہ چار دن راولپنڈی، گجرات اور نیو سنٹرل جیل لاہور

نویں گرفتاری:

۲۸ فروری ۱۹۵۳ء مدت سزا بطور نظر بندی ایک سال ساڑھے آٹھ ماہ مقام سزا کراچی، حیدر آباد

دسویں گرفتاری:

بہ صورت حکم پابندی کل مدت ملتان شہر چھ ماہ کی نظر بندی بسلسلہ تحریک تحفظ ختم نبوت۔

گیارہویں گرفتاری:

۲ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۴ اپریل ۱۹۵۶ء مدت حراست ۳ گھنٹے قریب افطار ضمانت مقدمہ کارروائی قریباً پانچ ماہ۔

کل گرفتاریاں:

گیارہ، کل مدت قید و نظر بندی، نو سال دو ماہ چوبیس دن۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دنیا جیسے خراج عقیدت پیش کرتی ہے

۱۔	مولانا حسین احمد مدنی	ان کا دل صرف اسلام کیلئے دھڑکتا ہے۔
۲۔	شاعر مشرق علامہ اقبال	شاہ جی اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں۔
۳۔	مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	بخاری مرحوم جیسا اسلام کا شیدائی دنیا میں پیدا ہونا مشکل ہے۔
۴۔	سردار عبدالرب نشتر	وہ باغ چمن سے اٹھے اور دار و رسن سے گزرے ہیں۔
۵۔	شورش کاشمیری	قرون اولیٰ میں پیدا ہوتے تو یقیناً ایک جلیل القدر صحابی ہوتے۔
۶۔	مولانا کوثر نیازی	پاک و ہند کی تاریخ آزادی میں ان کی زندگی ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہے۔
۷۔	حبیب جالب	تجھ سے پہلے عام کہاں تھی دار و رسن کی بات۔
۸۔	جانباز مرزا	تیرے قدموں میں رہا تاج فرنگی کا وقار۔
۹۔	عبدالحمید عدم	اخوت کا پیکر لگن کا ضمیر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین)

(از شورش کاشمیری)

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سر چمن چہچہا رہا ہے، سر وغا مسکرا رہا ہے
حدیث سرو و سمن نچھاور، زبانِ شمشیر اس پر قربان
مسیلمہ ایسے جعلسازوں کی بیخ و بنیاد ڈھا رہا ہے
قرونِ اولیٰ کی رزم گاہوں سے مرتضیٰؓ کا جلال لے کر
دبیز نیندیں جھنجوڑتا ہے مجاہدوں کو جگا رہا ہے
ہیں اس کی للکار سے ہراساں محمد مصطفیٰؐ کے باغی
وفا کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں غنیم پر دندنا رہا ہے
میں اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے ایسا محسوس کر رہا ہوں
کہ جیسے کوثر پہ شام ہوتے کوئی دیا جھلملا رہا ہے
خدا فروشوں کی خانقاہوں پر ایک بجلی سی کوندتی ہے
ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ
اسی کی صورت کو تک رہا ہے سفر سے ٹوٹا ہوا زمانہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

وہ شخصیت کہ جس کے نام سے مذاہب باطلہ کانپ اٹھیں۔ جس نے فیصل آباد کے درو دیوار کو جرات و غیرت مندی اور دینی حمیت سے روشناس کروایا جو بولے تو اس کے ہر حرف سے غیرت وشجاعت ٹپکے جسے حق کے راستے میں بے چینی و اضطراب انگیزی چین وسکون محسوس ہوتی تھی جو اس راہ میں آبلہ پائی کو رنگ حنا سمجھتا رہا۔ جس کا قدم ہر وقت دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھتا رہا جو اس بات کا مصداق تھا کہ۔

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب ماضی کو پلٹ کر دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔

آہ!

دہلیز پہ پڑے ایک ٹوٹے جام کیلئے

جو کبھی افتخار محفل

بھی رہا ہو اپنے ماضی کو آواز دینا بڑا

دردناک ہوتا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصل آباد دھوبی گھاٹ کے قریب شیعوں کی امام بارگاہ کے باہر اسٹیج لگا ہوا تھا شیعہ واعظین اپنے جوہر دکھا رہے تھے ایک ذاکر نے کھڑے ہو کر بڑے طمطراق سے دعویٰ کر دیا کہ کون ہے جو صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت بیان کرے جس کسی میں جرات ہو سٹیج پر آئے کون ہے صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت بیان کرنے والا؟

اس کی تقریر جاری تھی کہ یہ الفاظ اس درویش کے کانوں سے ٹکرائے جو قریب ہی امین پور بازار کی مسجد میں لیٹا ہوا تھا یہ الفاظ سن کر وہ اٹھا اس سے برداشت نہ ہو سکا کہ کوئی صحابہ کرام پر طعن کرے اسی وقت امام بارگاہ کی جانب چل پڑا صرف بنیان اور دھوتی پہنی ہوئی تھی لباس تبدیل کرنا بھی گوارا نہ کیا کہ کہیں دیر نہ ہو جائے وہ سیدھا سٹیج پہ جا کر ذاکر کے قریب کھڑا ہو گیا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے فرمایا:

''صدیق' صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت بیان کرنے کیلئے آ گیا ہے۔''

شیعہ ذاکر نے اس درویش کی جانب دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہو گئی ذاکر کو اس نے مائیک سے ہٹا کر تقریر شروع کر دی عجیب صورتحال پیدا ہو چکی تھی سٹیج شیعوں کا اور تقریر اہل حدیث عالم کر رہا تھا اور صدیق کی صداقت بیان کر رہا تھا شیعہ کی کتابوں سے اور ایسی مدلل اور جاندار تقریر کی کہ شیعہ حضرات میں سے کسی کو جرات نہ ہو سکی کہ اٹھ کر کوئی اعتراض کر سکے یہ تھا وہ شخص جس نے فیصل آباد کی سر زمین میں مسلک اہل حدیث کو منوایا اور اگر یہ کہا جائے کہ فیصل آباد میں مسلک اہلحدیث کی بنیاد ہی انہوں نے رکھی تو بے جانہ ہوگا۔

یہ تھے مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ جن کی خدمات اور حق گوئی کا تذکرہ ہم آئندہ سطور میں کر رہے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صدیق صاحب بلوچ برادری کے چشم و چراغ تھے موضع کر پالہ کے رہائشی تھے وہ اپنی ابتدائی زندگی میں بالکل آزاد منش انسان تھے ان کے والد سردار خان بلوچ نے ان کی آزاد منشی سے تنگ آ کر ان کا بازو میاں باقر رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑایا اور ان سے کہا ان کو سنبھالو اور اپنا درویش بنا لو ان دنوں حافظ عبداللہ بڈھیمالوی جھوک داود میں مدرس تھے اُن سے درس نظامی کی متوسط کتابیں پڑھیں محدث العصر حافظ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ جب جامعہ تعلیم الاسلام میں تشریف لائے تو مولانا محمد صدیق بھی وہاں حاضر ہوئے اور تکمیل سندِ فراغت حاصل کی اور آہستہ آہستہ وہ وقت بھی آ گیا کہ کر پالہ کا آزاد منش اعلیٰ درجے کے خطیب اور مقرر کی صورت میں جگمگا رہا تھا مناظر ایسا کہ جس کا نام سن کر شیعہ کی سرزمین لرز اٹھتی تھی۔ پھر اس نے جماعت حقہ اہلحدیث کو کس طرح منوایا اور حق کا پرچار کس طرح کیا اس کا اندازہ ان واقعات سے ہوتا ہے۔

جولائی ۱۹۵۵ء کے ایام آہستہ آہستہ گزرتے چلے جا رہے تھے یہ وہی موسم تھا جب دریائے سندھ کی لہریں طغیانی کا رنگ جماتی ہیں ان دنوں ریاست سندھ میں مولوی عمر اچھروی نے تقریر کی وہاں اکثریت شیعہ کی تھی مولانا عمر اچھروی نے جو تقریر کی اس سے بات مناظرہ تک جا پہنچی چنانچہ دیوبندی حضرات کا شیعہ سے مناظرہ ہوا لیکن ناکامی۔

شیعہ مناظر مولوی اسماعیل نے للکارا کہ کسی میں جرات ہو تو آئے مقابلہ کرے یہ اہل سنت کیلئے بڑی ذلت کا مقام تھا آخر فریقین نے مناظرے کا پھر وقت طے کر لیا مناظرے کا عنوان تھا ''صحابہ رضی اللہ عنہم کا معیار'' اہل سنت کی طرف سے مناظرین کی فہرست کچھ اس طرح تھی۔

دیوبندی: دوست محمد قریشی، محمد علی جالندھر، لعل حسین اختر

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث: مولانا محمد صدیق، مولانا عبدالعزیز ملتانی، مولانا احمد دین گکھڑوی
شرائط طے ہوئیں اور مناظرہ شروع ہوا مجمع کثیر تھا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک بحث ہوتی رہی دورانِ مناظرہ شیعہ مولوی اسماعیل نے کہا کہ سُنی مناظر یہ بات ثابت کر دیں کہ اللہ کا قرآن ہو زبان رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت ہو تو ہم اقرار کر لیں گے کہ واقعتاً ہی یہ دونوں شخصیات خلافت کی حقدار تھی اور یہ ثابت کرنے والے کو میری طرف سے پانچ سو روپے بطور انعام دیا جائے گا اس بات پہ سب حیرت و ششدر میں تھے مولانا صدیق صاحب جرات سے بولے میں ثابت کرتا ہوں دیوبندی حضرات حیرت کی تصویر بنے دیکھ رہے تھے مولانا نے کہا کہ لاؤ پانچ سو روپے صدیق آج صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ثابت کرے۔ مقرر نے جواب دیا مولانا پہلے ثابت کرو مولانا نے کہا تم لوگ جھوٹے ہوتے ہو بعد میں بھاگ جاتے ہو لہٰذا روپے پہلے میز پر رکھو لیکن لوگ جذباتی ہو گئے۔ انہوں نے کہا مولانا آپ ثابت کریں ہم آپ پر نوٹوں کی بارش کر دیں گے چنانچہ مولانا صدیق صاحب نے یوں شروع کیا ”قرآن کریم میں ایک سورۃ ہے سورہ تحریم اس میں آیت طیبہ ہے:

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ (التحریم:۳)

اس کا شان نزول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری تھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک لونڈی کی جانب گئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے دل میں کچھ محسوس کیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیوی کی تشفی کیلئے فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا! میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں جو کسی کو نہیں بتائی میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونگے اور پھر تمہارے باپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونگے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا من انباك هذا؟ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے تو فرمایا

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نبانی العلیم الخبیر مجھے اس علیم وخبیر نے اس کی خبر دی ہے۔
پھر مولانا صدیق صاحب نے فرمایا یہ شان نزول اور تفسیر ہماری کسی کتاب سے نہیں تمہاری کتاب سے ثابت کرتا ہوں جاؤ لاؤ تفسیر قمی اور تفسیر صافی ان دونوں میں اس آیت کی تفسیر میں یہی لکھا ہے۔" اتنا سننا تھا کہ پنڈال نعروں سے گونج اٹھا لوگ مولانا پر نوٹ نچھاور کر رہے تھے۔
ادھر لعل حسین اختر نے فرط مسرت میں اسٹیج پر دھمال ڈالنا شروع کر دی عوام اور منصفین نے مولانا صدیق صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اسی موقع پر دیوبندیوں کے ایک شاعر نے مولانا کی تعریف میں اشعار کہے جو درحقیقت جماعت اہل حدیث کو خراج تحسین ہے ملاحظہ ہوں۔

رات بھی سہمی ہوئی حیراں تھی
اہل سنت کی وہاں عجب اک شان تھی
اہل سنت کی طرف سے تھا صدیق
شیر تھا شیر تھے اس کے رفیق
اہل شیعہ کی طرف سے اسماعیل
خدا شاہد ہے کہ ہوا وہ ذلیل

☆

حفیظ اہل زباں کب مانتے تھے
بڑے زوروں سے منوایا گیا ہوں

مولانا سردار احمد کی زیر نگرانی چوک گھنٹہ گھر میں ایک جلسہ ہو رہا تھا ربیع الاول کا مہینہ تھا اور جلسہ تھا عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے، بریلویت ان دنوں اپنے جوبن پر تھی چنانچہ مولانا سردار احمد نے کہا کہ ہمارے سچا ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ہم شہر کے وسط میں آج تقریر کر رہے ہیں جبکہ کوئی وہابی شابی وغیرہ یہاں جلسہ نہیں کر سکتا اگر سچے ہیں تو جلسہ کر کے دکھائیں مولانا صدیق صاحب یہ باتیں سن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے انہوں نے دل میں سوچا کہ اگر سچا ہونے کی یہ دلیل اور علامت ہے کہ شہر کے وسط میں جلسہ کیا جائے تو آئندہ یہ حق ان شاء اللہ میرے پاس ہوگا۔ آہستہ آہستہ سال گزرتا چلا گیا جب ربیع الاول کے دن آئے تو مولانا نے سب سے پہلے جا کر یہ درخواست دی کہ ہم اہل حدیث گھنٹہ گھر کے سامنے جلسہ کرنا چاہتے ہیں ہماری چونکہ ایک جماعت ہے تو ہمیں یہ حق ملنا چاہیے انتظامیہ نے درخواست رکھ لی لیکن کوئی منظوری نہ دی اب بریلویوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی درخواست دے دی انتظامیہ کے ہاں اس معاملے پہ جھگڑا چل نکلا اب انہوں نے دونوں گروہوں کو بلایا دورانِ فیصلہ بات یہاں تک پہنچی کہ یہاں کسی کا جلسہ نہ ہوگا اس جگہ ہم قوالی رکھ لیتے ہیں مولانا نے فرمایا چونکہ درخواست پہلے میں نے دی ہے لہذا قوالی بھی ہم ہی کروائیں گے پیچھے سے مولانا کے طرفداروں نے قمیص کھینچی کہ یہ کیا کہہ رہے ہو انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اس پر مجسٹریٹ نے کہا مولانا آپ کے مذہب میں تو قوالی جائز نہیں ہے انہوں نے کہا کہ اب جائز ہے آخر انتظامیہ نے قوالی کی اجازت دے دی۔

چند دنوں بعد فیصل آباد کے درودیوار پر یہ اشتہار آویزاں تھے۔ ''وہابی قوالی'' نیچے معروف قوالوں کے نام درج تھے مقررہ دن پروگرام رات کو شروع ہوا پورے فیصل آباد سے لوگ یہ پروگرام سننے کیلئے آئے تھے قریب ہی حاجی مسافر نامی شخص کی دکان تھی جس سے بجلی لی گئی تھی۔ سب سے پہلے قاری محمد یوسف صاحب نے سورہ مریم کی طویل تلاوت فرمائی جو اتنی مسحور کن تھی کہ سامعین پر ایک کیف کی حالت طاری ہوگئی پھر مولانا صدیق صاحب نے اعلان کیا کہ اب نظم کیلئے مولانا صمصام صاحب تشریف لاتے ہیں مولانا صمصام صاحب نے نظم پڑھی پنجابی میں

''جدوں سنت رسول دی منی نہیں اہلسنت سداں دے کیہہ معنے''

نظم ختم ہوئی مولانا صدیق صاحب نے فرمایا پہلے ان آیات کا ترجمہ و تفسیر ہوگی جو تلاوت کی گئیں ہیں اور پھر قوالی چنانچہ تقریر شروع ہوئی اور ڈیڑھ گھنٹہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جاری رہی دوران تقریر انہوں نے فرمایا "اگر حق ہونے کی یہ علامت ہے کہ شہر کے وسط میں جلسہ ہو تو آج مولوی صدیق اہلحدیثوں کی طرف سے شہر کے چوک میں جلسہ کر رہا ہے اس نکتہ پہ انہوں نے خوب بحث کی۔

اسٹیج پر بڑے بڑے قوال بھی بیٹھے ہوئے تھے مولانا نے جلسہ کی انتظامیہ سے کہہ رکھا تھا جب میں کہوں کہ اب پروگرام قوالی شروع ہوتا ہے تو فورا بجلی بند کر دینا چنانچہ انہوں نے جیسے ہی یہ الفاظ کہے بجلی بند ہوگئی مولانا نے عوام سے معذرت کی اور کہا کہ انشاءاللہ ابھی تھوڑی دیر میں بجلی درست ہو جائے گی آپ تشریف رکھیں کافی دیر گزر گئی مولانا فرماتے رہے سامعین حضرات تھوڑی دیر انتظار کریں لیکن رات کا ایک حصہ بیت چکا تھا اس لئے لوگوں نے گھروں کو جانے کی ٹھانی اب قوالوں کو تانگے میں بٹھایا اور اس دور میں ۸۰ روپے دے کر رخصت کر دیا۔

جواں ایسا کہ دنیا جس پر نازاں تھی:

لاہور ایوب شاہ بنگلہ کے قریب مسجد کے باہر بازار میں جلسہ تھا بعض حضرات کہ جن کی طبیعت میں ہی شرارت رچی ہوئی تھی کب باز آنیوالے تھے انہوں نے جلسہ کے دوران پتھراؤ شروع کر دیا جب مولانا صدیق صاحب خطاب کیلئے تشریف لائے تو خطبہ پڑھنا شروع کیا خطبہ جاری رکھا اور ساتھ اچکن کے بٹن کھولتے گئے خطبہ ختم ہوا تو بٹن سارے کھل چکے تھے۔ سامعین نے دیکھا کہ وہ اچکن کے نیچے سے پستول نکال کر میز پر رکھ رہے تھے اور کہا کہ کسی میں جرات ہے تو اب پتھر برسائے جس طرف سے پتھر آئے گا مولانا صدیق اسطرف نشانہ لے گا اب کسی کو جرات نہ ہوئی کہ جلسہ خراب کرے۔

ایک بار مولانا عبدالقادر صاحب روپڑی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا ان دنوں صاحب فراش تھے جب مولانا روپڑی صاحب تشریف لائے تو مولانا صدیق صاحب فرمانے لگے تم اپنے ہی کسی کام آئے ہو گے میرا بیماری سے چلنا پھرنا دوبھر ہے اوراحباب کو خبر نہیں کچھ ایسے ہی شکوے کئے روپڑی صاحب نے فرمایا: آیا تو آپ کی خیریت دریافت کرنے ہی ہوں ساتھ ایک چھوٹا سا کام بھی ہے وہ یہ کہ شیعہ کی کتاب ہوراوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں اورروایت پکی قبر کی ممانعت میں ہو مولانا نے فرمایا کہ فلاں الماری کے فلاں خانے میں بائیں طرف کی اتنی کتابیں چھوڑ کر وہ کتاب لے آؤ جس کا نام من لا یحضرہ الفقیہ ہے جب وہ کتاب لے آئے تو فرمایا اس میں صفحہ ۵۰ پر اوپر سے اتنی قطاریں چھوڑ کر فلاں قطار پڑھو جو بالکل اسی مسئلہ کے بارے میں تھی۔ یہ حال تھا ان کے حافظے کا ان دنوں میں جب وہ بیمار تھے۔

ہمارا سینہ تو وار ہا:

بریلوی مکتب فکر کے مولانا افتخار الحسن شاہ صاحب سیالکوٹ میں تقریر سے فارغ ہوئے تو شیعہ نے اعلان کیا اگر حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہجرت کی ہے تو کسی شیعہ کتاب سے ثابت کرو۔ وہاں کی جماعت نے کہا کہ مولانا جب دوبارہ آئیں تو اس قضیہ کا حل بھی کرتے آنا۔

وہ مولانا صدیق صاحب کے پاس آئے اوراس پریشانی کا ذکر کیا۔

مولانا اٹھے اور ایک کتاب لائے جس کا نام تھا حملہ حیدری، اس کا وہ صفحہ نکال کر سامنے رکھ دیا جس پر یہ بات درج تھی جب صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب نے یہ بات جا کر سیالکوٹ بیان کی تو لوگ خوشی سے جھوم اٹھے اورانہیں ۵۰۰ روپے انعام بھی دیا۔

ایک بار مولانا افتخار الحسن صاحب نے زور خطابت میں یہ کہہ دیا کہ شیعہ متعہ کے قائل ہیں تو میں متعہ کرنے کیلئے تیار ہوں اس پر مولانا کو گرفتار کرلیا گیا ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بھائی مولانا صدیق صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ رہائی کا بندوبست کریں چنانچہ مولانا صدیق صاحب نے اسی وقت ڈی۔سی کو فون کیا اور کہا کہ ڈی سی صاحب! شیعہ کے کہنے پر آپ کو گرفتار نہیں کرنا چاہیے یا تو شیعہ اس بات سے منحرف ہو جائیں ورنہ ہم یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ جو مولانا نے کہا وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے تب مولانا افتخار الحسن کو رہا کر دیا گیا۔

قاضی اسلم سیف صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مولانا حافظ مقصود اور اسحاق چیمہ کے ہمراہ سعودی عرب گئے ہوئے تھے ۱۳ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہمیں ٹیلی فون کے ذریعہ اطلاع موصول ہوئی کہ مولانا صدیق صاحب وفات پا گئے ہیں اور مولانا اسحاق چیمہ صاحب ان کی یادوں اور انکی زندگی کے واقعات کو یاد کر کے گھنٹوں روتے رہے اس لئے کہ پاکستان کے قیام کے بعد جماعتی زندگی میں ہم ایک عرصہ تک مل جل کر کام کرتے رہے۔

ہم ایسا پھر کوئی خاک چمن سے شاذ اٹھے گا
پھرو گے ڈھونڈتے لیکن ہمیں ہرگز نہ پاؤ گے
بہار آئے گی سو سو بار آئے گی گلستان میں
مگر تم یاد رکھو غم کے ویرانے سجاؤ گے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

سزا کا سن کر سید زیرِ لب مسکرائے اور
فرمایا مجھے پہلے سے اس بات کا علم تھا
کہ اس مرتبہ جمال عبدالناصر کی حکومت
میرے سر کی طالب ہے.............

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہن اس بات پر یقین کر لو کہ اگر موت کا وقت آ چکا ہے تو پھانسی کی سزا پر عمل ہو کر رہے گا لیکن اگر ابھی زندگی کے کچھ لمحات باقی ہیں تو پھر وہ نافذ کر ہی نہیں سکتے رہا معذرت کا مسئلہ تو اگر میرا قید کیا جانا برحق ہے تو میں حق کے فیصلہ پر راضی ہوں۔ اگر باطل نے مجھے گرفتار کر رکھا ہے تو میں باطل سے رحم کی بھیک مانگنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ یہ بیان سید قطب نے اپنی بہن سیدہ حمیدہ کو اس وقت جیل کی کوٹھری میں دیا جب ان سے کہا گیا کہ عبدالناصر چاہتا ہے کہ آپ معذرت کے چند جملے لکھ دیں تو آپ کو رہا کر دیا جائے گا لیکن سید قطب نے سخت بیماری کی حالت میں بھی چٹان کی سی مضبوطی کا اظہار کرتے ہوئے باطل سے زندگی کی بھیک مانگنے سے انکار کر دیا۔

سید قطب اکثر فرماتے میں اس طرح ایک لمحہ نہیں جی سکتا کہ میرا آدھا دل تو اللہ کیلئے ہو اور باقی آدھا دنیا کیلئے وہ کہتے کہ یہ شہادت کی انگلی جو نماز میں وحدانیت کی گواہی دیتی ہے وہ مجھے سبق دیتی ہے کہ ایک حرف بھی ایسا لکھنے سے انکاری ہو جا جو اللہ کے کسی سرکش کا حکم ماننے کیلئے نکلے۔

آئین جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مصر میں پھانسی کی سزا کے وقت ایک دستور چلا آ رہا تھا کہ ایک عالم وہاں مقرر ہوتا جو پھانسی پانے والے کو کلمہ شہادت پڑھنے کی ہدایت کرتا تھا۔ جب سید شہید رحمہ اللہ پھانسی کے تختے کی طرف لے جائے جا رہے تھے تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کلمہ طیبہ پڑھو...... سید قطب رحمہ اللہ اس عالم کو متعجب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے ''اے بھائی ہم کو تو پھانسی اسی لئے دی جا رہی ہے کہ ہم لا الہ الا اللہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہنے کے مجرم ہیں جاؤ تمہیں تمہاری اجرت مل جائے گی ہم کلمہ بلند کرنے کیلئے ہی جارہے ہیں۔“

مصری قوم اس وقت ذہنی اور فکری لحاظ سے مفلوج ہو چکی تھی بے راہ روی اور بے حیائی کا ایک طوفان بدتمیزی تھا جو کلچر اور ثقافت کی آڑ لے کر مصری سوسائٹی میں داخل ہو رہا تھا جوا، شراب، بدکاری قتل و غارت گری وغیرہ جیسے جرائم روزمرہ کا معمول بن کر رہ گئے تھے۔ انگریزوں اور یہودیوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق مصری سوسائٹی میں ایسے نوجوان داخل کر دیئے تھے جن کا مقصد سوسائٹی کو اخلاقی طور پر تباہ و برباد کرنا تھا مصری کلچر اور سوسائٹی کو ان نوجوانوں نے جس طرح برباد کیا وہ ایک عبرتناک داستان سے کم نہیں ہے ایک طرف تو یہ حالت تھی اور دوسری طرف الحاد اور زندقہ کا طوفان برادر اسلامی ملک ترکی کے راستے نہایت برق رفتاری سے نیشنلزم کے خوش کن نعروں کی آڑ لے کر مصر میں داخل ہو رہا تھا مصری قوم کی شاندار دینی اور اخلاقی روایات قصہ پارینہ بنتی جا رہی تھیں اور ان میں دینی تشخص بالکل ختم ہو رہا تھا پھر یہ مصر کی سیاسی غلامی کا دور بھی تھا ان حالات میں مصر میں ایک ایسی تحریک کی ضرورت تھی جس میں اصلاح کے تمام پہلو موجود ہوں جو قومیت اور وطنیت کے نعروں پر ابھرنے والی تحریکوں اور ان کے منفی اثرات کا نہ صرف مقابلہ کر سکے بلکہ نہایت مثبت انداز سے قوم کی ذہنی اور فکری راہنمائی بھی کر سکے۔ انہی دنوں اسماعیلیہ کا ایک نوجوان حسن البنا ایک مدت سے مصری سوسائٹی کی تباہ حالی کا مطالعہ کر رہا تھا اور سخت پیچ و تاب میں مبتلا تھا کہ کس طرح قوم کو اس اندھے کنویں سے نکالے چنانچہ حسن البناء نے ۱۹۲۷ء میں مصر کے جید علمائے دین اور صاحب فکر افراد سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا انہیں آنیوالے خطرات اور وقت کی نزاکت سے آگاہ کیا انہیں یہ احساس دلایا کہ قوم کو اس وقت ان کی فکری رہنمائی کی ضرورت ہے ہمارا فرض محنت اور کوشش ہے کامیابی اللہ کے ذمہ ہے آیئے ہم اللہ سے عہد

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کریں کہ ہم اسلام کی دعوت کے سپاہی بنیں گے ایسی دعوت کے اندر وطن کی زندگی اور قوم کی سرخروئی ہے چنانچہ ان لوگوں نے ''اخوان المسلمون'' کے نام سے ایک دینی تحریک کے قیام کا اعلان کیا اور اتفاق رائے سے حسن البناء کو مرشد عام نامزد کیا اس تحریک کے کل سات افراد تھے وہ ہاتھوں میں چراغ لئے اندھیری شب کا سینہ چیرنے کیلئے چل پڑے براہِ راست عوام سے ملاقاتیں شروع کیں اور مصری سوسائٹی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہ گیا تھا جہاں وہ نہ پہنچے ہوں مساجد، گھر، سرکاری دفاتر، تجارتی ادارے، ہوٹل اور قہوہ خانے تک ان کی تبلیغ کے محور رہے وہ سوسائٹی کا تعارف کراتے رہے اور عوام کو اس جانب دعوت دیتے رہے۔ پہلے سال کے خاتمے پر اخوان المسلمون میں صرف ۱۷۵ افراد شامل ہوئے لیکن آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی گئی شیخ حسن البناء دو دفعہ کارکنوں کے تربیتی اجتماع منعقد کرتے اور کام کی رفتار کا جائزہ لیتے۔ ۱۹۳۸ء میں اخوان المسلمون کی دسویں سالگرہ کے موقع پر اخوان المسلمون میں لاکھوں افراد شامل ہو چکے تھے اور پورے ملک میں دو ہزار سے زائد شاخیں کام کر رہی تھیں پھر انہی دنوں اکتوبر میں انتخابات ہونے والے تھے اور یہ بات یقینی تھی کہ ان انتخابات میں اگر اخوان کو آزادانہ حصہ لینے کی اجازت دی جاتی تو اخوان ایک بہت بڑی قوت بن کر ابھرتے مشرق وسطیٰ کی سیاست سے دلچسپی رکھنے والے متعدد مغربی تاریخ نویسوں نے اخوان کی کامیابی کی پیش گوئیاں بھی کر دی تھیں لیکن حکومت اس تحریک سے لرزہ براندام تھی اس لئے حسن البناء کو ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت قتل کرا دیا گیا۔

اخوان المسلمون کے متاثرین میں ایک سید قطب بھی تھے وہ ۱۹۵۱ء میں اپنی تعلیم مکمل کر کے امریکہ سے وطن واپس آئے اور اخوان المسلمون میں شامل ہو گئے مجلس دعوت اسلامی نے دینی اور فکری محاذوں پر آپ کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے روزنامہ ''المسلمون'' کا ایڈیٹر مقرر کر دیا ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اخوان المسلمون نے ان کو شعبہ نشرواشاعت کا سیکرٹری مقرر کر دیا یہ نازک ذمہ داریاں اس وقت آپ کے کندھوں پر ڈالی گئیں جب اخوان اپنی تاریخ کے سنگین ترین بحران سے گزر رہے تھے انقلابی کونسل اور اخوان میں چپقلش کا آغاز ہو چکا تھا ان حالات میں آپ ''المسلمون'' کے صفحات پر انقلابی کونسل کے آئندہ عزائم کے بارے بے لاگ گفتگو کر کے عوام کو اس کے اصل کردار سے آگاہ کرتے رہے ''المسلمون'' میں جن خدشات کا تذکرہ آپ کرتے رہتے تھے آخر وہی ہوا کمیونسٹوں اور جنرل نجیب سے فارغ ہو کر نوجوان افسروں کا اگلا نشانہ اخوان بنے چنانچہ عبدالناصر پر قاتلانہ حملہ کا ڈرامہ رچا کر اخوان المسلمون پر پابندی لگا دی گئی بے شمار لیڈروں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ان میں آپ بھی تھے۔ آپ کا جرم صرف یہ تھا کہ آپ انقلابی کونسل پر تنقید کرتے تھے اور آپ کی کتب کے مطالعہ سے نوجوان طبقہ میں اسلامی روح بیدار ہو رہی تھی اور اس کے اثرات بہت جلد مصری سوسائٹی پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے ظاہر ہے اس سے زیادہ خطرناک بات جمال عبدالناصر جیسے لبرل حکمران کیلئے اور کیا ہو سکتی تھی۔

ہے عشق فزوں تر تیرے قہر کے آگے:

وہ شدید بخار میں مبتلا تھے انہیں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا کر جیل میں لایا گیا نوجوانوں میں اسلامی حمیت بیدار کرنے کے جرم میں انہیں پابند سلاسل، پیدل جیل تک لے جایا جا رہا تھا۔ راستے میں شدت کرب کی وجہ سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر جاتے اور جب ہوش آتی تو ان کی زباں پر اللہ اکبر و للہ الحمد کے نعرے جاری ہوتے انہیں جب فوجی جیل میں داخل کیا گیا تو جیل کے دروازے پر ان کی ملاقات جیل کے کمانڈر حمزہ بسیونی اور خفیہ پولیس افسروں سے ہوئی جوں ہی سید قطب نے جیل کے اندر قدم رکھا تو جیل کے کارندے ان پر ٹوٹ پڑے اور پورے دو گھنٹے ان کو زدوکوب کرتے رہے جیل کے اندر ان پر ایک سدھایا ہوا گرگ نما فوجی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کتا بھی چھوڑا گیا جو ان کی ران منہ میں لے کر ان کو ادھر ادھر گھسیٹتا رہا اس تمہیدی کارروائی کے بعد انہیں ایک کوٹھری میں لے جایا گیا اور ان سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا جو مسلسل سات گھنٹے تک جاری رہا سید قطب کی جسمانی طاقت اگر چہ جواب دے چکی تھی مگر قلبی حرارت اور اطمینان وصبر کی طاقت نے انہیں پتھر کی چٹان میں تبدیل کر دیا ان پر گونا گوں اذیتوں کی بارش ہوتی رہی مگر وہ اللہ اکبر وللہ الحمد کے سرور جاودانی میں مستغرق رہے رات کو جیل کی تنگ و تاریک کوٹھری میں ڈال دیئے جاتے اور صبح کے وقت بلاناغہ انہیں پریڈ کروائی جاتی ان مشقتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ متعدد بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ۳ مئی ۱۹۵۵ء کو انہیں فوجی ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا اس وقت موصوف امراض سینہ، قلبی ضعف، جوڑوں کے درد اور اسی نوعیت کی دوسری بیماریوں میں مبتلا تھے۔

جولائی ۱۹۵۵ء میں ایک خصوصی ٹربیونل کے ذریعہ ان پر بغاوت اور تشدد کے مختلف الزامات کے تحت مقدمہ چلا کر پندرہ برس قید کا حکم سنایا گیا ٹربیونل کے سامنے آپ نے بیان دیتے ہوئے کہا:

"اگر تمہیں میری ضرورت ہو تو میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر آیا ہوں۔"

جیل میں ان کو مشورہ دیا گیا کہ اگر معافی مانگ لیں تو وزیر تعلیم مقرر کر دیئے جائیں گے لیکن اس مرد مومن کو شیطانی ہوس اور رشوت بھی رام نہ کر سکی ان کی جگہ کوئی اور کمزور دل اور ضمیر فروش ہوتا تو عبدالناصر کی پیشکش قبول کر کے اپنا مستقبل سنوار لیتا لیکن سید کی غیرت نے اس ذلت اور رسوائی کو برداشت نہ کیا اور فرمایا:

"اگر ملک کے نظام تعلیم کو اسلامی نظریات کے مطابق ڈھالنے کی غیر مشروط آزادی دی جائے تو میں حاضر ہوں ورنہ نہیں۔"

جیل میں رہ کر آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا کتب کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسودہ جات کسی نہ کسی طریقہ سے جیل سے باہر رفقاء کو پہنچ جاتے تھے اور وہ ان کی اشاعت کا بندوبست کرتے تھے قرآن پاک کی مایہ ناز تفسیر فی ظلال القرآن آپ نے جیل ہی میں مکمل کی سب سے آخری کتاب جو آپ نے جیل میں مکمل کی المعالم فی الطریق تھی جسے پڑھ کر حسن الہضیبی نے فرمایا تھا:

''اس کتاب نے میری تمام امیدیں سید سے وابستہ کر دی ہیں۔ اللہ اس کی حفاظت فرمائے میں اس کو پڑھ چکا ہوں اور اس کا مطالعہ دوسری بار بھی کر چکا ہوں بلاشبہ اب سید قطب ہی دعوت کیلئے ہمارا مرکز آرزو ہیں۔''

دس سال بعد آپ کو عراق کے صدر عبدالسلام عارف کی ذاتی سفارش پر اگست ۱۹۶۴ء میں رہا کر دیا گیا رہائی کے بعد سید قطب کو عراقی وزارت تعلیم کی طرف سے ایک اعلیٰ منصب کی پیش کش کی گئی سید شہید سے اس سلسلہ میں جیل کے اندر ہی سید عمر تلمسانی نے مشورہ کیا عمر تلمسانی کے الفاظ ہیں:

''میں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ پیش کش کو قبول کر لیں اور عراق چلے جائیں انقلابیوں کے برے ارادے مجھے نظر آ رہے تھے اور میں سید شہید کی زندگی کو خطرے میں دیکھ رہا تھا میرے اس مشورے کے باوجود سید قطب نے فیصلہ کیا کہ اپنی رائے اور عالمانہ فکر کا دفاع کرنے کیلئے انہیں مصر میں ہی رہنا چاہئے۔''

لیکن رسوائے زمانہ سیکورٹی پولیس اور سرکاری سوشلسٹ یونین کے غنڈے مسلسل آپ کے تعاقب میں رہتے ابھی ان کو رہا ہوئے ایک برس ہی ہوا تھا کہ دوبارہ گرفتار کر لئے گئے گرفتاری کی وجہ ایک مقالہ بتائی گئی جس میں سرمایہ داری سوشلزم اور مارکسزم کی ناکامی کا ماتم کیا گیا تھا اور ان کے مقابلہ میں اسلام کو ایک برتر اور قابل عمل قوت قرار دیا گیا تھا لیکن بتدریج فرد جرم میں اضافہ ہوتا چلا گیا تشدد بم سازی اور اہم شخصیات کا قتل وغیرہ کے الزام لگائے گئے ان الزامات میں کہاں تک صداقت تھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مصری حکومت کا ترجمان اخبار الیوم لکھتا ہے کہ مصر کے سابق اٹارنی جنرل عبدالسلام نے اپنی تازہ تصنیف میں یہ واضح طور پر تحریر کیا کہ سید قطب کو جب گرفتار کیا گیا اور ان پر حکومت کا تختہ الٹنے کا الزام لگایا گیا تو ان کا مقدمہ اٹارنی جنرل کے پاس آیا اور اسے کہا گیا کہ سید قطب کو موت کی سزا دلائی جائے اس پر اٹارنی جنرل نے حکومت کو مطلع کیا کہ سید قطب کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی وجہ سے تو عدالت کے ذریعے انہیں معمولی سزا بھی نہیں دی جا سکتی کجا یہ کہ انہیں موت کی سزا دی جائے چنانچہ حکومت نے اٹارنی جنرل سے مقدمہ واپس لے کر اسپیشل کورٹ کے حوالے کر دیا جس کا صدر کرنل دجودی تھا اس کورٹ نے تحقیقات اور شہادتوں کا تکلف کئے بغیر انہیں پانچ منٹ کے اندر موت کی سزا سنا دی اور مصری وکلاء تھے کہ کسی کو اتنی جرأت نہ تھی اس مقدمہ کی پیروی کیلئے اپنے آپ کو پیش کرے۔

سوڈان اور مراکش کے وکلاء فرانس بار ایسوسی ایشن کے صدر ولیم تھارب، ہیگ کے مشہور وکیل جے ایم۔ وینڈال نے سید قطب اور ان کے ساتھیوں کے مقدمہ کی پیروی کیلئے درخواستیں دیں جو رد کر دی گئیں، سوڈان کے دو وکیل کسی نہ کسی طرح مقدمہ کی پیروی کیلئے قاہرہ پہنچ گئے انہیں زبردستی قاہرہ سے نکال دیا گیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمائندہ مسٹر آرچز نے مصر کا دورہ کر کے ان مظالم کے خلاف عالمی ضمیر اور رائے عامہ کو جھنجوڑا جو اخوانیوں پر جیلوں میں کئے جا رہے تھے گرفتاری سے لے کر مقدمہ کی ساعت تک مصری حکمرانوں نے تہذیب اور شائستگی کی تمام حدود پھلانگ کر جس طرح آپ کو تشدد کا نشانہ بنایا اور جو وحشیانہ سلوک آپ سے کیا انتہائی شرمناک ہے۔ مصر کے سرکاری اخبار ''الیوم'' کے مطابق نامور مصنف سید قطب کے ساتھ جیل میں عجیب و غریب سلوک روا رکھا گیا جیل کے جلاد انہیں ایک بھاری بھرکم کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیتے اور وہ کئی کئی روز یونہی بندھے رہتے اور سو بھی نہ سکتے تھے اسی دوران جیل کے سپاہی ان کے چہرے پہ لاتیں مارتے ان کے جیل

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے ایک ساتھی احمد رائف مصری لکھتے ہیں:

''گرفتاری کے بعد آج پہلی مرتبہ میں نے مجاہد کبیر سید قطب کو دیکھا وہ ہسپتال کے قریب آہستہ آہستہ قدموں سے چل رہے تھے طمانیت قلب ان کے چہرے سے نمایاں طور پر جھلک رہی تھی پاؤں یوں کھینچ کھینچ کر زمین پر لگاتے تھے جیسے وہ جامد ہو چکے ہوں، پاؤں کا غیر معمولی موٹاپا جلاد کی چیرہ دستی کا نوحہ کر رہا تھا وہ گاہے بگاہے ہم پر اپنی محبت آمیز نگاہیں ڈالتے اور نظروں میں ساتھیوں کو مزید عزیمت و استقامت کا درس دے دیتے۔''

مقدمہ کی کارروائی کے دوران سید قطب نے یہ بات جانتے ہوئے کہ فیصلہ ان کے خلاف ہوگا نہایت ہی مدلل انداز سے خطاب کیا احمد رائف مصری کے الفاظ ہیں سید قطب نے انتہائی کمزوری اور اعصابی ضعف کے باوجود کرنل وجودی کے سامنے کھل کر اظہار خیال کیا اور جو ان کے دل میں تھا اسے برملا زبان پر لے آئے اس وقت مصری پریس کے مختلف نمائندے بھی موجود تھے سید قطب نے کرنل وجودی اور ضمیر فروش پریس کے سامنے اس وحشیانہ تعذیب کی داستانیں سنائیں جن کا نشانہ اخوان المسلمون کے ملزموں کو بنایا گیا تھا کمرہ عدالت میں سید قطب نے باوجود اس بات کے کہ وہ ان لوگوں کے عزائم اور اپنے انجام کو بخوبی جان چکے تھے حق بات کہہ ڈالی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان کی ذات پر جیل میں جو کچھ گزری اس کا انہوں نے اشارہ تک نہ کیا بلکہ دوسرے اخوانیوں پر جو مظالم توڑے گئے ان کی شکایت کی، نام نہاد فوجی ٹربیونل نے مختصر ترین کارروائی کر کے ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء کو دیگر دو اخوانی راہنماؤں یوسف حواش اور عبدالفتاح اسماعیل کے ہمراہ موت کی سزا سنائی۔ سزا کا سن کر سید زیر لب مسکرائے اور فرمایا مجھے پہلے اس بات کا علم تھا کہ اس مرتبہ جمال عبدالناصر کی حکومت میرے سر کی طالب ہے مجھے نہ اس پر افسوس ہے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور نہ اپنی موت کا رنج بلکہ اس بات پر خوش ہوں کہ میں اپنے مقصد کیلئے جان دے رہا ہوں، بہر حال اس بات کا فیصلہ مستقبل کا مورخ کرے گا کہ اخوان راہ راست پر تھے یا حکومت۔ پھانسی کی رات حمزہ بسیونی نے حمیدہ قطب کو جو خود بھی جیل میں تھیں بلایا پھانسی کے احکامات دکھا کر کہا:

سید قطب اگر اس بات کا اقرار کریں کہ اخوان کا تعلق کہیں اور ہے پھر انہیں خرابی صحت کا بہانہ بنا کر رہا کر دیا جائے گا چنانچہ اس سلسلہ میں حمیدہ قطب کی سید قطب سے ملاقات کروائی گئی حمیدہ نے اپنے اور حمزہ کے درمیان ہونیوالی گفتگو سید قطب کو سنائی حمیدہ کے الفاظ ہیں:

بھائی نے پوچھا کیا تم اس پر خوش ہو؟ میں نے کہا نہیں، وہ بولے نفع ونقصان لوگوں کے قبضہ قدرت میں نہیں بلکہ عمریں اللہ کے ہاتھ میں ہیں لوگ میری زندگی اور عمر گھٹانے یا بڑھانے کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے وہی تمام چیزوں پر قادر ہے۔

ان سزاؤں کے خلاف عالم اسلام میں زبردست احتجاج ہونے لگا جمال عبدالناصر کے نام دنیا کے کونے کونے سے اسلام، انسانیت اور انصاف* کے نام پر معافی کی اپیلیں کی گئیں لیکن عبدالناصر کے کان پر جوں تک نہ رینگی پھر اچانک ایک دن ۲۹ اگست کو دوپہر کا وقت تھا جب قاہرہ کے ریڈیو پر نشریات جاری تھیں انہیں روک کر یہ اعلان کیا گیا ''حکومت مصر کے حکم سے اخوان المسلمون کے تین رہنماؤں کو آج فجر کے وقت پھانسی دے دی گئی۔

جیلوں نے کب خوشبو کا راستہ روکا
روشنی کے قدموں میں زنجیر نہیں دیکھی
تیری ثنا میں دنیا نے زباں کھولی
فرعون کی تمکنت کسی نے نہیں دیکھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

ایک ایسا شخص جس کی کمی شاید مدتوں پوری نہ ہو سکے جو خود ایک عہد تھا۔۔۔ایک تحریک تھا اور اس کی موت سے چمنستانِ اہلحدیث سے بہار۔۔۔رخصت ہوگئی۔۔۔وہ کیا گیا۔۔۔جماعت کا وقار ہی چلا گیا نہ وہ محفل رہی نہ رونقِ محفل رہی۔ ہاں! جس بزم کی شمع بجھ جائے وہ بزم ہی لٹ جاتی ہے نہ قلم کا بانکپن رہا۔۔۔نہ وہ پہلی سی قوتِ گویائی وہ خطیب ایسا کہ خطابت اس پہ ناز کرے اور جب زبان کو حرکت دے تو ایک ایک لفظ سینوں میں اترتا چلا جائے۔۔۔جس کی للکار سے حرم نبویؐ الجہاد والجہاد کے نعروں سے گونج اٹھے اور منٹو پارک کا بڑا مجمع گریبان چاک کرلے۔ جو ایک طرف حکمرانوں کے خشونت بھرے چہروں کی پروا کئے بغیر نغمہ حق بلند کرے تو دوسری طرف اس کے سوز و گداز بھرے الفاظ سے صدام جیسا حکمران اشکبار نظر آئے وہ اگر قلم کو اٹھائے۔۔۔تو دنیائے عرب میں اپنا لوہا منوالے۔۔۔وہ سیاستدان بھی تھا اور صحافی بھی' ادیب بھی تھا اور خطیب بھی وہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار بھی تھا اور ابنِ تیمیہؒ کا جانشین بھی آج تصور میں جب میں بہارِ رفتہ کے کچھ لٹے لٹے سے نقوش دیکھتا ہوں تو دھیرے سے پکار اٹھتا ہوں ۔۔۔آج سیاست کی سبھی اونچی دوکانوں پر تیری متاع کو بیچنے نکلے تو۔۔۔بڑی قیمت پائی تیرے قلم نے۔۔۔ تیری دستار کے بڑے دام لگے تیرا نام۔۔۔ہاں۔

بکتا ہے تیرا نام آج سیاست کی دوکاں پہ
یاروں نے بڑا کام چلایا ہے تیرے بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کے صفحات پر...... اس کا خون جم گیا ہے

ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا
خاک صحرا پہ جمے یا کفِ قاتل پہ جمے
فرق انصاف پہ یا پائے سلاسل پہ جمے
تیغ بیداد پہ، یا لاشہ بسمل پہ جمے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا
ظلم کی قسمت ناکارہ و رسوا سے کہو
جبر کی حکمت پر کار کے ایما سے کہو
خون دیوانہ ہے دامن پہ لپک سکتا ہے
شعلۂ تند ہے، خرمن پہ لپک سکتا ہے
تم نے جس خون کو مقتل میں دبانا چاہا
آج وہ کوچہ و بازار میں آنکلا ہے
کہیں شعلہ، کہیں نعرہ، کہیں پتھر بن کر
خون چلتا ہے تو رکتا نہیں سنگینوں سے
سر اُٹھاتا ہے تو دبتا نہیں آئینوں سے
ظلم کی بات ہی کیا، ظلم کی اوقات ہی کیا
ظلم بس ظلم ہے، آغاز سے انجام تک
خون پھر خون ہے، سو شکل بدل سکتا ہے
ایسی شکلیں کہ مٹاؤ تو مٹائے نہ بنے
ایسے شعلے کہ بجھاؤ تو بجھائے نہ بنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس وقت ہم نہیں ہوں گے

کبھی یاد کیا کرو گے لیکن اس وقت ہم نہیں ہوں گے اور تم اپنے بیٹوں کو داستانیں سنایا کرو گے کہ جب ہر طرف خوف تھا ظلمت کا سناٹا تھا لوگ اہل حدیثوں کو اپنی بھیڑ بکریاں سمجھا کرتے تھے ایک کمزور آدمی لاہور سے اٹھا تھا اور اس نے کہا تھا لوگوں سن لو! اہل حدیث کسی کی بھیڑ بکری نہیں ہیں اہل حدیث اس کائنات کی وہ قوت اور طاقت ہے اگر اسے احساس ذوق ہو جائے تو دنیا کی کوئی جماعت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس لئے کہ یہ منفرد جماعت ہے کہ جس کے گھر جب بچہ جنم لیتا ہے تو ماں اسے لوری دیتے ہوئے کہتی ہے بیٹا کائنات کے سامنے کٹ جانا گوارا کر لینا رب کے سوا کسی کے سامنے جھکنا گوارا نہ کرنا۔

او میری ملت کے جوانان رعنا، او میری قوم کے سپوتو! اٹھو آج تمہارے مسلک، آج تمہاری جماعت کو تمہاری ضرورت ہے کس لئے؟ حق کی علمبرداری کیلئے اس ملک میں کتاب وسنت کی علمبرداری کیلئے، سرور کائنات کے نام نامی کو بلند کرنے کیلئے، رب کی توحید کو عام کرنے کیلئے، شرک اور گمراہی کو مٹانے کیلئے اور کتاب و سنت کو پھیلانے کیلئے اور ان شاء اللہ ایک دن آنے والا ہے جب پاکستان کی فضاؤں میں پرچم لہرائے گا تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا لہرائے گا اور اس دن کو طلوع ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

(قصور جلسۂ عام سے خطاب)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلوس اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا اس جلوس میں نوجوان مرد بوڑھے سبھی شامل تھے ان کے سینوں میں حریت پسند اور ایک غیرت مند مسلم کا خون گردش کر رہا تھا اس جلوس میں وہ بھی تھے جو ایک عرصہ قبل ہندوستان سے اپنی جائے پیدائش اور ان مقامات کو جہاں کی خوشگوار اور اداس یادیں ابھی تک ان کی سانسوں میں مہکی ہوئی تھیں چھوڑ آئے تھے پھر آتے ہوئے ان کے کتنے ہی عزیز دوست جو اُن کے ساتھ خوشی وغمی میں شریک رہتے تھے نجانے کہاں بچھڑ گئے بھائی بہنوں کی جدائیاں اور مجروح عصمتوں کے جنازے انہوں نے آنکھوں سے اٹھتے دیکھے تھے۔ لیکن اپنے وطن کی سرحد پر پہنچ کر جب انہیں اس مٹی کی خوشبو آئی جس میں اسلام کے گل و لالہ کھلنے والے تھے جسے انہوں نے اسلامی سلطنت کے نام پر حاصل کیا تھا اس خوشبو نے سارے غموں کو بھلا دیا۔

اپنے وطن میں رہائش پذیر ہو گئے وہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو ترستے رہے لیکن ان کے خرمن دل میں امیدوں کے نشیمن پر بجلیاں گرتی رہیں حسرتوں کے چراغ ٹمٹماتے رہے سینے زخمی ہوتے رہے پرانے زخم کھلتے رہے حکمرانوں کی تنی ہوئی گردنوں اور انداز حکمرانیت پر فرعونیت مسکراتی رہی۔

اب اس کا دور آ گیا تھا جس کی آمریت نے ظلم وتشدد کا روپ دھار لیا تھا جو خود کو بادشاہ سمجھتا تھا اور لوگ اسے بھٹو کے نام سے یاد کرتے تھے۔ سوئے ہوئے مسلمانوں کا حریت پسند خون آتش ایمان سے تڑپ اٹھا مختلف دینی جماعتوں کے جلوس لاہور کی سرزمین پہ نظر آنے لگے ان جلوسوں میں سے ایک کی قیادت داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا وارث احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کر رہا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے یہ سپاہی جلوس کی شکل میں جب مال روڈ پر پہنچے تو پولیس نے سرخ رنگ کی لائن کھینچ دی اور کہا کہ جو شخص اس لائن کو عبور کرے گا اسے گولی سے اڑا دیا جائے گا۔

دینی جماعتوں کے قائدین رک گئے کچھ سوچا اور پیچھے ہٹنے لگے لیکن مجمع دیکھ رہا تھا کہ ایک باوقار نوجوان جس کے چہرے سے شرافت اور جرات و بلند حوصلگی کے جذبات نمایاں تھے للکارتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اچانک اس نے دوسرے قائدین کی جانب پلٹ کر دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرانی کے تاثرات ہویدا ہوئے کہ قائدین واپس جا رہے ہیں اس نے پکار کر کہا ارے کہاں جا رہے ہو؟

ایک طرف سے جواب آیا احسان بھائی میں اماں جی سے اجازت لے کر نہیں آیا تھا نوجوان رک گیا اور کہا جاؤ اپنی اماں جی کے پاس جانا اور میرا سلام کہنا پھر میری والدہ کو یہ پیغام دینا کہ اماں جان تیرا بیٹا احسان الٰہی کہتا تھا میں نے بھی تجھ سے اجازت نہیں لی تھی لیکن مجھے یقین تھا کہ اگر میں تیرے پاس اجازت کے لئے آتا تو تو یہی کہتی بیٹا تو نے راہ شہادت میں اجازت لینے کیلئے دیر کیوں کی؟

اتنا کہہ کر وہ نوجوان شیر کی طرح پلٹا لائن عبور کر کے سینے کے بٹن کھول دیئے اور کہا کہ میں لائن کراس کر چکا ہوں ہمت ہو تو اس سینے پر گولی مارو تم دیکھو گے کہ اہلحدیث کا فرزند سینے پہ گولی کھایا کرتا ہے پشت پہ نہیں کھاتا، ہم نے آگے بڑھنا سیکھا ہے پیچھے ہٹنا نہیں سیکھا پھر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ جلوس کا راستہ روک سکے اور یوں احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے جرات و بہادری سے جلوس کو منزل مقصود تک پہنچایا۔

کون اب جرأتِ قربانی و ایثار کرے
کون اب عظمت اسلام کا اظہار کرے
کون تاروں کے نشیمن پہ کمندیں پھینکے
کون خورشید کو ذروں پہ نگوں سار کرے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کون سنت ابراہیمؑ کو ایماں سمجھے
کون اَب آتش نمرود کو گلزار کرے
کون یارانِ ستم خو سے ملائے آنکھیں
کون ارباب سیاست کو خبردار کرے
ثبت ہے چہرہ تاریخ پہ اقبالؒ کا قول
اس کی تربت پہ خدا بارشِ انوار کرے
فتنہ ملت بیضہ ہے ' امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے

مسٹر حنیف رامے پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ انہوں نے اسمبلی ہال لاہور میں تمام مکاتب فکر کے نامور علماء، فضلاء، خطباء اور مبلغین کا ایک اجلاس بلایا جس میں علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی رامے صاحب نے فون پر سپیشل پیغام بھیج کر مدعو کیا علامہ صاحب جب اس اجلاس میں تشریف لائے تو رامے صاحب اپنی تقریر میں علماء کو ہدف تنقید بنا رہے تھے۔ رامے صاحب تقریر میں یوں کلام کر رہے تھے ''میں قرآن کا ایک طالب علم ہوں لیکن پورے قرآن میں العیاذ باللہ مجھے کہیں بھی اسلامی دستور نظر نہیں آیا رامے صاحب نے یہ بھی کہا کہ علماء میں راست بازی اور جرات اظہار نہیں ہے وہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے دب جاتے ہیں' علماء کی اکثریت سبحان اللہ اور ماشاءاللہ کے ڈونگرے برسا رہی تھی۔ رامے صاحب جب اپنا خطاب ختم کر کے بیٹھ گئے تو علامہ صاحب از خود فوراً اٹھے اور رامے صاحب کے پاس جا کر سٹیج پر خطاب شروع کر دیا علامہ صاحب نے اپنے روایتی گھن گرج میں فرمایا کہ ''میں قرآن کے طالب علم سے مخاطب ہوں اور اسے بتانا چاہتا ہوں کہ تم نے دنیا میں سب سے بڑا جھوٹ بولا ہے۔ اگر قرآن میں اسلامی دستور نہیں تو بتاؤ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر قرآن میں ہے کیا؟ قرآن نے خدائی احکام کے بغیر باقی سب کو طاغوت قرار دیا ہے قرآن تم جیسے کج فہم، کج فکر، کج ذہن انسانوں کو طاغوت ہی قرار دیتا ہے قرآن کے ایک ایک لفظ میں اسلام کا دستور حیات مضمر ہے قرآن اسلامی دستور کی بنیادی دفعات کے متن کی حیثیت رکھتا ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت کو جا بجا زور دار الفاظ سے واضح کرتا ہے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام اسلامی دستور ہے قرآن پاک نے صاف کہا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء:۸۰)

''جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''

دوسری جگہ قرآن نے فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (النساء:۶۵)

''خدا کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک زندگی کے ہر معاملے میں آپ کو حکم نہ مان لیں''

اور پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے دلوں میں کچھ نہ محسوس کریں بلکہ اسے دل کی گہرائیوں سے تسلیم کریں تیسری جگہ قرآن پاک نے اسلامی دستور کی مرکزیت اور قطعیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

(المائدہ:۴۷)

''جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلے نہیں کرے گا پس وہ فاسق ہے۔''

قرآن کے ان ارشادات سے اسلامی دستور کی حقانیت واضح ہو گئی ہے قرآن کریم نے واضح کر دیا ہے کہ اس کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کافر ہیں''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ صاحب کی جرات اور دلیری پر مجمع علماء الحمدللہ کہتا جارہا تھا۔

پھر وہ شیر کی طرح گرجے اور کہا "ایک عالم بیس برس سے اوقاف کی مسجد کا خطیب ہے اس کے بچے بچیاں جوان ہیں وہ بالواسطہ آپ کا ملازم ہے اب اگر وہ جرات اظہار سے کام لیتا ہے راستبازی اور صداقت شعاری کا ثبوت دیتا ہے تو راے صاحب اور اس کے یمین ویسار اولاً اسے مسجد کی امامت وخطابت سے موقوف کریں گے ثانیاً اسے اس مسجد سے اٹھا کر سینکڑوں میل دور کہیں دور افتادہ مقام پر اس کا تبادلہ کروا دیں گے اب تمہی بتاؤ وہ جرات کا اظہار کیسے کر سکتا ہے اور راستبازی کا ثبوت کیسے بہم پہنچا سکتا ہے؟ کیونکہ ان کے سر پر تمہارے اختیار و اقتدار کی تلوار لٹکتی ہے میں تمہارا ملازم نہیں میں تمہیں روکتا بھی ہوں ٹوکتا بھی ہوں اور ان شاءاللہ احتساب کا ڈنڈا بن کر تمہارے سر پر لٹکتا رہوں گا۔"

راے صاحب کی پیشانی عرق آلودہ ہو چکی تھی اسے بری طرح پسینے چھوٹ رہے تھے اس کے چہرے کا رنگ فق ہو چکا تھا۔ علامہ صاحب رحمہ اللہ کے بعد کسی عالم نے تقریر نہیں کی سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کو دعوت سخن دی گئی تو سید صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا میں اپنے بھائی علامہ صاحب رحمہ اللہ کے خطاب کے بعد مزید گفتگو کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ مولوی محمد بخش مسلم رحمہ اللہ، مولانا عبیداللہ انور، مولانا احسان اللہ فاروقی، مولانا محمود رضوی، مولانا عبدالقادر آزاد شاہی مسجد والے باری باری اسٹیج پر آئے اور سب نے یہی کہہ کر بات ختم کی کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کے خطاب کے بعد مزید کسی بات کی گنجائش نہیں۔

جب مجلس برخاست ہوئی تو ایک حنفی بزرگ نے فرمایا احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جانشین اہل حدیث عالم ہی ہو سکتا ایک بزرگ نے کہا کہ علامہ صاحب! تمہی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے وارث ہو سکتے ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری وفاؤں کو یاد کرو گے

وہ شخص نامور مصنف' ادیب شاعر اور مقرر تھا اس نے اپنی ابتداء جماعت اسلامی کے سٹیج سے کی' ذہین وفطین اور قوی ذہن کا مالک تھا۔ ہاں وہی .... جسے لوگ کوثر نیازی کے نام سے جانتے ہیں ایوب خان کا اعتماد بھی حاصل کر چکا تھا۔ چنانچہ اس نے ایوب خان کے ایما پر ملک کی نامور ابھرتی ہوئی علمی' دینی و سیاسی شخصیتوں کو دام تزویر میں لانے کی تحریک شروع کر دی اس کی گفتگو سے متعدد شخصیات پھسل گئیں حتیٰ کہ حسام الدین بڑے افسوس سے فرمایا کرتے تھے کہ "نیازی ہم سب کو جل دے گیا اور ہماری قیمت وصول کر کے اب اتراتا پھرتا ہے۔"

یہی خوبصورت اور شیریں کلام شخص علامہ صاحب کو شیشے میں اتارنے کیلئے حاضر ہوا اور کہا کہ علامہ صاحب بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟ وہی کچھ آپ کو صدر ایوب سے لے کر دوں گا بشرطیکہ آپ میرے ساتھ مل کر ایوب خان کی حمایت میں کھل کے میدان میں آ جائیں دنیوی مفاد کے ساتھ ساتھ آپ کو پبلسٹی ملے گی، پریس آپ کو بلند و بالا کرے گا، قومی نشریاتی و ابلاغ عامہ کے ادارے آپ کو بین الاقوامی شخصیت بنا دیں گے۔ یہ کلام کرنے والا شخص اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ اس سے کلام کر رہا ہے جس کے سینے میں کلمہ طیبہ کی صدا گونج رہی ہے علامہ صاحب نے فرمایا کوثر نیازی صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ مجھے پڑھ نہیں سکے اور نہ ہی مجھے سمجھ سکے ہیں کہ ہم کون ہیں؟ کس مسلک کے حامی ہیں کس مشن کے علمبردار ہیں کس کارواں کے حدی خواں ہیں، نیازی صاحب سن لیں ہم شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فرزند ہیں، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کے وارث ہیں، تعلیمات کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار ہیں، ہم مر سکتے ہیں بک نہیں سکتے، کٹ سکتے ہیں جھک نہیں سکتے، ہم نے جھپٹنا سیکھا ہے پلٹنا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں سیکھا، کوئی مائی کا لال نہیں جو ہمارے ایمان اور ضمیر کو خرید سکے، معاف کرنا ہم منڈی کا مال نہیں نہ ہم ابن الوقت ہیں ہم تو باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سر دار اعلان صداقت کرنے والے ہیں ایوب شاہی اور اس کے گماشتے کبھی ہمیں خرید نہیں سکتے ہم اسلام دشمنوں اور آمریت کے حامیوں کے ساتھ کیسے چل سکتے ہیں ہم امام الہند مولانا ابو الکلام رحمۃ اللہ علیہ کے افکار سے نہ صرف متاثر ہیں بلکہ اس کے علمبردار ہیں۔

ہر دور میں توڑا ہے فرعون کا غرور

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء سمیت وہاڑی کا دورہ رکھ لیا قد آدم اشتہارات شائع ہو گئے۔ ڈی۔سی صاحب نے علامہ صاحب کی زبان بندی کے آرڈر جاری کئے ہوئے تھے علامہ صاحب اپنی گاڑی کے ذریعہ رفقاء سمیت مغرب کے بعد وہاڑی پہنچ گئے پولیس نے کوٹھی کا گھیراؤ کیا ہوا تھا قاضی اسلم سیف رحمۃ اللہ علیہ صاحب جلسہ کے اسٹیج سیکرٹری تھے مولانا حبیب الرحمن یزدانی اور حافظ عبداللہ شیخوپوری کے بعد علامہ صاحب سٹیج پر نمودار ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ یہاں میری زبان بندی ہے اور تقریر سے منع کیا گیا ہے اے سی اور ڈی سی کو اپنا حریف سمجھوں یا ان پر تنقید و تبصرہ کروں تو یہ میری شایان شان نہیں گورنر پنجاب اور جنرل ضیاء الحق کے سوا کسی افسر کو مخاطب کرنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں لیکن ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اہلحدیث ہوں اللہ کے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا پرچم لے کر نکلا ہوں اس راہ میں مر سکتا ہوں مٹ سکتا ہوں جیتے جی پرچم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سرنگوں نہیں ہونے دوں گا جس کا جو جی چاہے کر لے اور میں باطل قوت کو یہاں پر للکارتا ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جسے ہو غرور آئے کرے شکار مجھے

اسٹیج روشنیوں سے معمور تھا آج جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں جماعت مجاہدین پاکستان کے تحت ایک جہاد کانفرنس کا اہتمام تھا اسٹیج پر دینی جماعتوں کے قائدین اور زعماء تشریف فرما تھے علامہ صاحب سے پہلے ڈاکٹر اسرار احمد کی تقریر تھی ڈاکٹر صاحب نے حسب عادت سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک کی ناکامی کے اسباب بیان کرنا شروع کئے اور ان کی تنظیم میں کئی کیڑے نکالے علامہ صاحب بڑے حوصلے اور صبر سے ڈاکٹر صاحب کے خیالات سنتے رہے ڈاکٹر صاحب کے بعد علامہ صاحب کا خطاب تھا ڈاکٹر صاحب اٹھ کر جانے لگے تو علامہ صاحب نے کہا:

ڈاکٹر صاحب میں نے بڑے صبر سے آپ کے خیالات سنے ہیں آپ کو بھی اب میرے خیالات سننا ہوں گے اور کہا...... میں اہلحدیث کا سپوت ہوں میں اپنے اکابر کی تنقیص پر خاموش ہو جاؤں تو یہ بڑی بے حمیتی ہوگی اور اس طرح آپ نے ڈاکٹر صاحب کی تمام تقریر کا بادلائل تجزیہ کیا اور اصل حقیقت کو واضح فرمایا۔

جب کبھی تیری خطابت کا تصور باندھا
قرن اول کے خطیبوں کی ادا یاد آئی

مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ تعلیم القرآن کا سالانہ جلسہ تھا علامہ صاحب بھی اس میں مدعو تھے۔ کسی مولوی کی تقریر پر علمائے دیو بند زندہ باد کے نعرے لگائے گئے جب علامہ صاحب کی تقریر کی باری آئی تو ظاہر ہے علامہ صاحب جیسے حساس اور مسلکی حمیت سے سرشار انسان کب خاموش رہ سکتے تھے۔ علامہ صاحب نے برصغیر میں علمائے اہل حدیث کے دینی کارنامے دینی خدمات اور دینی سرگرمیاں تفصیل کے ساتھ کچھ ایسے جوش وخروش سے بیان کیں کہ نہ صرف مجمع عش عش کر اٹھا بلکہ اسٹیج سے علماء اہل حدیث زندہ باد کے نعرے لگنے شروع ہوئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ صاحب نے فرمایا ''میرے دیو بندی بھائیو! رواداری سیکھو اور بسم اللہ کے گنبد سے نکلو دینی خدمات پر اپنی ہی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش نہ کرو ہم اہل حدیث ہیں کون مائی کا لال ہے جو میرے عظیم اسلاف کے دینی کارناموں کو تاریخ کے صفحات سے کھرچ سکے میری تاریخ میں صادق پور، پٹنہ، تھانیسر، مالدہ، کالے پانی دریائے عبور شور کے سنگ میل موجود ہیں کوئی اپنی تاریخ میں ایسا کارنامہ تو دکھائے میری تاریخ کے بالاکوٹ، امس، استھانہ اور وادی کاغان کو کون بھول سکتا ہے تم اپنی تاریخ میں کسی مرکز حدیث کی نشاندہی تو کرو کتنی حیرت کی بات ہے کہ فرزند اہل حدیث کے ہوتے ہوئے تم تاریخ کے صفحات سے اہل حدیث کی خدمات کو محو کرنا چاہتے ہو اکابر کا احترام کرانا ہے تو معاصرین کے اکابر کے احترام کی عادت ڈالو ورنہ یہ ہے گنبد صدا جیسا کہو گے ویسا سنو گے۔

ہمیں بھی یاد کر لینا جب چمن میں بہار آئے

جماعت اہلحدیث کو ایک طاقتور جماعت بنانے کیلئے یہ راہی حق دن رات کوشش کرتا رہا زخم کھاتا رہا مسکراتا رہا۔ اس گلی کے بڑے تنگ نظر لوگ تھے فتنہ گر لوگ تھے۔ انہی فتنہ گر اور سیاہ لوگوں نے اس شہسوار کی زندگی کا چراغ گل کر دیا وہ ماہتاب جو بلندیوں پہ چمکا تھا اس کا خون لاہور کی ریت میں بکھر کر رہ گیا اور وہ چاند طیبہ میں جا کے ڈوبا جو چاند میرے وطن سے نکلا۔

پھر وہ لوٹ کر نہ آئے

(جنازے کا آنکھوں دیکھا حال)

عبدالصمد رفیقی فاضل مدینہ یونیوسٹی نے علامہ صاحب کے جنازے کا حال مجلہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں لکھا اور قاضی اسلم سیف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں اس کا تذکرہ کیا ہے انہی کی زبان سے یہ حادثہ بیان کرتے ہیں وہ ان دنوں طالب علم تھے۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کا دن تھا پہلی گھنٹی کے بعد ہم کلیۃ الحدیث کی عمارت سے نکلے اور ڈاکخانہ کے قریب جمع ہو گئے علامہ صاحب خادم الحرمین الشریفین کی دعوت پہ لاہور سے ریاض ہسپتال پہنچ چکے تھے میں نے اپنے دوست عبداللہ امین سے کہا کہ ریاض جانے کا پروگرام بنائیں مگر ایک بات کا خیال رکھنا پڑے گا کہ اس وقت وہاں جائیں جب معلوم ہو جائے کہ ہسپتال والے ملنے کی اجازت دیتے ہیں کہنے لگے یہی سوچ رہا ہوں ان شاء اللہ جائیں گے پھر ہم طلباء کے ایک اور حلقہ میں جا کھڑے ہوئے اچانک مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی آ گئے، آتے ہی گویا ہوئے یار ایک بہت بری خبر ہے ''کیا؟'' زبانیں لرز گئیں علامہ صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر زبانیں گنگ ہو گئیں، دل لرز اٹھے، بوجھل قدموں کے ساتھ دوسری گھنٹی میں حاضر ہوئے میں نے کلاس روم میں جاتے ہی ایک مصری دوست کو یہ روح فرسا خبر سنائی اس نے بڑے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا پہلے تحقیق کرو یار۔ اس نے اس انداز سے جملہ کہا کہ میں متردد ہو گیا لیکن جب ہم صدر دروازے پہ پہنچے تو وہاں بھیڑ دیکھی طلباء کی نظریں ''لوحۃ الاعلانات'' پر جمی ہوئی تھیں میں نے بھی اعلان پڑھا آپ بھی پڑھیں:

> من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ استشھد الاستاذ احسان الھی ظھیر صباح الیوم فی مستشفی ریاض (انا للہ و انا الیہ راجعون) فیصلی علیہ بعد المغرب فی مسجد الرسول ﷺ فعلیکم الحضور وشکراً

طلباء دروازے سے نکل کر باہر کھلی فضا میں آ گئے ضبط و تحمل کے بند ٹوٹنے کی کوشش کر رہے تھے آنکھوں سے دجلہ رواں تھا عالم اسلام ایک بہت بڑے مبلغ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور خطیب سے محروم ہو گیا تھا۔

ایک ہندی کہہ رہا تھا ''تم قاتلوں کی گرفتاری کی بات کرتے ہو میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض پاکستان کے تمام لوگ اس حادثہ میں ملوث ہوں اور انہیں قصاص میں قتل کر دیا جائے تو بھی علامہ کی قیمت پوری نہ ہو گی۔ تم نے ان کی قدر ہی نہیں کی۔'' ایک فلسطینی نژاد امریکی طالب علم بولا جب وہ امریکہ جاتے تھے تو جدید اسلحہ سے مسلح بیس پچیس نوجوان ان کے ساتھ ساتھ رہتے حتیٰ کہ وہ دوبارہ طیارے میں سوار ہو جاتے امریکی ریاست میں ایک تبلیغی جلسہ سے علامہ صاحب کو خطاب کرنا تھا ہمیں خفیہ اطلاع ملی کہ بعض مخصوص افراد علامہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں ہم فوراً ہوشیار ہو گئے اسٹیج پر مسلح جوان کھڑے رہے اور کئی ایک مجمع عام میں پھیل گئے اگر حقیقت پوچھتے ہو تو ان کی تقریر سے بہت سے لوگ راہ راست پر آ گئے۔ تاثرات بہت سے ہیں اگر جمع کئے جائیں تو ایک کتاب بن سکتی ہے لہٰذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں نماز عصر کے بعد ہماری ''نشاط'' (غیر نصابی ہفتہ وار) کلاس تھی دل تھا کہ فوراً حرم نبوی ﷺ چلا جائے لیکن استاذ محترم سے اجازت لینا بہتر جانا کلاس روم پہنچا تو حاضری بہت کم تھی استاذ نے وجہ پوچھی تو انہیں بتایا گیا کہ آج صبح ریاض کے ہسپتال میں استاذ احسان الٰہی ظہیر جام شہادت نوش کر گئے ہیں اور آج ان کا جسد خاکی لایا جانا ہے، نماز مغرب کے بعد حرم میں نماز جنازہ ہو گی طلبہ ادھر ہی چلے گئے استاذ صاحب گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے رہے انہوں نے مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا دعائے مغفرت کی اور ہمیں مسجد نبوی جانے کی اجازت دے دی پہلی نماز جنازہ ریاض ہی میں سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ نے پڑھائی جو علامہ کے استاذ بھی ہیں خصوصی طیارے میں جسد خاکی سرزمین طیبہ پہنچ چکا تھا مسجد میں نمازیوں کی تعداد میں بدستور اضافہ ہوتا چلا گیا دو تین جنازے اور آ چکے تھے اور پھر علامہ صاحب کی چارپائی بھی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لائی گئی نماز مغرب کے بعد لاؤڈ سپیکر گونجے الصلوۃ علی الرجال یرحمکم اللہ، آنا فانا نمازی کھڑے ہو گئے اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ جنازہ ختم ہو گیا صفوں کی ترتیب بھیڑ کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی سسکیوں اور آہوں کی دبی دبی صدائیں آ رہی تھیں۔

میں نے بسرعت تمام قائد اہل حدیث کی چار پائی کا پایہ پکڑ لیا اور پھر اسے پکڑے ہی رکھا مسجد نبوی ﷺ کے دروازے سے جنازہ نکلا ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ میرے لئے سانس لینا دوبھر ہو گیا سر بلند کرتا اور سانس لیتا، لیجئے قبرستان آ گیا جنازہ گیٹ سے گزر گیا اچانک مختلف آوازیں مطالبہ کرنے لگیں کہ چہرہ دکھایا جائے ایک عربی نے یہ کہہ کر مخالفت کی کہ یتبر کون، یتبر کون اس کے جواب میں دوبارہ آوازیں آئیں یا شیخ نحن طلاب الجامعہ لا نتبرك گیٹ پر لگی ہوئی لائٹیں جل رہی تھیں کہ روشنی میں چار پائی رکھ دی گئی منتظمین بڑی دیر تک جدو جہد کرتے رہے کہ لائن کی کوئی شکل بن جائے لیکن رش کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا بے پناہ رش کی وجہ سے جنازہ قبر تک نہ پہنچ سکا البتہ قبر کی سمت کا اندازہ ہو رہا تھا لیکن اس وقت تو میں حیران رہ گیا جب میں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ کے چوٹی کے علماء بھی آئے ہوئے ہیں ان میں علامہ صاحب کے اساتذہ بھی تھے اور مسجد نبوی ﷺ میں مختلف اوقات میں درس دینے والے علماء کرام بھی..........

بالآخر انہیں قبرستان کے اس حصہ میں دفن کر دیا گیا جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفا کی آرزو لے کر ڈھونڈو تو بھی نہ پاؤ گے

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی
اس خون کے قطروں میں حرارت تھی ابھی تک
عرصہ مجھے خوں گشتہ قبا یاد کرے گی
عرفات کی وادی میں دعا میری سنی تھی
صدیوں یہی دنیا وہ دعا یاد کرے گی
ساتھی میرے سب دین کی خاطر ہی کٹے تھے
دنیا میرے یاروں کی وفا یاد کرے گی
ظلمت کی گھٹاؤں سے میں لڑتا رہا برسوں
مجھ کو وہی ظلمت کی گھٹا یاد کرے گی
میں تحفہ یزداں تھا جماعت کیلئے بھی
تادیر جماعت یہ عطا یاد کرے گی
میرے زور بیاں کو کس کس نے نہیں مانا
دنیا ہر میری وہ ادا یاد کرے گی
میری موت پہ یارو! میرے دشمن بھی ہیں روئے
دنیا میرے جانے کو سدا یاد کرے گی
افسوس کہ حاکم بھی خاموش ہیں بیٹھے
صدیوں تک دنیا یہ ادا یاد کرے گی
اک دن یہی ظالم پکڑے گا خدا اشرف
عرصہ تک دنیا یہ سزا یاد کرے گی

(سید اشرف مشہدی)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احسان کا پیغام ہر فرعون کے نام

(جنبش سلاسل منتظر رہنا...... ور زنداں وا رہنا...... کہ قافلہ احسان ﷫...... رکا نہیں تھما نہیں

میری شمع حیات کو بجھانا تو خیر ممکن تھا
میرے قافلے کی رفتار کون روکے گا
ہتھکڑی کے زیور سے نغمہ حق رک جائے؟
زنداں میں سلاسل کی جھنکار کون روکے گا
لاہور و بالا کوٹ ہوئے سیراب خون شہیداں سے
اس مٹی کے اب برگ و بار کون روکے گا
جسے ملا ہو درس غیرت فقط وراثت میں
ان ہاتھوں سے اٹھتی ہوئی تلوار کون روکے گا
کاسہ لیسانِ سرکار ہاں ذرا سن لینا
فرزندانِ حنبلؒ کی للکار کون روکے گا
اک گردن کو تم نے کاٹا ہے تو ہر گردن بول اٹھی
سوئے مقتل جو جاتا ہے وہ بازار کون روکے گا
کہساروں میں بھی کچھ طوفان مچلتے دیکھے ہیں
نوجوان ضیغم کی للکار کون روکے گا؟
(مؤلف)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حق گوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے اس حصہ میں واقعات ہیں' حق پر مبنی دارورسن کی حکایات خونچکاں...... دامن میں لئے ہوئے جابر سلطاں کی زلف برہم سے الجھنے کے کچھ تماشاہائے دہر...... جنہوں نے تاریخ کے چہرہ کو غازہ بخشا اوراق بوسیدہ کو حنا بخشی جب جبر سلطاں سے درباریوں پر لرزہ طاری تھا۔ حرم فروشوں کے قہقہے حجروں میں گونج رہے تھے نازک دل فقیہانِ عصر مدح و ستائش کے ڈونگرے برسانے میں مصروف تھے تب بھی کچھ مردان حق اس بات کی تصویر تھے۔

لرزاں ہیں میرے نام کی ہیبت سے کاسہ لیس
کہ ارباب اقتدار کا نوکر نہیں ہوں میں
مجھ کو رہا ہے فن خوشامد سے احتراز
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کا خوگر نہیں ہوں میں

ہاں جن کا رشتہ غیرت مند افراد سے ہو جن کا مشن پیغمبرانہ ہو جن کی رگوں میں آتش ایماں سے تڑپنے والا خون گردش کر رہا ہوں وہ حق بات اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ نثار ہو جایا کرتے ہیں۔

آیئے تاریخ کے جھروکوں سے اسلاف کی داستانِ حق پڑھیے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے طائر لاہوتی ہے اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اسے سلیمان بن عبدالملک کے نام سے یاد کرتی ہے وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور تین دن تک قیام کیا۔لوگ آتے اور ملتے رہے سلیمان نے ایک دن دریافت کیا کہ کوئی ایسا شخص مدینہ میں موجود ہے جس کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی ہو اور وہ ہمیں حدیث سنائے۔

اس کو بتایا گیا کہ یہاں ابو حازم نامی ایک بزرگ رہتے ہیں جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عہد پایا ہے سلیمان نے ان کو بلوا بھیجا وہ تشریف لائے تو ان دونوں کے درمیان گفتگو شروع ہوئی ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی خوف و جھجک کے بڑے پروقار انداز میں سلیمان کے سوالات کے جوابات دیتے رہے جو ایک مخلص حق گو اور مادہ پرستی سے صرف نظر کرنے والا ہی کر سکتا ہے وہ گفتگو حسب ذیل ہے۔

سلیمان: ابو حازم! یہ کیا ستم ظریفی ہے؟

ابو حازم! آپ کو مجھ میں کون سی ستم ظریفی نظر آتی ہے؟

سلیمان: مدینہ منورہ کے تمام سربرآوردہ لوگ مجھ سے ملنے آئے اور آپ نہیں آئے۔

ابو حازم: پہلے سے ہمارا آپ سے کوئی تعارف نہیں تھا اس لئے نہ آیا۔

سلیمان: محترم نے صحیح فرمایا اور اے ابو حازم! ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

ابو حازم: تم لوگوں نے اپنی دنیا کو تو آباد کر رکھا ہے اور آخرت کو ویران و برباد کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ تم لوگ آبادی سے ویرانے میں جانے کو ناپسند کرتے ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلیمان: آپ نے صحیح فرمایا اور یہ بتایئے کہ دربار خداوندی میں حاضری کس طرح ہوگی؟

ابوحازم: نیکوکار لوگ تو اس شوق ومحبت سے حاضر ہوں گے جیسے دیرینہ مسافر اپنے اہل وعیال کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے اور خطا کار لوگ اس طرح اللہ کے حضور میں جائیں گے کہ ان پر لرزہ طاری ہوگا خوف وہراس سے ہوش اُڑے ہوئے ہوں گے اس وقت ان کیلئے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوگی بالکل ویسے ہی جیسے بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے حضور لایا جاتا ہے۔

ابوحازم کی یہ بات سن کر سلیمان زاروقطار رونے لگا اور کہنے لگا کہ ابو حازم نہیں معلوم اللہ کے یہاں ہمارا کیا انجام ہوگا؟

ابوحازم: تم اپنے اعمال کا موازنہ کتاب اللہ سے کرو تمہیں اپنا انجام معلوم ہوجائے گا۔

سلیمان: کتاب اللہ میں مجھے یہ کہاں معلوم ہوگا؟

ابوحازم: اللہ کے قول ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم [1]۔ ''نیک لوگ عیش میں ہوں گے مزے اڑائیں گے اور بدکار جہنم میں ہوں گے۔'' اس سے معلوم ہوجاتا ہے۔

سلیمان: اللہ کی رحمت کہاں ہے؟

ابوحازم: محسنین ومصلحین کے قریب ہے۔

سلیمان: لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟

ابوحازم: جس نے حکمت ودانائی کی بات کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

سلیمان: اور سب سے احمق شخص کون سا ہے؟

ابوحازم: جو کسی ظالم کے ساتھ لگا اور پھر دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو بیچ دیا۔

سلیمان: کون سی دعا سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے؟

ابوحازم! جو رورو اور گڑگڑا کر مانگی جائے۔

---

[1] الفطار

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سلیمان: سب سے عمدہ اور بہتر صدقہ کون سا ہے؟

ابوحازم: جو دکھ جھیل کر کیا جائے۔

سلیمان: ہمارے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ (اس کے جواب سے ہمیں معاف رکھو)

سلیمان: کوئی نصیحت کیجئے۔

ابوحازم: کچھ لوگوں نے حکومت کو زبردستی مسلمانوں کے مشورہ اور رائے کے بغیر حاصل کر لیا ہے اور اس کی خاطر انہوں نے دنیا کے لالچ میں خون خرابہ کیا پھر اسے چھوڑ کر راہئ عدم ہوئے۔ کاش ہمیں پتہ چلتا کہ ان سے کیا باز پرس ہوئی اور انہوں نے کیا جواب دیا سلیمان کے بعض حاشیہ نشینوں نے کہا۔ ابوحازم آپ نے بڑی سخت بات کہی ہے۔

سلیمان: ابوحازم آپ ہمارے ساتھ چلیں آپ کو ہم سے فائدہ ہوگا اور ہم آپ سے فائدہ اٹھائیں گے۔

ابوحازم: اللہ اس سے محفوظ رکھے۔

سلیمان: کیوں؟

ابوحازم: مجھے خدشہ ہے کہ میں تمہاری دنیاداری سے متاثر ہو جاؤں گا جس کے نتیجہ میں خدا دنیا و آخرت دونوں جگہ برا مزہ چکھائے اور مجھے کوئی یار و مددگار نہ ملے۔

سلیمان: تو پھر مجھے کوئی مشورہ دو۔

ابوحازم: اس بات سے ڈرو کہ اللہ تم کو ان برائیوں میں مبتلا دیکھے جن سے تم کو روکا گیا ہے اور ان اعمالِ خیر سے دور دیکھے جن کا تمہیں کو حکم دیا گیا ہے۔

سلیمان: آپ ہمارے لئے دعائے خیر کریں۔

ابوحازم: اے اللہ اگر سلیمان تمہارا مطیع ہے تو خیر کو اس کیلئے آسان فرما دے اور اس کو توفیق دے اور اگر مطیع نہیں تو اس کی پیشانی پکڑ کر اس کو مطیع بنا دے۔

سلیمان: (خادم سے) سو دینار لاؤ (ابوحازم سے) یہ لے لیجئے۔

ابوحازم: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہمارے اور ہمارے علاوہ لوگوں کے حقوق کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واسطے اس بال میں الگ الگ طریقے ہیں اگر تم اس سے ہماری حاجت برآری کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے خطرہ ہے کہ تم نے مجھ سے جو باتیں کہیں یہ اس کی اجرت نہ ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اجازت چاہی اور واپس چلے آئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

خلیفہ ہارون الرشید مکہ آیا تو اپنے وزیر افضل بن ربیع سے کہا کہ کسی عالم دین کو ملنا چاہتا ہوں چنانچہ دونوں فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے خیمہ پر پہنچے اور اجازت چاہی۔ پوچھا کون ہے؟ وزیر نے کہا امیر المومنین تشریف لائے ہیں فضیل رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے مجھ سے امیر المومنین کا کیا کام؟ وزیر نے کہا سبحان اللہ آپ پر امیر المومنین کی اطاعت واجب نہیں؟ آپ نے دروازہ تو کھول دیا مگر ساتھ ہی چراغ گل کر دیا اور خود سٹ کر ایک کونے میں کھڑے ہو گئے خلیفہ اور وزیر دونوں آگے بڑھے اور جب گھپ اندھیرے میں خلیفہ کے ہاتھ فضیل بن عیاض کے ہاتھ سے ٹکرائے تو فضیل رحمۃ اللہ علیہ بن عیاض کہنے لگے کیا ہی نرم و گداز ہاتھ ہے اگر قیامت کے دن عذاب الٰہی سے محفوظ رہا، پھر کچھ توقف کے بعد کہنے لگے:

”عمر بن عبدالعزیز نے جب زمام خلافت ہاتھ میں لی تو انہوں نے خلافت کو آزمائش سمجھا لیکن آپ اور آپ کے ساتھی اسے نعمت سمجھ کر اس پر ٹوٹ پڑے ہیں امیر المومنین میں آپ کو اس دن سے خوف دلاتا ہوں جب بڑے بڑے مضبوط قدم ڈگمگا جائیں گے اور یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کے ساتھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھیوں جیسے ہیں جو آپ کو ان کی کسی بات کا حکم دیں؟“

یہ باتیں سن کر ہارون الرشید اتنا رویا کہ اس کو غش آنے لگا وزیر نے فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا امیر المومنین سے نرمی برتیے۔

فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر سے کہا! تم اور تمہارے ساتھیوں نے انہیں قتل کر

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے اور اب مجھے نرمی کی تلقین کرتے ہو۔

خلیفہ جب ذرا سنبھلا تو فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا کچھ اور فرمائیے۔

ہارون ان کی عبرت آموز نصیحتیں سنتا رہا اور روتا رہا کچھ اور کچھ اور کا مطالبہ کرتا رہا جب اس کی طبیعت میں بہت رقت آ گئی تو جاتی دفعہ ایک ہزار دینار پیش کئے اور کہا انہیں اپنے اہل وعیال پر صرف کیجئے اور اپنے رب کی عبادت کیلئے ان سے قوت حاصل کیجئے۔ فضیل رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میں نے آپ کو راستی کی راہ دکھائی ہے تو آپ یوں اس کا بدلہ دینا چاہتے ہیں تب ہارون اور اس کا وزیر چپکے سے باہر نکل آئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان ظاہر نے عوام پر جب نئے ٹیکس عائد کئے تو عوام کیلئے یہ بوجھ بن گیا چنانچہ امام نووی اور ظاہر کے درمیان اس سلسلہ میں کافی تلخ اور سخت خط وکتابت ہوئی امام نووی رفق وحلم کے ساتھ کلمۂ حق برابر کہتے رہتے لیکن ظاہر نے ایک نہ سنی وہ برابر ٹیکس وصول کرتا رہا اور جنگی مصارف کیلئے روپیہ کی ضرورت ظاہر کرتا رہا سلطان نے جب اپنے عمل کی تائید میں دوسرے علماء کے فتوے حاصل کر لئے تو اپنے فیصلہ پر اور زیادہ اٹل ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ امام نووی بھی نرم لہجہ چھوڑ کر تلخ کلامی سے جواب دینے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ جب سلطان نے حاصل کردہ فتویٰ کی تصدیق کیلئے امام نووی کو اپنے ہاں بلایا تو انہوں نے بغیر کسی جھجک کے فرمایا "میں جانتا ہوں تو امیر بندقدار کا غلام رہ چکا ہے تیرے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی پھر اللہ نے تجھ پر کرم کیا اور بادشاہی عطا فرما دی مجھے معلوم ہوا ہے تیرے پاس ایک ہزار غلام ہیں اور ہر غلام کا لباس زرنگار پارچہ جات پر مشتمل ہے تیرے پاس سو سے زائد لونڈیاں ہیں اور ہر باندی طلائی زیورات سے آراستہ ہے اگر تو یہ سب خرچ کر چکا ہوتا اور تیرے غلام زرنگار لباس کی بجائے معمولی سوتی کپڑوں کے لباس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ملبوس ہوتے اور تیری باندیاں طلائی زیورات کے بجائے معمولی لباس پہنے ہوتیں تو بے شک میں فتویٰ دیتا کہ تو رعیت سے نئے ٹیکس لے لے۔“

یہ سن کر ظاہر بگڑ گیا اس نے کہا:

تم میرے شہر دمشق سے نکل جاؤ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

بسر و چشم!

اور شام میں اپنے گاؤں نوی چلے گئے اس پر علماء و فقہا کی ایک جماعت نے ظاہر سے کہا: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور مرد صالح ہیں لوگ ان کے عقیدت مند اور پیرو ہیں انہیں دمشق پھر واپس بلا لیجیے۔

ظاہر نے یہ سن کر فرمان صادر کر دیا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ دمشق واپس آ سکتے ہیں لیکن موصوف نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

جس شہر میں ظاہر ہے میں وہاں نہیں جاؤں گا۔

اس گفتگو کے ایک ماہ بعد ظاہر کا انتقال ہو گیا۔

(از حیات ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ: محمد ابو زہرہ مصری)

مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور انتہائی تبحر قسم کے عالم دین ۱۹۲۱ء۔ ۱۹۲۲ میں ترکی کی خلافت کی حمایت میں پورے برصغیر میں ہندو مسلم اتحاد اور یکجہتی سے بلا امتیاز عقیدہ مذہب انگریز کے خلاف ڈٹ گئے اسی اتحاد کی وجہ سے مجلس خلافت نے ہندوؤں کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے از خود رضا کارانہ طور پر قربانی کے موقع پر دہلی میں گاؤ کا ذبیحہ بند کر دیا تاکہ ہندو مسلم میں یکجہتی قائم رہے اس کا مطلب تو یہی تھا کہ اتحاد کی خاطر شرعی مسائل کو چھوڑ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے اسلام ایسی مصلحت کی قطعی اجازت نہیں دیتا وگرنہ کفر و باطل کے اتحاد کیلئے اللہ اس مصلحت کو ان الفاظ سے نہ توڑتے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ چنانچہ مولانا عبدالوہاب اس مسئلہ میں ڈٹ گئے اور خلافتی مسلمانوں کے اس فیصلے کو غیر اسلامی اور غیر مسنون قرار دیا اور گائے کی قربانی کا فیصلہ کر لیا مجلس خلافت میں شامل ہندوؤں اور مسلمانوں نے بذریعہ عدالت مولانا عبدالوہاب کو گائے کی قربانی سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن انگریز نے فیصلہ مولانا عبدالوہاب کے حق میں دیا اور لکھا کہ جب پورے ملک میں گائے کی قربانی ہو رہی ہے تو دہلی میں اس کی ممانعت کیوں؟

دہلی کے قصاب بھی اس مسئلہ میں پڑنے سے ڈرتے تھے چنانچہ انہوں نے گائے ذبح کرنے سے انکار کر دیا، مولانا عبدالوہاب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے عید کے روز گائے ذبح کی پھر اس کا گوشت بیل گاڑی پر لاد کر لایا جا رہا تھا کہ گاڑی کے بیل چھین لئے گئے اور گوشت لے جانے پر پابندی عائد کر دی مولانا عبدالوہاب اور ان کے تلامذہ اپنے سروں پر گوشت رکھ کر لائے اس واقعہ سے مولانا کی دینی حمیت اور غیرت اسلامی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں: مولانا قاضی اسلم سیف رحمہ اللہ)

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

۱۸۵۷ء کی آخری اور ناکام جنگ کے موقع پر انگریز اور پٹیالے کے سکھ فوجیوں نے دہلی میں قتل عام شروع کر دیا توپوں کے گولے اور بندوقوں کی گولیاں مسجد کے صحن میں گر رہی تھیں ظہر کی نماز کا وقت بڑی تیزی سے گزر رہا تھا لوگ توپوں کے گولوں اور بندوقوں کی گولیوں کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے کہ اسی دوران مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نعرہ تکبیر لگاتے حوض پر پہنچے وضو کیا اور اذان کہنا شروع کر دی جبکہ دائیں بائیں کثرت سے گولیاں گر رہی تھیں مولانا عبداللہ غزنوی کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھا دیکھی طلباء نے بھی جرأت کی، حوض پر پہنچے وضو کیا نماز باجماعت ادا کی مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف تھا اگر وضو کرتے اذان دیتے نماز پڑھتے ہم دشمن کی گولی سے شہید ہو جاتے تو اس سے بڑھ کر اچھی موت کیا ہو سکتی ہے۔

مشہور ادیب منشی محمد دین فوق رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب نقل کیا ہے جس میں علامہ صاحب نے سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے محبت وعقیدت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو موطا شریف پڑھا رہے تھے کسی نے آکر یہ خبر دی کہ آپ کا فلاں جواں سال بیٹا انگریز کی گولی کا نشانہ بن گیا حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ وحشت اثر خبر سنی تو بے ساختہ ان کی زبان سے تین بار انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ نکلے اور بدستور حدیث کا درس جاری رکھا وہ شخص حیران تھا کہ میں نے اتنی غم انگیز خبر سنائی اور شیخ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی سبق مکمل ہونے کے بعد حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر سنانے والے سے تفصیلات سنیں اس نے کہا کہ حضرت میں نے آپ کو آپ کے جواں سال بیٹے کی موت کی خبر سنائی تو آپ نے اسے درخور اعتناء نہ سمجھا مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً یہ فرمایا کہ عزیز میں رسول اللہ کی حدیث پڑھا رہا تھا اس کو چھوڑ کر کوئی اور بات سننا عظمت حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کے منافی تھا جبکہ بچہ تو شہید ہو گیا اب واویلا کرنے سے واپس نہیں آئے گا۔

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں۔ قاضی اسلم سیف)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

مشہور محدث اور فقیہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ خلیفہ مہدی کے ہاں آئے تو مہدی مسکراتے ہوئے کہنے لگے ہم سے ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں اور سمجھتے ہیں اگر ہم آپ سے سختی کرنا چاہیں تو کر نہیں سکتے اور میں یہ کام اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقت بھی کر سکتا ہوں۔ امام صاحب ؒ نے فرمایا اگر ایسا کرو گے تو اللہ شہنشاہ قادرِ مطلق ہے جو حق و باطل میں تفریق کرتا ہے وہ بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کرے گا یہ سن کر مہدی کا وزیر بھڑک اٹھا اور بولا امیر المومنین یہ جاہل آدمی آپ کے ساتھ گستاخی کر رہا ہے اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں؟

مہدی نے وزیر سے کہا تم ہی بدبخت ہو تمہیں معلوم نہیں یہ لوگ کن صفات کے حامل ہیں اگر ان کو قتل کرو گے تو اہل علم سب تباہ ہو جائیں گے میں تو ان کی حق گوئی پر ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کرتا ہوں اور وہ بھی ایسا کہ ان کے فیصلہ میں کوئی دخیل نہ ہو۔

پھر مہدی نے حکمنامہ لکھ کر امام صاحب کے حوالے کیا آپ نے وہاں سے واپس آکر وہ حکمنامہ دریائے دجلہ میں ڈال دیا اور خودرو پوش ہو گئے مہدی نے ہر جگہ تلاش کروایا مگر کہیں پتہ نہ چلا حضرت سفیان ؒ اس واقعہ کے بعد روپوش ہی رہے یہاں تک کہ ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

الٰہی کیا بھرا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں:

عبدالرحمٰن الناصر کا زمانہ ہے ہر طرف اس کی فتوحات اور اس کے حسن تدبر کا چرچا ہے اندلس اپنی ترقی کے آخری نقطہ پر پہنچا ہوا ہے شہر فواروں نہروں اور خوبصورت پارکوں سے مزین ہے دور دور تک قمقموں کی قطاریں عجب دلکش منظر پیش کر رہی ہیں قسم قسم کے میوؤں کے باغات پھلوں سے لدے پھندے نمونہ جنت بنے ہوئے ہیں یہ سب کچھ ابھی کافی نہیں۔ مدینۃ الزہراء میں بے مثال مساجد، شاہی مہمان خانوں کی تعمیر کا کام اب بھی جاری ہے جس میں کئی کئی ہزار مزدور کام کرتے ہیں مختلف جانوروں اور خوبصورت چڑیوں کے سونے چاندی کے مجسمے نصب ہو رہے ہیں یہ ساری زیبائش و آرائش اور فضول خرچی شہر کے متقی و پرہیز گار قاضی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سعید بن منذر کو پیچ و تاب میں ڈالے ہوئے ہے خلیفہ کی یہ بے راہ روی اور آخرت سے غافل کر دینے والی چیزوں کی طرف توجہ اسے بہت ہی ناگوار ہو رہی ہے۔ ایک حق پسند منصف قاضی اسے کب تک برداشت کرتا۔ آخر دینی حمیت نے لب خاموش کو یہ کہہ کر گویا کر دیا کہ حق بات کہنے سے پہلو تہی نہ کرو۔

جمعہ کا دن تھا اس نے برسر عام نہایت جرأت و بے باکی کے ساتھ خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کو متنبہ کرنا شروع کیا اور دنیا کی کمتری و بے ثباتی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ''بیت المال کی رقم کو جو مسلمانوں کا حق ہے تعیش و زیب و زینت میں پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ کتنے لوگ عسرت و تنگدستی کی زندگی گزار رہے ہیں ستر پوشی کے کپڑوں اور نان شبینہ کو ترس رہے ہیں اور تم بلا ضرورت عمارتیں بناتے چلے جا رہے ہو بڑے دن کے عذاب سے ڈرو اپنے فرضِ منصبی کو پہچانو، تم پر پوری قوم کی ذمہ داری ہے قیامت کے دن ایک ایک فرد تمہارا دامن تھام کر تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرے گا، تم دشمنانِ اسلام سے لڑنے کی کوشش کرو، عیسائیوں پر غالب ہونے کی تدابیر اختیار کرو، معاشرے کی اصلاح و درستگی اور مسلمانوں کے حالات بہتر بنانے میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کرو'' اس پر اثر تقریر سے حاضرین کی داڑھیاں تر ہو گئیں رونے، گڑگڑانے اور دعاء و استغفار کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ خلیفہ پر بھی سکوت طاری ہو گیا آنکھیں اشکبار ہو گئیں اس بے لاگ تقریر سے لوگوں کو یہ پریشانی بھی ہوئی کہ ممکن ہے خلیفہ قاضی پر کوئی سخت حکم نافذ کرے۔

تقریر کے بعد قاضی سعید بن منذر کے گرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور خوفناک انجام کا اندیشہ ظاہر کرنے لگے ایک نے کہا اب خلیفہ کوئی سخت حکم نافذ کرے گا سعید بن منذر رحمہ اللہ کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار ظاہر ہوئے اور بڑے وقار و تمکنت کے انداز میں فرمایا کہ خلیفہ کا غصہ اللہ کے غصہ کے برابر ہو سکتا

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کسی نے کہا کہ آپ کسی کو سفارشی بنا کر بھیج دیجئے تو کوئی ناگوار صورت پیش نہ آئے گی قاضی نے حیرت واستعجاب سے کہا غیر اللہ سے تمہارے ڈر کا یہ حال ہو گیا؟ مجھے خوف و ہراس نہیں ہے میں نے تو ایک عیش پرست کے سامنے اعلانِ حق کیا ہے اور یہی نبی ﷺ کا فرمان ہے اگر خالق کائنات خوش ہے تو بحر و بر کی خفگی میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتی یہ فرماتے ہوئے گھر چلے آئے۔ صبح کو خلیفہ کا قاصد طلبی کا حکمنامہ لے کر پہنچا قاضی نے محسوس کیا کہ اب شاید وہ بات پیش آئے گی جو بہت سی حق گو شخصیتوں کے ساتھ ظالم و جابر حکمرانوں کے دربار میں پیش آ چکی ہے۔

اہل خانہ کی پریشانی دیکھتے ہوئے اطمینان دلایا اور خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے وہاں بڑے بڑے علماء وزراء اور قائدین بیٹھے ہوئے تھے خلیفہ نے قاضی کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا قاضی یہ کہتے ہوئے کہ جہاں مجلس ختم ہو وہیں بیٹھنا چاہیے بڑے استغنا کے ساتھ بیٹھ گئے خلیفہ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا، کیا تم نے مجھ جیسا عفوو درگذر کرنے والا دیکھا ہے؟ نہیں تمہارا عفو و کرم تو اعلیٰ ہے اس جواب سے ناصر کے چہرے پر مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی اور فخر و غرور کے انداز میں سعید بن منذر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس مجلس کی زیبائش و آرائش کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ قاضی سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بدلتے ہوئے تیور کے ساتھ کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے سر جھکا لیا ناصر کی خوشی اس خیال سے اور بڑھ گئی کہ قاضی اس مزین مجلس سے مرعوب ہو گئے ہیں لیکن قاضی کی داڑھی پر ڈھلکتے ہوئے آنسو دیکھ کر خلیفہ کی پریشانی کی انتہا نہ رہی مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا پھر قاضی اس بے راہ روی پر آنسو بہاتے ہوئے خلیفہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ

''اے خلیفہ میں وہ دن یاد دلاتا ہوں جب منصور نے شہر بغداد بنایا اور تعمیر میں مصروف تھا لوگوں کے خون خرابے میں لگا ہوا جو چاہتا اپنی مرضی کے مطابق کہلواتا اور منواتا تھا مخالفت کرنے والوں کا انجام تلوار کی دھار ہوا کرتا تھا اس نے اسی نشہ میں امام

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مالک اور ابن طاؤس کو بلا بھیجا تو ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صاف گوئی سے منصور کو سرعام ٹوکا تھا میں تم سے وہی سب کچھ کہتا ہوں جو ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے منصور سے کہا تھا میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم غفلت کی اس حد تک پہنچ جاؤ گے اور شیطان تم پر اس قدر غالب آجائے گا تمہیں عیش و عشرت کی زندگی دھوکہ میں ڈال دے اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔'' اس بے لاگ گفتگو کا ناصر پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے سونے چاندی کی ناپسندیدہ تصویروں کو تڑوادیا۔

اللہ کے گھر میں کسی اور سے مانگنا شرم کی بات ہے

حج کا موقعہ تھا خلیفہ وقت ہشام بن عبدالملک کعبۃ اللہ گیا وہاں دیکھا کہ حضرت سالم بن عبداللہ بھی موجود ہیں وہ ان کے قریب آ کر کہنے لگا حضرت مجھے کوئی خدمت کا موقع دیا جائے آپ نے فرمایا اللہ کے گھر میں کسی اور سے مانگنا شرم کی بات ہے۔

پھر جب کعبہ سے باہر نکلے تو خلیفہ حاضر ہوا اور کہا حضور اب تو کعبہ سے باہر ہیں کچھ طلب فرمائیں آپ نے پوچھا تم کیا دے سکتے ہوں دنیا یا دین؟ خلیفہ کہنے لگا دنیا ہی دے سکتا ہوں آپ نے فرمایا دنیا تو میں نے اپنے مالک حقیقی سے بھی کبھی نہیں مانگی آپ سے کیسے مانگوں یہ جواب سنا تو ہشام لا جواب ہو گیا چنانچہ اسے چلتے ہی بنی۔

امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ:

خلیفہ منصور تخت خلافت پر متمکن ہو چکا تھا اس نے اپنی خلافت کی توثیق کیلئے چند ممتاز علماء کو دربار میں بلایا ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی ذئب بھی تھے اور سوال کیا کہ ''یہ حکومت جو اللہ نے مجھے اس امت میں عطا کی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیا میں اس کا اہل ہوں؟

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

منصور پہلے ابن ابی ذئب کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ دنیا کی بادشاہی اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے مگر آخرت کی بادشاہی اس کو دیتا ہے جو اس کا طالب ہو اور اللہ اسے اس کی توفیق دے اللہ کی اطاعت سے توفیق نصیب ہوگی اور نافرمانی کی صورت میں دور رہے گی حقیقت یہ ہے کہ خلافت اہل تقویٰ کے اجماع سے قائم ہوتی ہے اور جو شخص خود اس پر قبضہ کر لے اس میں کوئی تقویٰ نہیں آپ اور آپ کے مددگار توفیق اور حق سے منحرف ہیں اب اللہ سے سلامتی مانگیں اور پاکیزہ اعمال سے اس کا تقرب حاصل کریں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت ابن ابی ذئب یہ باتیں کہہ رہے تھے تو میں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے خیال یہ تھا کہ ابھی اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور خون کے چھینٹے ہم پر پڑیں گے اس کے بعد خلیفہ امام صاحب کی جانب متوجہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

"آپ کو خود معلوم ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کی خاطر نہیں بلایا بلکہ اس لئے کہ ہم آپ کے ڈر سے آپ کی منشا کے مطابق بات کہیں اور وہ عوام کے علم میں آجائے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی خلافت پر اہل تقویٰ میں سے دو آدمیوں کا بھی اجماع نہیں ہوا حالانکہ خلافت مسلمانوں کے اجماع اور مشورے سے ہوتی ہے۔"

دربار برخاست ہو گیا یہ دونوں صاحبانِ حق چل دیئے تو منصور نے اپنے وزیر ربیع کو درہموں کے دو تھیلے دے کر بھیجا اور ہدایت کی اگر ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ قبول کر لیں تو ان کا سر اتار لانا جب ربیع، ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور تحفہ پیش کیا تو آپ نے کہا میں یہ مال منصور کیلئے بھی حلال نہیں سمجھتا اپنے لئے کیسے حلال سمجھوں؟ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا خواہ میری گردن اڑا دی جائے میں اس مال کو قبول نہ کروں گا۔ منصور نے یہ روئیداد سن کر کہا ان کی بے نیازی نے ان دونوں کا خون بچا لیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منصور کو ایک بار معلوم ہوا کہ علماء کو میری حکومت سے ناراضگی ہے اس نے خلاف معمول شب کو ابن ابی ذئب و ابن سمعان فقہائے حجاز اور امام مالک کو طلب کیا امام صاحب اصل واقعہ سمجھ گئے زندگی سے ناامید ہو کر غسل فرمایا کفن کے کپڑے پہن کر اور حنوط مل کر دربار میں آئے منصور نے کہا اے گروہ فقہا! مجھے ایک خبر معلوم ہوئی ہے جس سے افسوس ہوا حالانکہ تمہارا فرض تھا کہ سب سے پہلے تم میری اطاعت کرتے اور مجھے برا کہنے سے باز رہتے اگر مجھ میں کچھ عیب ہوتا تو تم مجھے نصیحت کرتے۔

پھر منصور نے کہا کہ اب بتاؤ کہ میں تمہارے نزدیک کیسا ہوں؟ امام صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس کا جواب دینے سے معاف کرو منصور نے ابن سمعان کی طرف رخ کیا کہ تم بتاؤ میں کیسا ہوں؟ ابن سمعان بولے امیر المومنین آپ سب سے بہتر ہیں حج کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں مظلوموں کی مدد کرتے ہیں اسلام کے پشت پناہ ہیں عادل ہیں۔ اب منصور نے ابن ابی ذئب سے پوچھا کہ ابن ابی ذئب تم مجھے کیسا سمجھتے ہو؟ ابن ابی ذئب نے نہایت دلیری سے کہا کہ تم بدترین مخلوق ہو مسلمانوں کی تمام دولت اپنی شان و شوکت میں صرف کرتے ہو غریبوں کو ہلاک اور علماء کو پریشان کر ڈالا بتاؤ تم کل اللہ کے سامنے کیا جواب دو گے؟ منصور نے کہا تم دیکھتے ہو کہ تمہارے سامنے یہ کیا چیز ہے ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "ہاں ننگی تلواریں دیکھتا ہوں لیکن آج کی موت کل کی موت سے بہتر ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ابن سمعان اور ابن ابی ذئب اٹھ کر چلے گئے لیکن امام مالک تشریف فرما رہے منصور نے کہا مجھے آپ کے کپڑوں سے حنوط کی بو آتی ہے امام صاحب نے فرمایا اس بے وقت طلب سے میں اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آیا تھا منصور نے کہا سبحان اللہ! ابوعبداللہ کیا میں خود اپنے ہاتھ سے اسلام کا ستون گراؤں گا۔

(حیات امام مالک: علامہ سید سلیمان ندوی)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محدث ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ

عباسی خلیفہ منصور نے ایک بار وقت کے بڑے محدث ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا کوئی حدیث سناؤ ابن طاؤس نے ماحول پہ نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ پیچھے جلاد ننگی تلواریں سونتے کھڑے ہیں آپ نے ان کی طرف دیکھا اور اطمینان سے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مشرق و مغرب کو تمہارے قدموں میں ڈال دے گا لیکن اس زمانہ کے حکام جہنم کا ایندھن ہونگے بجز ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈر کر کام کریں گے اور امانت میں خیانت نہیں کریں گے۔"

پھر خلیفہ سے فرمایا امیر المومنین سوچئے آپ کس مقام پر ہیں کیا اللہ نے آپ کو مشرق و مغرب کا مالک نہیں بنایا؟

خلیفہ نے سر جھکا دیا حاضرین کو خطرہ ہوا کہ ابھی جلادوں کو سر قلم کرنے کا حکم ملتا ہے لیکن منصور نے سر اٹھا کر کہا ابن طاؤس کچھ اور سناؤ۔

اب کی بار ابن طاؤس نے سورہ مدثر کی وہ آیات پڑھیں جو ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں تھیں منصور نے پھر سر جھکا لیا اب کی بار حاضرین کو یقین ہو گیا کہ ابھی قتل کا حکم ملنے والا ہے منصور نے سر اٹھایا اور ڈانٹ کر کہا:

یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے یہ کہہ کر واپس چلے آئے کہ ہم بھی یہی کچھ چاہتے تھے۔

(حکومت اور علمائے ربانی ص ۴۸)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ منصور کا دور حکومت تھا نئے تاجدارانِ مملکت امویوں کے استیصال میں ان کی قبروں کی ہڈیوں تک اکھاڑ چکے تھے اور اموی اور مروانی چن چن کر جہاں ملتے تھے قتل کر رہے تھے۔ والی مدینہ جعفر نے نئے سرے سے لوگوں سے بیعت لی اور امام مالک کو کہلا بھیجا کہ آئندہ طلاق جبری کے عدم اعتبار کا فتویٰ نہ دیں کہ لوگوں کو بیعت جبری کی بے اعتباری اور عدم صحت کیلئے سند ہاتھ آئے (امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں یہ مسئلہ اٹھا تھا کہ اگر زبردستی کسی سے طلاق دلوائی جائے تو کیا یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے تو امام صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ ایسی طلاق واقع نہیں ہوتی جب اس بارے امام صاحب کا فتویٰ تھا تو جعفر جو زبردستی بیعت لے رہا تھا اس جبری بیعت کے متعلق بھی لوگ شکوک وشبہات میں گرفتار تھے)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ترک حق کی توقع کس قدر بے جا خواہش تھی امام صاحب بدستور معاملہ جبری کی عدم صحت کا فتویٰ دیتے رہے سلیمان نے غضبناک ہو کر یہ حکم دیا کہ ان کو ستر کوڑے مارے جائیں یہ حکم تھا اس کے متعلق جو مدینے کا سب سے بڑا عالم تھا اور جسکا وجود ہر وقت علوم نبوت کے طلبگاروں کی تشنہ کامی دور کرنے کیلئے بے چین رہتا تھا اور یہ بھی نہیں کہ وہ کوئی معمولی، کم حیثیت بے وقار عالم دین تھے بلکہ وہ اتنے وقار وعظمت کے مالک تھے کہ شعبہ جو کوفہ کے راس المحدثین تھے بیان کرتے ہیں کہ نافع کی وفات کے ایک سال بعد مدینہ آیا تو دیکھا امام صاحب کی مجلس درس کا نرالا انداز ہے مجلس درس ہمیشہ پر تکلف فرش اور بیش قیمت قالینوں سے آراستہ رہتی تھی وسط مجلس میں شہ نشین تھی جس پر امام صاحب صرف املائے حدیث کے موقع پر رونق افروز ہوتے تھے جب حدیث کا درس ہوتا مجمع میں عود ولبان جلایا جاتا صفائی ونزاہت کا یہ عالم تھا کہ فرش پر ایک تنکا بھی بار خاطر تھا جب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے املا کا وقت آتا پہلے غسل کر کے عمدہ اور بیش قیمت پوشاک زیب تن فرماتے بالوں میں کنگھی کرتے خوشبو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لگاتے اس قدر اہتمام کے بعد مجلس علمی کی صدارت کیلئے باہر تشریف لاتے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک کا درس دینا کوئی معمولی کام نہ تھا۔

جب مجلس میں تشریف لاتے تمام لوگ سرنگوں خاموش اور مؤدب بیٹھتے تھے اور کاشانہ امامت پر طلبہ کا ہجوم، مستفتیوں کا ازدحام، امراء کا ورود، علماء کی تشریف آوری، سیاحوں کا گزر، حاضرین کی مودب نشست اور سواریوں کا انبوہ دیکھنے والوں پر رعب و وقار طاری کر دیتا تھا اسی موقع پر ایک شاعر کا گزر ہوا تو بے اختیار اس کی زبان سے یہ دو شعر نکل گئے۔

يَأْبَى الْجَوَابَ فَمَا يُرَاجَعُ هَيْبَةً وَالسَّائِلُونَ نَوَاكِسُ الْأَذْقَانِ
أَدَبُ الْوَقَارِ وَعِزُّ سُلْطَانِ التُّقَى فَهُوَ الْأَمِيرُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانِ

اگر امام جواب نہیں دیتے تو ہیبت سے پوچھا نہیں جاسکتا پوچھنے والے سر نیچے کئے رہتے ہیں وقار کا ادب اور سلطان تقویٰ کا جاہ و جلال ہے لوگ اس سے ڈرتے ہیں حالانکہ وہ صاحب حکومت نہیں ہے۔"

ہاں امام مالک، صاحب حکومت نہ تھے لیکن صاحب حکومت اس دروازے پر چل کر آتے تھے۔ اس قدر شان و وقار کے عالم دین تھے اور انہیں ستر کوڑے مارنے کا حکم جاری ہوا امام صاحب کو محکمہ امارت میں گناہ گاروں کی طرح پابجولاں لایا گیا قمیص اتار لی گئی اور مسند رسول ﷺ کے وارث اور مسجد نبوی ﷺ کے امام کو جلادوں کے سامنے کھڑا کر دیا گیا امام صاحب نے اپنے وقار کی پرواہ نہ کی اس لئے کہ رسول مکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والی بات اور اس بات کے ہر لفظ کے سامنے پوری کائنات کا وقار ہیچ ہے شانہ امامت پر دست ظلم نے کوڑے برسانے شروع کئے لیکن وہ کوڑے ایک کوہ استقامت سے ٹکرا رہے تھے ستر کوڑے پورے ہوئے تمام پیٹھ خون آلود ہو گئی دونوں بازو کندھوں سے اتر گئے اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا گیا کہ اونٹ پر بٹھا کر شہر میں ان کی تشہیر کی جائے امام صاحب اسی حال میں بازاروں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور گلیوں سے گزر رہے تھے اور زبان صداقت سے باآواز بلند یہ فرماتے جارہے تھے۔

''جو کوئی مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں فتویٰ دیتا ہوں طلاق جبری درست نہیں۔''

اس کے بعد اسی طرح خون آلودہ کپڑوں کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے پشت مبارک سے خون صاف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں سے فرمایا کہ سعید بن مسیب کو جب کوڑے مارے گئے تھے تو انہوں نے بھی مسجد میں آکر نماز پڑھی تھی یہ تعزیر گو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیر اور تذلیل کیلئے تھی لیکن اس نے امام کی عزت و وقار کو اور بلند کر دیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسی شخصیت تھے کہ دین رسول عربی ﷺ کی معمولی سی ہتک بھی برداشت نہ کرتے تھے خلیفہ ہارون رشید جب مدینہ آیا تو امام صاحب سے موطا کی سماعت کی خواہش کا اظہار کیا امام صاحب نے فرمایا کہ کل کا دن اس کیلئے خاص ہے۔ ہارون رشید منتظر رہا کہ امام صاحب دربار میں خود آئیں گے اگلے دن مجلس میں تشریف فرما رہے ہارون رشید نے پوچھا تو فرمایا کہ ''العلم یزار ولا یزور'' علم کے پاس آیا جاتا ہے علم کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا اور آخر ہارون رشید کو بایں ہمہ جاہ وجلال خود امام کی مجلس میں حاضر ہونا پڑا۔[1]

مجلس میں عام و خاص کی تمیز نہ تھی ہارون نے جب درس میں شرکت کا ارادہ کیا تو کہا کہ عام لوگوں کو باہر کر دیجئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شخصی منفعت کیلئے عوام کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح ۱۷۴ھ میں ہارون رشید، امین اور مامون اپنے دونوں شہزادوں کو لے کر حج کیلئے آیا اور امام صاحب کو موطا کی املا کیلئے پردۂ خلافت میں طلب کیا امام صاحب نے بدستور انکار کیا اور خود موطا کے بغیر تشریف لائے ہارون رشید نے شکایت

[1] مؤطا امام مالک الاعظمی، ۱/ ۴۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی امام صاحب نے فرمایا ہارون رشید علم تیرے گھر سے نکلا ہے خواہ اس کو ذلیل کر خواہ اس کو عزت دے ہارون رشید متاثر ہوا محمد الامین اور عبداللہ المامون دونوں شہزادوں کو لے کر مجلس درس میں حاضر ہوا وہاں طلبہ کا عام ہجوم تھا ہارون رشید نے کہا اس بھیڑ کو الگ کر دیجئے امام نے فرمایا شخصی فائدہ کیلئے عام افادہ کا خون نہیں کیا جا سکتا ہارون رشید مسند پر بیٹھ گیا امام نے فرمایا امیر المومنین تواضع پسند ہیں ہارون نیچے اتر گیا۔

دوسری منزل قرأت و سماعت کی تھی ہارون نے کہا آپ قرأت کیجئے امام نے فرمایا ''خلاف عادت ہے یہ کہہ کر معن بن عیسیٰ کو اشارہ کیا جو ایک مستعد طالب علم تھے اور آگے چل کر بڑے بڑے محدثین کے استاذ ہوئے انہوں نے قرأت شروع کی ہارون نے مع شہزادوں کے سماعت کی۔

امام مالک جیسے لوگوں نے چراغ مصطفوی کو مسجد و مدرسہ سے اٹھا کر بادشاہوں کے درباروں کا غلام نہیں بنایا بلکہ بادشاہ و امراء اس کی جانب چل کر آئے کہ

در مصطفیٰ پہ آئے جس کا جی چاہے
دین حق مسندوں پہ چل کر نہیں آتا

امام صاحب جب فوت ہوئے تو ہزاروں تلامذہ کے علاوہ حدیث و فقہ کے ۱۶۰ علماء مودب بیٹھے تھے ان کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی لیکن طلباء و علماء کا اسی طرح ہجوم تھا، ہاں! صدر نشین بزم اب حیات جاوید کے بستر پر آرام کر رہا تھا عمر بن سعد انصاری نے اس وقت یہ شعر کسی کو پڑھتے ہوئے سنا:

لَقَدْ أَصْبَحَ الْإِسْلَامُ زُعْزِعَ رُكْنُهُ غَدَاةَ ثَوَى الْهَادِي لَدَى مَلْحَدِ الْقَبْرِ
إِمَامُ الْهُدَى مَا زَالَ لِلْعِلْمِ صَائِناً عَلَيْهِ سَلَامُ اللهِ فِي آخِرِ الدَّهْرِ

''اسلام کے ستون ہل گئے جس صبح کو رہنما قبر میں آسودہ ہوا۔ وہ ہدایت کا پیشوا اور علم کا ہمیشہ محافظ رہا اس پر قیامت تک اللہ کا سلام ہو۔''[1]

[1] سیر اعلام النبلاء ۷/۲۰۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم من رب العالمین

۲۔ السیرة النبویة لا بن ھشام" عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری المعافری (المتوفی:۲۱۳ھ)

۳۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابة" ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی الجزری عزالدین ابن الاثیر (المتوفی: ۶۳۰ھ) المحقق علی محمد معوض، عادل احمد عبدالموجود الناشر: دار الکتب العلمیة

۴۔ السیرة النبویة لابن کثیر" ابو الفراء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی:۷۷۴ھ)

۵۔ "طبقات الکبریٰ العلمیة" ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی بالولاء البصری البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ) تحقیق محمد عبدالقادر عطاء، الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت

۶۔ "الاستیعاب فی معرفة الاصحاب" المؤلف ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم المزی القرطبی (المتوفی: ۴۶۳ھ) المحقق: علی محمد البحاوی الناشر: دار الحلیل بیروت عدد الاجزاء:۴)

۷۔ تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام" المولف: شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (المتوفی: ۷۴۸ھ) المحقق الدکتور بشار عواد معروف الناشر: دار العرب الاسلامی۔

۸۔ "سیر اعلام النبلاء" المولف شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز الذھبی (المتوفی: ۷۴۸ھ) الناشر: دار الحدیث القاھرہ عدد الاجزاء:۱۸)

۹۔ "وفیات الاعیان: ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابراھیم بن أبی بکر ابن خلکان البرمکی (المتوفی: ۶۸۱ھ) الناشر: دار صادر بیروت

۱۰۔ "مغازی الواقدی" محمد بن عمر بن واقد السھمی الاسلمی بالولاء المدنی الواقدی (المتوفی:۲۰۷ھ)

۱۱۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال" یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف ابو الحجاج جمال الدین ابن الذکی ابی محمد القضاعی (المتوفی: ۷۴۲ھ) الناشر: مؤسسة الرسالة بیروت

۱۲۔ "البدایة والنھایه" ابو الفراء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری (المتوفی: ۷۷۴ھ) الناشر: دار احیاء التراث العربی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ "الدولة الاموية عوامل الازدهار وتداعيات الانهيار" علی محمد محمد الصلابی،
الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت لبنان: الطبعة: الثانیه
۱۴۲۹ھ، عدد الاجزاء: ۲

۱۴۔ "دلائل النبوة" ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مهران
الاصبهانی (المتوفی: ۴۳۰ھ)
الناشر: دار النفائس، بیروت، الطبعة الثانيه، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء، عدد الاجزاء: ۲

۱۵۔ "تفسیر البغوی" محی السنة، ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی
(المتوفی: ۵۱۰ھ)
الناشر: دار الاحیاء التراث العربی، بیروت

۱۶۔ "عمدة القاری شرح صحیح البخاری" ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد
بن حسین بدر الدین العینی (المتوفی: ۸۵۵ھ)
الناشر: دار الاحیاء التراث العربی، بیروت

۱۷۔ "تاریخ الاسلام تدمیری" شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز
الذهبی (المتوفی: ۷۴۸ھ)
المحقق: عمر عبدالسلام التدمیری الناشر: دار الکتاب العزلی، بیروت

۱۸۔ "شذرات الذهب فی اخبار من ذهب" عبدالحی بن احمد بن محمد ابن العماد الحنبلی
ابو الفلاح
الناشر: دار ابن کثیر دمشق بیروت الطبعة الاولی ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء)

۱۹۔ "حلية الاولياء وطبقات الاصفياء" ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق
بن موسیٰ بن مهران (المتوفی: ۴۳۰ھ)
الناشر: السعادة بجوار محافظه مصر

۲۰۔ "محنة الامام احمد بن حنبل" محمد نعش
الناشر: الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة

۲۱۔ "سیرة الامام احمد بن حنبل" صالح بن الامام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
البغدادی ابو الفضل
الناشر: دار الدعوة الإسكندرية الطبعة: الثانية ۱۴۰۴ھ

۲۲۔ "رسالة التعليم للامام الشهيد حسن البناء" انصار بورسعید

۲۳۔ "الاخوان المسلمون جهاد ودعوة" بدر الحسين القشير

۲۴۔ "سید قطب من الميلاد إلى الاستشهاد" صلاح عبدالفتاح الخالدی دار الشامیة، بیروت

۲۵۔ "جادہ و منزل" ترجمہ معالم فی الطریق از سید قطب شہید مترجم خلیل احمد
حامدی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ حسن البناء شہید کی ڈائری' خلیل احمد حامدی مرکزی مکتبہ الاسلامی نیو دہلی

۲۷۔ غازی علم دین شہید از خواجہ متین صاحب

۲۸۔ غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ از رائے محمد کمال

۲۹ ناموس رسالت کے سات شہید' از رائے محمد کمال

۳۰۔ تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں مولانا قاضی اسلم سیف

۳۱۔ ہندوستان میں وہابی تحریک، ڈاکٹر قیام الدین احمد مترجم پروفیسر محمد اسلم عظیم آباد کراچی

۳۲۔ ہندوستانی مسلمان از ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر بنگال مترجم ڈاکٹر صادق حسین

۳۳۔ حیات امیر شریعت از جانباز مرزا مکتبہ تبصرہ لاہور

۳۴۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ محمد اسماعیل شجاع آبادی ادارہ تالیفات ختم نبوۃ

۳۵۔ کالا پانی تواریخ عجیب مولانا محمد جعفر تھانیسری سلمان اکیڈمی نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

۳۶۔ تاریخ دعوت وعزیمت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

۳۷۔ دین حق اور علماء ربانی شرک وبدعت کے خلاف کیوں؟ سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

۳۸۔ ''تاریخ اسلام'' اکبر شاہ نجیب آبادی الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور

۳۹۔ ''الہلال'' ابوالکلام آزاد جلد اول ودوم اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ

۴۰۔ ''صدائے حق'' ابوالکلام آزاد شاہین بک اسٹال سرینگر

۴۲۔ ''خلافت اور ہندوستان'' سید سلیمان ندوی مطبع معارف اعظم گڑھ

۴۳۔ ''جنگ آزادی میں اہل حدیثوں کا کردار'' نور الدین عمری جمعیت اہلحدیث ہند

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

ان الذین قالو

ربّنا اللہ ثمّ

استقاموا

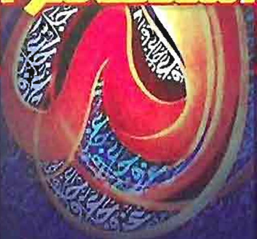

طیبہ قرآن محل

مکہ سنٹر گلی نمبر 5 بخشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد

041-2629292,041-2624007,0333-6574758